جدید تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

ائمہ کرام، خطباء اور مقررین کے لیے بیانات جمعہ پر مشتمل مستند مواد

اصلاحی خطبات و رسائل

جلد دہم

49) سچ کی اہمیت و فضیلت، فوائد و ثمرات اور جھوٹ کے بھیانک نتائج

50) ظالموں کا عبرتناک انجام نصوص اور واقعات کے تناظر میں

51) جہاد و شہادت کی فضیلت اور اسلافِ امت کی شجاعت و بہادری کا ایمان افروز تذکرہ

52) وعدہ اور ایفائے عہد نصوص اور واقعات کے تناظر میں

53) مسنون اعمال کے دنیاوی و اخروی فوائد و ثمرات، نصوص، واقعات اور سائنسی تحقیقات کے تناظر میں

54) عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت اور اسلافِ امت کی قربانیاں

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

مكتبة المتين

فہرست

۵۰......ظالموں کا عبرتناک انجام نصوص اور واقعات کے تناظر میں

قرآنِ کریم کی روشنی میں ظلم کی قباحت ومذمت

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ظلم کی قباحت اور وعیدیں

ظلم کے بھیانک انجام سے متعلق صحابہ کرام اور سلف کے (۱۸) اقوال

۵۳......مسنون اعمال کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات،نصوص،واقعات اور سائنسی تحقیقات کے تناظر میں

قرآنِ کریم کی روشنی میں مسنون اعمال کی اہمیت وفضیلت

احادیث مبارکہ کی روشنی میں مسنون اعمال کی اہمیت وفضیلت

مسنون اعمال کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات واقعات کے تناظر میں

۵۴.....عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت اور اسلافِ امت کی قربانیاں

قرآنِ کریم کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت

۴۹......سچ کی اہمیت وفضیلت،فوائد وثمرات اور جھوٹ کے بھیانک نتائج

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلا مُضِلَّ لَہٗ،وَمَنْ یُضْلِلْ فَلا ھَادِیَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. أمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ.

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ﴾(التوبۃ: ۱۱۹)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿إِنَّ اللّٰہَ لا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ﴾(المؤمن: ۲۸)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ،وَإِنَّ الْبِرَّ یَھْدِی إِلَی الْجَنَّۃِ،وَإِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَحَرَّی الصِّدْقَ، حَتَّی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیقًا،وَإِنَّ الْکَذِبَ فُجُورٌ،وَإِنَّ الْفُجُورَ یَھْدِی إِلَی النَّارِ،وَإِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَحَرَّی الْکَذِبَ،حَتَّی یُکْتَبَ کَذَّابًا.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابل صد احترام بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!

آج میں جس موضوع پر گفتگو کروں گا وہ ہے سچ کی اہمیت اور جھوٹ سے اجتناب۔

سچائی ایسی صفت ہے جس کی اہمیت ہر مذہب اور ہر دور میں یکساں رہی ہے،اسکے بغیر انسانیت مکمل نہیں ہوتی،اسی لئے قرآن وحدیث میں سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے،اور جھوٹ کی نہایت مذمت کی گئی ہے۔

❶صحیح مسلم:کتاب البر والصدق والآداب،باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ،رقم الحدیث:۲۶۰۷

قرآنِ کریم کی روشنی میں سچ کی اہمیت اور جھوٹ سے بچنے کی تاکید

سچائی متقین کی صفات میں سے ہے

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت نے متقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿الَّـذِيـنَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغفِر لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. الصَّابِرِينَ وَالـصَّـادِقِـيـنَ وَالـقَـانِتِيـنَ وَالـمُـنـفِقِينَ وَالمُستَغفِرِينَ بِالأَسحَارِ﴾(آل عمران: ١٦، ١٧)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں، اب ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے۔ یہ لوگ بڑے صبر کرنے والے ہیں، سچائی کے خوگر ہیں، عبادت گزار ہیں (اللہ کی خوشنودی کے لیے) خرچ کرنے والے ہیں، اور سحری کے اوقات میں استغفار کرتے رہتے ہیں۔

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَنَجعَل لَعنَتَ اللَّهِ عَلَى الكَاذِبِينَ﴾(آل عمران: ٦١)

ترجمہ: اور جو جھوٹے ہوں ان پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

سچائی روزِ محشر انعامات کا سبب ہے

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَـالَ الـلَّـهُ هَـذَا يَـومُ يَـنـفَـعُ الصَّادِقِينَ صِدقُهُم لَهُم جَنَّاتٌ تَجرِي مِن تَـحتِهَـا الأَنهَـارُ خَـالِـدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ ذَلِكَ

الفَوزُ العَظِيمُ﴾(المائدة: ۱۱۹)

ترجمہ: اللہ کہے گا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچے لوگوں کو ان کا سچ فائدہ پہنچائے گا۔ ان کے لیے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہے اور یہ اس سے خوش ہیں۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

"قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ" عام طور پر واقع کے مطابق قول کو صدق اور خلاف واقع کو کذب سمجھا جاتا ہے، لیکن قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق و کذب عام ہے یعنی قول اور عمل دونوں کو شامل ہے، چنانچہ اس حدیث میں خلاف واقع عمل کو کذب کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ. ❶

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو ایسے زیور سے آراستہ کرے جو اس کو نہیں دیا گیا، یعنی کسی ایسی صفت یا عمل کا دعویٰ کرے جو اس میں نہیں ہے تو گویا اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے۔

ایک دوسری حدیث میں علانیہ اور تنہائی میں اچھی طرح نماز پڑھنے والے کو سچا بندہ کہا گیا ہے، ارشادِ نبوی ہے:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى فِي الْعَلَانِيَةِ، فَأَحْسَنَ، وَصَلَّى فِي السِّرِّ، فَأَحْسَنَ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَذَا عَبْدِي حَقًّا. ❷

ترجمہ: جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرا سچ مچ بندہ ہے۔

"رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ"، یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے، ایک

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی المتشبع بمالم یعطه، رقم الحدیث: ۲۰۳۴

❷ سنن ابن ماجه: کتاب الزهد، باب التوقی علی العمل، رقم الحدیث: ۴۲۰۰

حدیث میں آتا ہے کہ جنت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بڑی نعمت یہ ہے کہ میں تم سے راضی ہوا اب کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔

"ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ"، یعنی یہی بڑی کامیابی ہے، ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہوگی کہ مالک وخالق جل جلالہ راضی ہیں۔ ❶

سچے لوگوں کے ساتھ رہو

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبۃ: ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔

اس آیت میں عام مسلمانوں کو تقوی کیلئے ہدایت فرمائی گئی، اور "کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ صفت تقوی حاصل ہونے کا طریقہ صالحین وصادقین کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے، اس میں شاید یہ اشارہ بھی ہو کہ جن حضرات سے یہ لغزش ہوئی اس میں منافقین کی صحبت مجالست اور ان کے مشورہ کو بھی دخل تھا، اللہ کے نافرمانوں کی صحبت سے بچنا چاہیے اور صادقین کی صحبت اختیار کرنا چاہیے، اس جگہ قرآن حکیم نے علماء صلحاء کے بجائے صادقین کا لفظ اختیار فرما کر عالم وصالح کی پہچان بھی بتلا دی ہے کہ صالح صرف وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا ظاہر وباطن یکساں ہو، نیت وارادے کا بھی سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو، عمل کا بھی سچا ہو۔ ❷

حضرت یوسف علیہ السلام سچوں میں سے تھے

قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے:

❶ معارف القرآن: ج۴ص۴۲۷

❷ معارف القرآن: ج۴ص۴۸۵

﴿وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾(یوسف: ۵۱)

ترجمہ:حقیقت یہ ہے کہ وہ (یوسف علیہ السلام) بالکل سچے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سچوں میں سے تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفات میں سچائی کا تذکرہ کیا گیا ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾(مریم: ۴۱)

ترجمہ:اوراس کتاب میں ابراہیم کا بھی تذکرہ کرو، بیشک وہ سچائی کے خوگر نبی تھے۔

مغفرت والے اعمال میں ایک عمل صداقت ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسلِمَاتِ وَالْمُؤمِنِينَ وَالْمُؤمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُم وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَغفِرَةً وَأَجرًا عَظِيمًا﴾(الأحزاب: ۳۵)

ترجمہ: بیشک فرمانبردار مرد ہوں یا فرمانبردار عورتیں، مؤمن مرد ہوں یا مؤمن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

جھوٹ بولنے والوں کواللہ ہدایت نہیں دیتا

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾(المؤمن:۲۸)

ترجمہ:اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گذر جانے والا(اور)جھوٹ بولنے والا ہو۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں سچ کی اہمیت وفضیلت اورجھوٹ پر وعیدیں

سچائی کے ثمرات اور برائی کے نتائج

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ،وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِى إِلَى الْجَنَّةِ،وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا،وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ،وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِى إِلَى النَّارِ،وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ،حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا.❶

ترجمہ:سچ بولنا نیکی ہےاورنیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہےاور بندہ سچ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے،اورجھوٹ برائی ہےاور یہ برائی دوزخ کا راستہ دکھاتی ہےاور بندہ جھوٹ بولنے میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

جھوٹ سے بچنے والے کے لئے جنت کے وسط میں محل کی ضمانت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

❶صحیح مسلم:کتاب البر والصدق والآداب،باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله،رقم الحديث:۲۶۰۷

أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ. ❶

ترجمہ: جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، اور اس شخص کے لئے جو مذاق ومزاح میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اور اس شخص کے لئے جو اعلی اخلاق کا مالک ہو اعلی جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔

چھ چیزوں پر جنت کی ضمانت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ. ❷

ترجمہ: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب بات کرو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، امانت رکھوائی جائے تو اُسے ادا کرو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نگاہیں جھکا کر رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو۔

جھوٹ بولنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في حسن الخلق، رقم الحديث: ۴۸۰۰

❷ مسند أحمد: تتمه مسند الأنصار، ج۳۷ ص ۴۱۷، رقم الحديث: ۲۲۷۵۷

أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟

ترجمہ: کیا میں تمہیں گناہوں میں سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! ضرور بتایئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْإِشْرَاکُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

ترجمہ: اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، پھر (سیدھے ہوکر) بیٹھ گئے اور فرمایا:

أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى قُلْتُ: لَا يَسْكُتُ.❶

ترجمہ: سن لو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، سن لو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، آپ اسی طرح (بار بار) فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ آپ خاموش نہ ہوں گے۔ (یعنی ہم آپ کا مطلب سمجھ گئے کہ یہ بڑے گناہ ہیں، ہم اِن سے بچنے کا اہتمام کریں گے، بار بار ارشاد فرمانے سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے، ہم آپ کا مقصود سمجھ گئے، آپ کا بار بار ارشاد فرمانا گناہ کی ہولنا کی اور شدت کو بیان کرنا تھا۔)

مؤمن جھوٹا نہیں ہوسکتا

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَاناً؟

کیا مؤمن بزدل ہوسکتا ہے؟

❶صحیح البخاری: کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، رقم الحدیث ۵۹۷۶

فَقَالَ :نَعَمْ.

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟

کیا مؤمن بخیل ہوسکتا ہے؟

فَقَالَ :نَعَمْ.

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّاباً ؟

کیا مؤمن جھوٹا ہوسکتا ہے؟

فَقَالَ :لَا. ❶

آپ نے فرمایا: نہیں۔

مذاق میں جھوٹ بولنے والے کے لیے بھی ہلاکت ہے

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ،وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ. ❷

ترجمہ: اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو لوگوں سے کوئی بات بیان کرتا ہے پس جھوٹ بولتا ہے تاکہ وہ انہیں ہنسائے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ :إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ،وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ،وَإِذَا اؤْتُمِنَ

❶موطأمالک: باب ما جاء فی الصدق والکذب، ج۵ ص ۱۴۴۱، رقم الحدیث: ۳۶۳۰

❷سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم الحدیث: ۴۹۹۰

خَانَ. ❶

ترجمہ: منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اور جب اسکے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔

بڑی خیانت اعتماد کے لباس میں جھوٹ بولنا ہے

حضرت سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَبُـرَت خِيَانَةً أَن تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ. ❷

ترجمہ: یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات بیان کرو، وہ تمھیں سچا سمجھ رہا ہو، حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

دنیا و مافیہا کی بہترین نعمتوں میں سے سچائی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ. ❸

ترجمہ: چار باتیں ایسی ہیں کہ اگر آپ کے اندر یہ چار خصلتیں پیدا ہو جائیں تو دنیا اور

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: ٣٣

❷ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في المعاريض، رقم الحديث: ٤٩٧١

❸ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة: ج ١ ص ٢٣٣، رقم الحديث: ٦٦٥٢ / قال الهيثمي رواه أحمد والطبراني في الكبير وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد: باب في الإمانة، ٤ ص ١٤٤، رقم الحديث: ٦٧٠٦ / صحيح الترغيب والترهيب: ج ٢ ص ٣١٧، رقم الحديث: ١٧١٨

مافیہا کی تمام نعمتیں اگر آپ کو نہ بھی ملیں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، امانت کی حفاظت، بات میں سچائی، اچھے اخلاق اور غذا میں عفت واحتیاط۔

جھوٹ بولنے والے کے لئے دردناک سزا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خواب سنایا کہ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام مجھے ارضِ مقدسہ کی طرف لے گئے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف لوگوں کو مختلف عذاب میں دیکھا، ان میں سے ایک عذاب یہ دیکھا کہ ایک شخص تو بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا شخص کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ ہے جسے اس (بیٹھے ہوئے آدمی) کے جبڑے میں ڈالتا ہے، یہاں تک کہ وہ گدی تک پہنچ جاتی ہے پھر اسی طرح دوسرے جبڑے میں داخل کرتا ہے، اور پھر پہلا جبڑا جڑ جاتا ہے، تو اس کی طرف پھر آتا ہے اور اسی طرح کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَّا الَّذِى رَأَيتَهُ يُشَقُّ شِدقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالكَذبَةِ فَتُحمَلُ عَنهُ حَتّٰى تَبلُغَ الآفَاقَ فَيُصنَعُ بِهِ إِلَى يَومِ القِيَامَة. ❶

ترجمہ: وہ آدمی جسے تم نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جارہا ہے وہ شخص جھوٹا ہے جو جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا اور اس سے سن کر لوگ دوسروں سے بیان کرتے تھے یہاں تک کہ جھوٹی بات ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے، اس کے ساتھ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

ان آیات اور احادیث مبارکہ سے اندازہ لگائیں کہ سچ بولنے کی کس قدر اہمیت وفضیلت ہے، اور جھوٹ کس قدر قبیح چیز ہے، اس لئے سچائی کو اپنائیں اور جھوٹ سے اپنے آپ کو بچائیں، سچائی سے جان ومال اور رزق میں برکت ہوتی ہے، حضرات صحابہ کرام

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب ما قیل فی أولاد المشرکین، رقم الحدیث: ۱۳۸۶

جان کا خطرہ ہوتا پھر بھی سچائی کا اہتمام کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سفر ہجرت کا واقعہ ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جانی دشمنوں کے سامنے بھی جھوٹ سے اجتناب

ہجرت کے موقع پر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرمارہے تھے، تو اس وقت مکہ والوں نے آپ کو پکڑنے کے لئے چاروں طرف اپنے اہلکار دوڑا رکھے تھے، اور یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام کے طور پر دیئے جائیں گے، اب اس وقت سارے مکہ کے لوگ آپ کی تلاش میں سرگرداں تھے، راستے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جاننے والا ایک شخص مل گیا، وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جانتا تھا مگر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چہرے سے نہیں پہچانتا تھا۔ اس شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ چاہتے تھے کہ آپ کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چلے، اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں تک آپ کے بارے میں اطلاع پہنچ جائے۔ اب اگر اس شخص کے جواب میں صحیح بات بتاتے ہیں تو آپ کی جان کا خطرہ ہے، اور اگر نہیں بتاتے تو جھوٹ بولنا لازم آتا ہے۔ اب ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِى السَّبِيْلَ. (1)

یہ شخص راستے کی طرف میری رہنمائی کرتے ہیں۔

(1) صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم و أصحابه إلى المدينة، رقم الحديث: ٣٩١١

اب آپ نے ایسا لفظ ادا کیا جس کو سن کر اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ جس طرح عام طور پر سفر کے دوران راستہ بتانے کے لئے کوئی رہنما ساتھ رکھ لیتے ہیں، اس قسم کے رہنما ساتھ جا رہے ہیں، لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دل میں یہ مراد لیا کہ دین کا راستہ دکھانے والے ہیں، جنت کا راستہ دکھانے والے ہیں، اللہ کا راستہ دکھانے والے ہیں۔

اب دیکھئے کہ اس موقع پر انہوں نے صریح جھوٹ بولنے سے پرہیز فرمایا، بلکہ ایسا لفظ بول دیا جس سے وقتی کام بھی نکل گیا اور جھوٹ بھی نہیں بولنا پڑا۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہ فکر عطا فرما دیتے ہیں کہ زبان سے کوئی کلمہ خلافِ واقعہ اور جھوٹ نہ نکلے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی اس طرح مدد بھی فرماتے ہیں۔ ❶

تین مواقع پر جھوٹ کی اجازت ہے

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَايَحِلُّ الكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلاثٍ: يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امرَأَتَهُ لِيُرضِيَهَا، وَالكَذِبُ فِي الْحَرْبِ، وَالكَذِبُ لِيُصلِحَ بَينَ النَّاس. ❷

ترجمہ: جھوٹ بولنا حلال نہیں مگر تین چیزوں میں حلال ہے۔ ایک یہ کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے جھوٹ بات کہے تاکہ اسے راضی کردے، دوسرا یہ کہ کفار کے ساتھ جنگ کے موقع میں جھوٹ بولے، تیسرا لوگوں کے درمیان صلح کرا لینے کے لئے جھوٹ بولنا پڑے۔

اسی طرح سچ بولنے سے کسی ایسے گناہ یا نقصان کا اندیشہ ہو جو جھوٹ کے گناہ و نقصان

❶ اصلاحی خطبات: جھوٹ اور اس کی مروجہ صورتیں، ج۳ص۱۵۰

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی إصلاح ذات البین، رقم الحدیث: ۱۹۳۹

سے زیادہ ہے، مثلاً دو مسلمانوں میں صلح کرا دینے یا جہاد میں دشمن کو دھوکہ دینے یا اہلیہ کو رضامند اور خوش کرنے کے لیے جھوٹ بول دینے کی حدیث میں اجازت آئی ہے، اِس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں عداوت اور رنج رہنے سے جو برا نتیجہ پیدا ہوگا وہ جھوٹ کے نقصان سے بڑھا ہوا ہے، اسی طرح جنگ کے راز پوشیدہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اگر دشمن کو اطلاع ہوئی اس کو حملے کا موقع ملے گا اور ہزاروں پاک جانیں تلف ہو جائیں گی، اس لیے اصل بات کا ظاہر نہ کرنا اور جھوٹی بات بنا دینا افضل ہوا۔ اسی طرح خاوند کے بعض اسرار گھر والی سے مخفی رہنے کے قابل ہیں، پس اگر راست گوئی کے سبب کوئی خیال اس پر ظاہر ہوگیا اور میاں بیوی میں نااتفاقی ہوگئی تو جو برا اثر پیدا ہوگا اُس میں جھوٹ بولنے کی بہ نسبت زیادہ گناہ ہے، پس ایسی صورت میں جھوٹ بولنے کی اجازت ایسی ہے جیسے کوئی شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو آسان اور ہلکی مصیبت کو ترجیح دے کر اختیار کر لیتا ہے، اس کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی شخص کے بھوکا مر جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے مردار بھی حلال ہے، اسی طرح اپنا یا اپنے مسلمان بھائی کا مال ظالم کے ہاتھ سے بچانے کو یا کسی کی خفیہ رکھی ہوئی امانت کو محفوظ رکھنے کے لیے دوسروں کے سامنے انکار کر دینا اور جھوٹ بول دینا جائز ہے، اور اپنی معصیت کا انکار کر دینا بھی اسی وجہ سے جائز ہے کہ فسق و فجور کا اعلان حرام ہے، یا اپنی بیوی سے یہ کہہ دینا کہ میری دوسری بیوی تمہاری سوکن مجھے تم سے زیادہ پیاری نہیں، یہ سب باتیں اس بنا پر جائز ہیں کہ اِس جھوٹ سے ایک ضرر دفع ہو گیا ہے۔ ❶

مشرکین مکہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچائی کے معترف تھے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت

❶ ماہنامہ انوارِ مدینہ لاہور: دسمبر ۲۰۱۷ء، ص ۳۶

نازل ہوئی کہ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ کہ اے رسول! اپنے رشتہ داروں کو ڈرائیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھے اور بلند آواز سے پکارنے لگے کہ اے بنی فہر! اے بنی عدی! قریش کے تمام لوگوں کو بلایا، جب لوگ آ گئے اور جو نہیں آ سکا اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا، ابولہب اور قریش بھی آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہدوں کہ ایک بہت بڑا لشکر تمہارے اوپر حملہ کرنے کو تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرلوگے؟ سب نے کہا: ''نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا'' ضرور کریں گے کیونکہ ہم نے آپ کی سب باتیں سچی دیکھی ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر تم اپنے شرک وکفر سے باز نہ آئے تو تم پر بڑا بھاری عذاب آنے والا ہے۔ ابولہب بولا تو ہلاک ہو جا کیا تو نے ہمیں اسی لئے یہاں بلایا تھا، چنانچہ اس وقت سورہ لہب اِس کی مذمت میں نازل ہوئی۔ ❶

شاہِ روم کے سامنے آپ کے اوصاف میں سچائی کا تذکرہ

ہرقل جو روم کا بادشاہ تھا، ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا، اور یہ تجارت کے سفر میں گیا ہوا تھا، ہرقل کو جب اسلام کی دعوت ملی تو یہ پوچھنے لگا کہ اِس نبی کے اوصاف وصفات کیا ہیں، معلومات لینے کے لئے مکہ کے تاجروں کو بلایا، ابوسفیان کو بھی بلایا، ابوسفیان اِس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا، اِس سے کہا کہ بتاؤ کہ وہ جو پیغمبر ہے وہ کس چیز کی دعوت دیتا ہے، ابوسفیان اگرچہ غیر مسلم تھے لیکن اس موقع پر اِس نے حق کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

❶ صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب وَأَنْذِر عَشِيرَتَكَ الأَقرَبين، رقم الحديث: ۴۷۷۰

وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. ❶

ترجمہ: وہ پیغمبر ہمیں حکم دیتا ہے نماز کا، زکاۃ کا، سچ بولنے کا، پاکدامنی کا اور صلہ رحمی کرنے کا۔

سچائی کی اہمیت اور جھوٹ کی قباحت سے متعلق اسلافِ امت کے (۶۵) اقوال

افضل عبادت زبان کی سچائی ہے

۱......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے پروردگار! عمل میں کونسی عبادت آپ کے ہاں بہتر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَن لَّا يَكْذِبُ لِسَانُهُ وَلَا يَفْجُرُ قَلْبُهُ وَلَا يَزْنِي فَرْجُهُ. ❷

ترجمہ: جس کی زبان جھوٹی نہ ہو، اور اسکا دل فاجر نہ ہو، اور اسکی شرمگاہ محفوظ ہو۔

صداقت عزت کا سبب ہے

۲......اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ:

يَادَاوُدُ مَنْ صَدَّقَنِي فِي سَرِيرَتِهِ صَدَّقْتُهُ عِندَ الْمَخْلُوقِينَ فِي عَلَانِيَتِهِ. ❸

ترجمہ: اے داؤد! جو شخص اپنے باطن میں میری تصدیق کرتا ہے میں مخلوق کے سامنے کھلم کھلا اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت لقمان بلند مقام ومرتبہ پر کس وجہ سے پہنچے؟

۳......حضرت لقمان رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا تم فلاں کے غلام نہیں تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! کیا آپ فلاں فلاں پہاڑ پر بکریاں نہیں چراتے تھے؟ انہوں کہا: جی

❶صحيح البخاري: باب بدء الوحي، رقم الحديث: ۷

❷الصمت لابن أبي الدنيا: ص ۲۴۱، الرقم: ۴۸۵

❸إحياء علوم الدين: كتاب النية والاخلاص والصدق، الباب الثالث، ج۴ ص ۳۸۷

ہاں، پھر پوچھا گیا: آخر تمہیں یہ مقام ومرتبہ کس وجہ سے عطا کیا گیا؟ تو حضرت لقمان رحمہ اللہ نے جواب دیا:

صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَطُوْلُ السُّكُوتِ عَمَّا لَا يَعْنِينِي. ❶

ترجمہ: سچ بولنا، اور بے فائدہ باتوں سے ہمہ وقت خاموشی اختیار کرنا۔

جھوٹ سے نورانیت ختم ہو جاتی ہے

۴......حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

يَا بُنَيَّ مَن سَاءَ خُلُقُهُ عَذَّبَ نَفسَهُ وَمَن كَذَبَ ذَهَبَ جَمَالُهُ.

ترجمہ: اے میرے بیٹے! جس کے اخلاق برے ہوں وہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالتا ہے، اور جو جھوٹ بولتا ہے، اس کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔ ❷

جھوٹ ایمان کے مخالف ہے

۵......حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُم وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مُجَانِبُ الْإِيمَانِ. ❸

ترجمہ: اے لوگو! جھوٹ سے بچو، اس لیے یہ ایمان کے مخالف ہے۔

ہمارا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو سچا ہو

۶......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَحَبُّكُم إِلَينَا مَا لَم نَرَكُم: أَحسَنُكُمْ اِسمًا، فَإِذَا رَأَينَاكُم فَأَحَبُّكُم إِلَينَا أَحسَنُكُم خُلُقًا، فَإِذَا اختَبَرنَاكُم فَأَحَبُّكُم إِلَينَا أَصدَقُكُم حَدِيثًا

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم المراء، ص ۲۹۴، الرقم: ٦٧٥

❷ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۶۰، الرقم: ۵۵۱

❸ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۳۷، الرقم: ۴۷۵

وَأَعظَمُكُم أَمَانَةً. ❶

ترجمہ: ہمیں سب سے زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جسے ہم نے نہیں دیکھا ہو، اور جس کا نام سب سے اچھا ہو۔ جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں سب سے زیادہ محبوب لگتا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، اور جب ہم اُسے آزماتے ہیں تو ہمارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ امانت دار ہو۔

جھوٹ بولنا ہلاکت کا سبب ہے

۷......حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے تھے:

لَيسَ فِيمَادُونَ الصِّدقِ مِنَ الْحَدِيثِ خيرٌ، مَن يَّكْذِبُ يَفْجُرُ، وَمَن يَّفجُرُ يَهْلِكُ. ❷

ترجمہ: سچائی سے کم درجے کی بات میں کوئی بھلائی نہیں۔ جو جھوٹ بولے گا وہ فسق وفجور میں مبتلا ہوگا، اور جو فسق وفجور میں مبتلا ہوگا وہ ہلاک ہوجائے گا۔

سچائی عزت اور بلندی کا سبب ہے

۸......حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَأَن يَّضَعَنِى الصِّدقُ وَقَلَّمَا يفعَلُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن يَّرفَعَنِى الكَذِبُ وَقلَّمَا يَفْعَلُ. ❸

ترجمہ: مجھے سچائی نیچے گرادے، اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ جھوٹ مجھے بلند کردے، حالانکہ ایسا بھی کم ہی ہوتا ہے۔

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۴۱، الرقم: ۴۸۴

❷ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۴۲، الرقم: ۴۸۸

❸ أدب الدنيا و الدين: الباب الخامس أدب الناس، الفصل الخامس، ج ۱ ص ۲۶۳

مؤمن جھوٹا نہیں ہوتا

۹......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَاتَجِدُ الْمُؤْمِنَ كَذَّابًا.❶

ترجمہ:تم مؤمن کوجھوٹا نہیں پاؤ گے۔

تین خصلتیں تین چیزوں کا سبب ہیں

۱۰......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَن كَانَت لَهُ عِندَ النَّاسِ ثَلَاثٌ وَجَبَت لَهُ عَلَيهِم ثَلَاثٌ،مَن إِذَا حَدَّثَهُمْ صَدَقَهُمْ،وَإِذَاائتُمِنُوهُ لَم يَخُنْهُمْ،وَإِذَا وَعَدَهُمْ وَفَّى لَهُمْ،وَجَبَ لَهُ عَلَيْهِمْ أَن تُحِبَّهُ قُلُوبُهُم،وَتَنطِقَ بِالثَّنَاءِ عَلَيهِ أَلسِنَتُهُمْ،وَتَظهَرَ لَهُ مَعُونَتُهُمْ.❷

ترجمہ:جس شخص کے اندر لوگوں کے ساتھ تین صفات ہوں،تو ان پر تین چیزیں واجب ہوجاتی ہیں:جب وہ ان سے بات کرے تو سچ بولے،جب وہ ان کے پاس امانت رکھیں تو خیانت نہ کرے،جب وہ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ایسی صورت میں لوگوں پر یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ اس سے محبت کریں،زبان سے اس کی تعریف کریں،اوراُس کی مدد کریں۔

جھوٹ چھپتا نہیں ہے

۱۱......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْكَذَّابُ كَالسَّرَابِ.❸

❶الصمت لابن أبی الدنیا:ص ۲۴۲،الرقم:۴۸۹

❷الآداب الشریعة والمنح المرعیة:فصل فی حفظ اللسان،ج ۱ ص ۳۹

❸أدب الدنیا والدین:الباب الخامس أدب النفس،الفصل الخامس،ج ۱ ص ۲۶۴

ترجمہ: جھوٹا انسان سراب کی مانند ہوتا ہے۔ (دور سے کچھ نظر آتا ہے مگر حقیقت میں کچھ اور ہوتا ہے۔)

گناہوں میں بڑا جرم جھوٹ بولنا ہے

۱۲...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَعْظَمُ الْخَطَايَا عِندَ اللَّهِ: اَللِّسَانُ الكَذُوبُ، وَشَرُّ النَّدَامَةِ: نَدَامَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اللہ کے ہاں گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے، اور بدترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔

جھوٹ ایک سنگین گناہ ہے

۱۳...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَعْظَمُ الْخَطَايَا الْكَذِبُ. ❷

ترجمہ: گناہوں میں بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے۔

سچ کے فوائد اور جھوٹ کے بھیانک نتائج

۱۴...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ شَرَّ الرَّوَايَا رَوَايَا الكَذِبِ، أَلَا وَإِنَّ الكَذِبَ لَا يَصلُحُ مِنهُ جَدٌّ وَلَا هَزلٌ، وَلَا أَن يَّعِدَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ شَيئًا وَلَا يُنجِزَهُ، أَلَا وَإِنَّ الكَذِبَ يَهدِىْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهدِىْ إِلَى النَّارِ، أَلَا وَإِنَّ الصِّدقَ يَهدِىْ إِلَى البِرِّ وَإِنَّ البِرَّ يَهدِى إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ: صَدَقَ وَبَرَّ، وَيُقَالُ

❶ الصمت لابن أبى الدنيا: ص ۲۳۹، الرقم: ۴۷۸

❷ بحر الدموع: الفصل الحادى والثلاثون، ص ۱۴۱

لِلکَاذِبِ: کَذَبَ وَفَجَرَ. ❶

ترجمہ: خبردار! سب سے بری باتیں جھوٹی باتیں ہیں۔ خبردار! جھوٹ کسی بھی صورت میں جائز نہیں، نہ سنجیدگی میں اور نہ مذاق میں، اور نہ ہی کسی شخص کا اپنے بچے سے کوئی وعدہ کر کے اسے پورا نہ کرنا۔ خبردار! جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے، اور گناہ آگ (جہنم) کی طرف لے جاتا ہے۔ خبردار! سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ یقیناً سچے آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے: اس نے سچ کہا اور نیکی کی، اور جھوٹے کے بارے میں کہا جاتا ہے: اس نے جھوٹ بولا اور گناہ کیا۔

سچ لانے والا کوئی بھی ہو اِسے قبول کرو

۱۵...... ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے چند مختصر اور فائدہ مند باتیں سکھائیں۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا:

تَعبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشرِکُ بِہِ شَیئًا، وَتَزُولُ مَعَ القُرآنِ أَینَ مَا زَالَ، وَمَن جَائَکَ بِالصِّدقِ مِن صَغِیرٍ أَو کَبِیرٍ وَإِن کَانَ بَعِیدًا بَغِیضًا فَاقْبَلْہُ مِنہُ، وَمَن أَتَاکَ یَکْذِبُ مِن صَغِیرٍ أَو کَبِیرٍ وَإِن کَانَ حَبِیبًا قَرِیبًا فَارْدُدْہُ عَلَیہِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ جہاں بھی قرآن تمہیں لے جائے، تم اس کے ساتھ چلو۔ جو شخص تمہارے پاس سچائی لے کر آئے، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، چاہے وہ تمہارا دشمن اور دور کا ہو تب بھی اس کی سچائی کو قبول کرو۔ اور جو تمہارے پاس جھوٹ لے کر آئے، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، چاہے وہ تمہارا قریبی اور محبوب ہو تب بھی اس کے جھوٹ کو رد کر دو۔

❶ الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذم الکذب، ص ۲۵۷، الرقم: ۵۴۱

❷ الصمت لابن أبی الدنیا: باب الصدق وفضلہ، ص ۲۲۹، الرقم: ۴۵۱

صحابہ کرام کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ بات جھوٹ تھی

۱۶......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا كَانَ مِن خُلُقٍ أَشَدَّ عِندَ أَصحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ،وَلَقَد كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَطَّلِعُ عَلَى الرَّجُلِ مِن أَصحَابِهِ عَلَى الكَذِبِ فَمَا يَنحَلُّ مِن صَدرِهِ حَتَّى يَعلَمَ أَنَّهُ قَد أَحدَثَ لِلَّهِ مِنهَا تَوبَةً. ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ عادت جھوٹ تھی۔اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کسی صحابی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے،تو آپ کے دل کا بوجھ ہلکا نہ ہوتا جب تک کہ وہ شخص اللہ کے حضور اس سے سچی توبہ نہ کرلیتا۔

چار خصلتیں کامیابی کی علامت ہیں

۱۷......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَربَعٌ مَنْ كَانَ فِيهِ فَقَدْ رَبِحَ الصِّدقُ وَالْحَيَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالشُّكْرُ. ❷

ترجمہ: چار خصلتیں جس میں ہوں وہ کامیاب ہے:سچائی،حیا،حسن اخلاق اور شکر۔

مؤمن جھوٹا اور خائن نہیں ہوتا

۱۸......حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُلُّ الخِلَالِ يُطبَعُ عَلَيهَا المُؤمِنُ إِلَّا الخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ. ❸

ترجمہ: مؤمن میں ہر خصلت پائی جاسکتی ہے،مگر خیانت اور جھوٹ نہیں۔

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۳۷، الرقم: ۴۷۶

❷ إحياء علوم الدين: كتاب النية والاخلاص والصدق، الباب الثالث، ج ۴ ص ۳۸۷

❸ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۴۳، الرقم: ۴۹۰

جو بات کہو تو اُسے پورا کرو

۱۹......حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَأَن أَقُولَ:لَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ:نَعَمْ ثُمَّ لَا أَفْعَلُ. ❶

ترجمہ:یہ کہ میں ''نہیں'' کہہ دوں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں ''ہاں'' کہوں اور پھر اِسے پورا نہ کروں۔

ہم سچائی اور امانت داری میں تم سے افضل ہیں

۲۰......نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کے سات چکر لگائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔قریش کے ایک آدمی نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ نے کتنی جلدی طواف کیا اور نماز پڑھ لی؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

أَنتُم أَكثَرُ مِنَّا طَوَافًا وَصِيَامًا وَنَحنُ خَيرٌ مِنكُم بِصِدْقِ الْحَدِيثِ.وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَإِنْجَازِ الْوَعْدِ. ❷

ترجمہ:تم ہم سے زیادہ طواف اور روزے رکھتے ہو،لیکن ہم تم سے بہتر ہیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے اور وعدہ پورا کرنے میں۔

جھوٹ نفاق کی علامت ہے

۲۱......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَيَصِيرَ بِهَامُنَافِقًا وَإِنِّي لَأَسْمَعُهَا مِن أَحَدِكُم فِي الْيَوْمِ عَشْرَ مَرَّاتٍ. ❸

❶الصمت لابن أبي الدنيا:باب ذم الكذب،ص۲۴۸،الرقم:۵۰۸

❷الآداب الشریعة والمنح المحمدية:فصل فی حفظ اللسان،ج ۱ ص ۴۰

❸تنبيه الغافلين:باب الزجر عن الكذب،ص ۱۵۷

ترجمہ: زمانہ نبوت میں کوئی شخص ایک کلمہ بولتا تو اس کی وجہ سے منافق قرار پاتا اور آج میں دن میں دس مرتبہ ایسے کلمے تم لوگوں کی زبانی سنتا ہوں۔

نفاق کی جڑ جھوٹ ہے

۲۲......حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُعَدُّ مِنَ النِّفَاقِ: اِختِلَافُ القَولِ وَالْعَمَلِ، وَاختِلَافُ السِّرِّ وَالعَلَانِيَةِ، وَالْمَدخَلِ وَالْمَخْرَجِ، وَأَصْلُ النِّفَاقِ وَالَّذِى بُنِىَ عَلَيهِ النِّفَاقُ: اَلْكَذِبُ. ❶

ترجمہ: نفاق میں شمار ہوتا ہے: قول وعمل کا اختلاف، دل میں کچھ اور رکھنا اور ظاہر کچھ اور کرنا، اندرونی اور بیرونی رویے میں تضاد رکھنا۔ اور نفاق کی جڑ جس پر منافقت کی بنیاد رکھی گئی ہے، وہ جھوٹ ہے۔

جس نے زبان کی حفاظت نہیں کی اس نے دین کو نہیں سمجھا

۲۳......حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا عَقَلَ دِينَهُ مَنْ لَمْ يَحْفَظ لِسَانَهُ. ❷

ترجمہ: جس نے اپنی زبان کی حفاظت نہیں کی اس نے اپنے دین کو نہیں سمجھا۔

جھوٹ مذاق میں بھی جائز نہیں

۲۴......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْكَذِبُ لَا يَصْلُحُ مِنهُ جَدٌّ وَلَا هَزْلٌ. ❸

ترجمہ: جھوٹ کسی بھی حال میں درست نہیں، نہ سنجیدگی میں اور نہ مذاق میں۔

---

❶ الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذم الکذب، ص ۲۴۰، الرقم: ۴۸۱

❷ الصمت لابن أبی الدنیا: باب حفظ اللسان، ص ۶۱، الرقم: ۳۴

❸ الآداب الشریعة: فصل فی إباحة المعاریض و محلها، ج ۱ ص ۲۰

صدق واخلاص محبت الٰہی کا سبب ہے

۲۵......حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَامَلَ اللَّهَ بِالصِّدْقِ اسْتَوْحَشَ مِنَ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تعلق صدق واخلاص کے ساتھ قائم کرتا ہے وہ لوگوں سے متوحش ہو جاتا ہے۔ (یعنی پھر اِس کا دل مخلوق سے نہیں لگتا۔)

قول وعمل کی مطابقت صدق ہے

۲۶......حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلَى عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذَّبًا. ❷

ترجمہ: میں جب بھی اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کرتا ہوں، تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میں جھوٹا نہ ثابت ہو جاؤں۔

جھوٹ کی عادت محنت سے چھوٹتی ہے

۲۷......حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ خَلَّةٍ يُرجَى تَركُهَا يَومًا مَا إِلَّا صَاحِبَ الكَذِبِ. ❸

ترجمہ: ہر عادت کسی نہ کسی دن چھوڑی جا سکتی ہے، سوائے جھوٹ بولنے والے کے۔ (یعنی جھوٹ کی عادت اتنی آسانی سے نہیں چھوٹتی اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔)

سچائی کو اپنی سواری بناؤ

۲۸......حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثالث، ج۴ص۳۸۷

❷ صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لايشعر، ص۱۸

❸ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص۲۵۴، الرقم: ۵۲۸

اِجۡعَلُ الصِّدُقَ مَطِيَّتَكَ وَالُحَقَّ سَيُفَكَ وَاللّٰهُ تَعَالَى غَايَةَ طَلَبَتِكَ. ❶

ترجمہ: صدق کو اپنی سواری بناؤ اور حق کو اپنی تلوار بناؤ (یعنی ہمیشہ حق بولو) اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب اعلیٰ قرار دو۔

جھوٹ چھوڑنا نفلی حج سے زیادہ محبوب ہے

۲۹......حضرت حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَأَنُ أَدَعَ لِلّٰهِ كِذۡبَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنُ أَنُ أَحُجَّ حَجَّةً. ❷

ترجمہ: اللہ کے لیے ایک جھوٹ چھوڑ دینا مجھے ایک حج کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

زندگی میں صرف ایک بار جھوٹ بولا

۳۰......حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كَذَبۡتُ مُنۡذُ أَسۡلَمۡتُ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً، فَإِنَّ عُمَرَ سَأَلَنِي عَنۡ ثَوۡبٍ بِكَمۡ أَخَذۡتَهُ، فَأَسۡقَطۡتُ ثُلُثَيِ الثَّمَنِ. ❸

ترجمہ: جب سے میں اسلام لایا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، سوائے ایک بار کے، وہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک کپڑے کی قیمت پوچھی، تو میں نے اس کی اصل قیمت سے دو تہائی کم بتادی۔

انعاماتِ الٰہی کے حصول کا سبب صدق ہے

۳۱......حضرت عبداللہ الرملی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت منصور دینوری رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا

❶ إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثالث، ج۴ ص ۳۸۷

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: حذيفة بن قتادة المرعشي، ج۸ ص ۲۶۹

❸ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۵۳، الرقم: ۵۲۲

ہے؟انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے، مجھ پر رحم فرمایا ہے اور مجھے وہ رتبہ عطا کیا ہے جس کی مجھے امید بھی نہیں تھیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا: بندہ جن اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ان میں سب سے عمدہ چیز کیا ہے؟ فرمایا:

الصِّدْقُ وَأَقْبَحُ مَا تَوَجَّهَ بِهِ الْكَذِبُ.❶

ترجمہ: صدق اور بدترین چیز (جس سے اللہ سے دوری ہوتی) وہ کذب ہے۔

جھوٹ کے بدلے ساری دنیا بھی مجھے ملے تو پسند نہیں ہے

۳۲......حضرت مطرف بن طریف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أُحِبُّ أَنِّي كَذَبتُ وَأَنَّ لِيَ الدُّنيَا وَمَا فِيهِ.❷

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں جھوٹ بولوں، چاہے مجھے دنیا اور اس کی ساری چیزیں مل جائیں۔

جھوٹ اور بخل قبیح خصلتیں ہیں

۳۳......امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَدرِىْ أَيُّهُمَا أَبعَدُ غَورًا فِي النَّارِ الكَذِبُ أَوِ الْبُخلُ.❸

ترجمہ: میں نہیں جانتا کون سی بات آگ میں زیادہ گہرائی میں ہے، جھوٹ یا بخل؟

سچا آدمی سچوں کی صحبت پاتا ہے

۳۴......ایک شخص نے کسی دانشمند سے پوچھا کہ کیا آپ نے صادق آدمی کو دیکھا ہے؟ فرمایا:

❶إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق،الباب الثالث، ج۴ص۳۸۷

❷الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص۲۴۴،الرقم: ۴۹۵

❸الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص۲۵۷،الرقم: ۵۳۹

لَوْ كُنتَ صَادِقًا لَعَرَفْتَ الصَّادِقِينَ. ❶

ترجمہ: اگر میں صادق ہوتا تو صادقین کی معرفت حاصل کر لیتا۔

سچائی وفا کا سبب ہے

۳۵......حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصِّدقُ: الْوَفَاءُ لِلّٰهِ بِالعَمَلِ. ❷

ترجمہ: سچائی اپنے عمل سے اللہ کے ساتھ وفاداری ہے۔

دین کے تین بنیادی احکام

۳۶......محمد بن علی کنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَجَدْنَا دِينَ اللّٰهِ تَعَالَى مَبْنِيًّا عَلَى ثَلاثَةِ أَرْكَانٍ: عَلَى الْحَقِّ وَالصِّدْقِ وَالْعَدْلِ، فَالْحَقُّ عَلَى الْجَوَارِحِ وَالْعَدْلُ عَلَى الْقُلُوبِ وَالصِّدْقُ عَلَى الْعُقُولِ. ❸

ترجمہ: ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو تین ارکان پر مبنی پایا ہے: ایک صدق، دوم حق، سوم عدل، عدل کا تعلق دلوں سے ہے، حق کا اعضاء سے، اور صدق کا عقلوں سے۔

سچا آدمی بھلائی میں مشغول رہتا ہے

۳۷......حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّادِقُ لَا تَرَاهُ إِلَّا فِي فَرضٍ يُؤَدِّيهِ أَوْفَضْلٍ يَعْمَلُ فِيهِ. ❹

ترجمہ: سچا آدمی یا تو فرض ادا کرتا ہوا نظر آتا ہے یا کسی نیکی میں مشغول ہوتا ہے۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثالث، ج۴ ص۳۸۷

❷ مدارج السالكين: فصل منزلة الصدق، ج۲ ص۲۶۲

❸ إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق الباب الثالث، ج۴ ص۳۸۷

❹ مدارج السالكين: فصل منزلة الصدق، ج۲ ص۲۶۵

منافق کبھی باعزت نہیں ہوتا

۳۸......حضرت منصور الفقیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلصِّدقُ أَولَی مَا بِه　　دَانَ امرُؤٌ فَاجعَلهُ دِینَا

وَدَعِ النِّفَاقَ فَمَا رَأَیتَ　　مُنَافِقًا إِلَّا مَهِینَا❶

ترجمہ: سب سے بہتر چیز جس پر آدمی عمل کرے وہ سچائی ہے، پس اسے اپنا دین بنا لو۔ اور نفاق کو چھوڑ دو، کیونکہ میں نے کبھی کسی منافق کو باعزت نہیں دیکھا۔

اصل سچائی کیا ہے؟

۳۹......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَقِیقَةُ الصِّدقِ: أَنَّ تَصدُقَ فِی مَوطِنٍ لَا یُنجِیکَ مِنهُ إِلَّا الکَذِبُ.❷

ترجمہ: سچائی کی حقیقت یہ ہے کہ تم ایسے موقع پر سچ بولو جہاں سے نکلنے کا راستہ صرف جھوٹ ہو۔

جھوٹ ہر برائی کے دروازے کو سیراب کرتا ہے

۴۰......حضرت یزید بن مَیسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلکَذِبُ یَسقِی بَابَ کُلِّ شَرٍّ کَمَا یَسقِی الْمَاءُ أُصُولَ الشَّجَرِ.❸

ترجمہ: جھوٹ ہر برائی کے دروازے کو سیراب کرتا ہے، جیسے پانی درختوں کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے۔

دین اور دنیا کی اصلاح اور تفریق کا سبب

۴۱......امام جاحظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶الآداب الشریعة: فصل فی حفظ اللسان، ج ۱ ص ۴۰

❷مدارج السالکین: فصل منزلة الصدق، ج ۲ ص ۲۶۵

❸الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذم الکذب، ص ۲۵۰، الرقم: ۵۱۳

الصِّدقُ وَالوَفَاءُ تَوأَمَانِ،وَالصَّبرُ وَالْحِلْمُ توأَمَانِ،فِيهِنَّ تَمَامُ كُلِّ دِينٍ وَصَلاحُ كُلِّ دُنيَا،وَأَضدَادُهُنَّ سَبَبُ كُلِّ فُرْقَةٍ.❶

ترجمہ:سچائی اور وفاداری جڑواں ہیں، اور صبر اور بردباری بھی جڑواں ہیں۔ان میں سے ہرایک سے دین ودنیا کی تکمیل واصلاح ہے،جبکہ ان کے مخالف چیزیں(جھوٹ، بے وفائی، جزع فزع اور جلد بازی)جدائی اور(فساد)کا سبب ہیں۔

سچے شخص کے ساتھ غیبی نصرت ہوتی ہے

۴۲......ایک شخص حضرت شبلی رحمہ اللہ کی مجلس میں چیخ اٹھا اور وجد میں آکر دیکھتے ہی دیکھتے دجلہ میں کود گیا،حضرت شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنْ كَانَ صَادِقًا فَاللَّهُ تَعَالَى يُنَجِّيهِ كَمَا نَجَّى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَاللَّهُ تَعَالَى يُغْرِقُهُ كَمَا أَغْرَقَ فِرْعَوْنَ.❷

ترجمہ:اگر یہ شخص سچا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس طرح نجات عطا کرے گا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی،اور اگر جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ اِسے غرق کردے گا جس طرح فرعون کو غرق کیا تھا۔

مذاق میں بھی جھوٹ کو ہلکا نہ سمجھو

۴۳......حضرت ابن المقفع رحمہ اللہ نے کہا:

لَا تَتَهَاوَنْ بِإِرسَالِ الْكِذبَةِ مِنَ الْهَزلِ فَإِنَّهَا تُسْرِعُ إِلَى إِبْطَالِ الْحَقِّ.❸

ترجمہ:مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کو ہلکا نہ لو، کیونکہ یہ جلد ہی حق کو باطل کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔

❶أدب الدنيا والدين:الباب الخامس أدب النفس،الفصل الخامس،ج ١ ص ٢٦٣

❷إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق،الباب الثالث،ج ٤ ص ٣٨٧

❸أدب الدنيا والدين:الباب الخامس أدب النفس،الفصل الخامس،ج ١ ص ٢٦٤

سچے شخص کو تین چیزیں عطا ہوتی ہیں

۴۴......کہا گیا ہے:

ثَلاثٌ لَا تُخطِئُ الصَّادِقَ :اَلْحَلاوةُ وَالمَلاحَةُ وَالهَيْبَةُ. ❶

ترجمہ: تین چیزیں سچے شخص سے کبھی جدا نہیں ہوتیں: شیرینی، دلکشی اور ہیبت۔

تین خصلتیں نجات کا سبب ہیں

۴۵......بعض لوگ کہتے ہیں کہ:

أَجْـمَعَ الْفُقَهَاءُ وَالْعُلَمَاءُ عَلَى ثَلاثِ خِصَالٍ أَنَّهَا إِذَا صَحَّتْ فِيهَا النَّجَاةُ وَلَايَتِمُّ بَعْضُهَاإِلَّا بِبَعْضٍ :اَلْإِسْلَامِ الْخَالِصِ عَنْ الْبِدْعَةِ وَالْهَوَى وَالصِّدْقِ لِلَّهِ تَعَالَى فِي الْأَعْمَالِ وَطِيبِ الْمَطْعَمِ. ❷

ترجمہ: تمام فقہاء اور علماء کا تین خصلتوں پر اتفاق ہے کہ اگر وہ صحیح ہوں تو ان میں نجات ہے، اور وہ خصلتیں ایک دوسرے سے مل کر مکمل ہوتی ہیں: بدعت وخواہشات سے پاک اسلام، اعمال میں صدق واخلاص اور اکل حلال۔

سچ دائمی فریضہ ہے

۴۶......بعض علماء نے فرمایا:

مَن لَم يُؤَدِّ الفَرضَ الدَّائِمَ لَم يُقبَل مِنهُ الفَرضُ المُؤَقَّتُ. ❸

ترجمہ: جو دائمی فرض ادا نہیں کرتا، اس سے وقتی فرض بھی قبول نہیں ہوتا۔

پوچھا گیا: دائمی فرض کیا ہے؟ انہوں نے کہا: " الصِّدقُ " سچائی۔

❶مدارج السالكين: فصل منزلة الصدق، ج۲ ص ۲۶۵

❷إحياء علوم الدين: كتاب النية والإخلاص والصدق، الباب الثالث، ج۴ ص ۳۸۷

❸مدارج السالكين: فصل منزلة الصدق، ج۲ ص ۲۶۶

سچ اور جھوٹ ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے

۴۷......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصِّدقُ وَالكَذِبُ يَعْتَرِكَانِ فِي الْقَلْبِ حَتَّى يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ. ❶

ترجمہ: سچ اور جھوٹ دل میں جھگڑتے ہیں یہاں تک کہ ایک دوسرے کو باہر نکال دیتا ہے۔

ایمانی غیرت کا تقاضہ ہے کہ جھوٹ سے بچے

۴۸......ام ابن سماک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أُرَانِي أُوجَرُ عَلَى تَرْكِيَ الكَذِبَ لِأَنِّي إِنَّمَا أَدَعُهُ أَنَفَةً. ❷

ترجمہ: مجھے نہیں لگتا کہ مجھے جھوٹ چھوڑنے کا اجر ملے گا، کیونکہ میں تو اسے صرف اپنی غیرت کی وجہ سے چھوڑتا ہوں۔(یعنی اگر جھوٹ چھوڑنے پر بالفرض اجر نہ بھی ہوتا تب بھی غیرتِ ایمانی کا تقاضہ ہے کہ انسان جھوٹ سے بچے۔)

سچے شخص کو حق اور باطل کی تمیز ہوتی ہے

۴۹......بعض علماء نے فرمایا:

مَن طَلَبَ اللَّهَ بِالصِّدقِ أَعطَاهُ مِرْآةً يُبصِرُ فِيهَا الحَقَّ وَالبَاطِلَ. ❸

ترجمہ: جو سچائی کے ساتھ اللہ کو طلب کرے تو اللہ اسکو ایک آئینہ دیتا ہے جس میں وہ حق اور باطل کو دیکھتا ہے۔

حق اور سچ کا ساتھ دو

۵۰......شاعر کہتا ہے:

❶الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذم الکذب، ص ۲۵۰، الرقم: ۵۱۲

❷الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذم الکذب، ص ۲۵۹، الرقم: ۵۴۵

❸مدارج السالکین: فصل منزلة الصدق، ج ۲ ص ۲۶۲

قُم لِوَجهِ اللّٰہِ بِالحَقِّ وَ کُنْ صَادِقَ الوَعْدِ فَمَن یُّخْلِفُ یُلَم❶

ترجمہ: اللہ کے لیے حق کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، اور وعدے میں سچے رہو، کیونکہ جو وعدہ خلافی کرے، وہ ملامت کا مستحق ہوتا ہے۔

سچائی عزت اور قربت کا سبب ہے

۵۱......بعض بلغاء نے فرمایا:

اَلصَّادِقُ مُصَانٌ خَلِیلٌ،وَالکَاذِبُ مُھَانٌ ذَلِیلٌ.❷

ترجمہ: سچا آدمی معزز اور قریبی ہوتا ہے، جبکہ جھوٹا ذلیل اور کمزور ہوتا ہے۔

سچ اور جھوٹ کے نتائج

۵۲......کہا گیا ہے:

عَلَیکَ بِالصِّدقِ حَیثُ تَخَافُ أَنَّہُ یَضُرُّکَ فَإِنَّہُ یَنفَعُکَ.وَدَعِ الکَذِبَ حَیثُ تَرَی أَنَّہُ یَنفَعُکَ فَإِنَّہُ یَضُرُّکَ.❸

ترجمہ: سچائی کو لازم پکڑو جہاں تجھے خوف ہو کہ تجھے نقصان دے گا، حقیقت میں سچائی تمہیں نفع دے گی۔ اور جھوٹ کو چھوڑ دو، جہاں تجھے لگے کہ یہ نفع دے گا، حقیقت میں تمہیں نقصان دے گا۔

سچائی سے بڑھ کر کوئی نصرت نہیں

۵۳......بعض ادیبوں نے کہا:

لَا سَیفَ کَالحَقِّ وَلَا عَونَ کَالصِّدقِ.❹

❶الآداب الشریعة:فصل فی حفظ اللسان،ج ا ص ۳۹

❷أدب الدنیا و الدین:الباب الخامس أدب النفس،الفصل الخامس،ج ا ص ۲۶۱

❸مدارج السالکین:فصل منزلة الصدق،ج ۲ ص ۲۶۶،۲۶۷

❹أدب الدنیا و الدین:الباب الخامس أدب النفس،الفصل الخامس،ج ا ص ۲۶۱

ترجمہ: کوئی تلوار حق جیسی طاقت نہیں رکھتی، اور کوئی مدد سچائی جیسی نہیں۔

جھوٹ مروت اور جمال کے ضیاع کا سبب ہے

۵۴......ایک شاعر نے کیا خوب فرمایا:

وَمَا شَیءٌ إذَا فَكَّرتَ فِيهِ بِأَذهَبَ لِلمُرُوئَةِ وَالجَمَالِ

مِنَ الكَذِبِ الَّذِی لَا خَيرَ فِيهِ وَأَبعَدَ بِالبَهَاءِ مِن الرِّجَالِ. ❶

ترجمہ: اور جب تم غور کرو تو کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مروت اور جمال کو جھوٹ سے زیادہ ضائع کرے، جو کہ بالکل بے فائدہ ہوتا ہے، اور جو مردوں کو شان وشوکت سے زیادہ دور کردیتا ہے۔

سچا تاجر کبھی مفلس نہیں ہوتا

۵۵......کہا گیا ہے:

مَا أَملَقَ تَاجِرٌ صَدُوقٌ. ❷

ترجمہ: سچا تاجر کبھی مفلس نہیں ہوتا۔

سچائی نجات دلاتی ہے

۵۶......بعض حکماء نے فرمایا:

اَلصِّدقُ مُنجِيکَ وَإِنْ خِفتَهُ، وَالكَذِبُ مُردِيکَ وَإِنْ أَمِنتَهُ. ❸

ترجمہ: سچائی نجات دیتی ہے، چاہے تم اُسے خوفزدہ ہوکر بولو، اور جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے، چاہے تم اسے امن کے ساتھ کہو۔

❶أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، الفصل الخامس، ج ۱ ص ۲۶۱

❷مدارج السالكين: فصل منزلة الصدق، ج ۲ ص ۲۶۷

❸أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، الفصل الخامس، ج ۱ ص ۲۶۳

اللہ کے ساتھ صدق واخلاص کا معاملہ جہاد سے افضل ہے

۵۷......حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَأَن أَبِيتَ لَيلَةً أُعَامِلُ اللَّهَ بِالصِّدقِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أَضرِبَ بِسَيفِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: میرے لیے ایک رات اللہ کے ساتھ سچائی کے ساتھ گزارنا، اللہ کی راہ میں تلوار چلانے سے زیادہ محبوب ہے۔

جھوٹ کو راحت سمجھنے والے کے لیے چھٹکارا مشکل ہوتا ہے

۵۸......حکماء کہتے ہیں:

مَنِ استَحلَى رَضَاعَ الكَذِبِ عَسرَ فِطَامُهُ. ❷

ترجمہ: جو جھوٹ بولنے کو بقاء اور راحت کا سبب سمجھے، اس کا چھٹکارا پانا مشکل ہو جاتا ہے۔

جھوٹا شخص اپنے جھوٹ کو بھول جاتا ہے

۵۹......ایک شاعر نے کیا خوب کہا:

إِذَاعُرِفَ الكَذَّابُ بِالكَذِبِ لَم يَكَد   يُصَدَّقُ فِي شَيءٍ وَإِن كَانَ صَادِقَا

وَمِن آفَةِ الكَذَّابِ نِسيَانُ كِذبِهِ   وَتَلقَاهُ ذَاحِفُظٍ إِذَاكَانَ صَادِقَا. ❸

ترجمہ: جب کوئی جھوٹا آدمی جھوٹ بولنے میں مشہور ہو جائے، تو اگر وہ کوئی بات سچ بھی کہے تو یقین نہیں کیا جاتا۔ اور جھوٹے کی سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنے ہی جھوٹ کو بھول جاتا ہے، جبکہ سچ بولنے والا ہمیشہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔

---

❶ مدارج السالکین: فصل منزلة الصدق، ج۲ ص ۲٦۵

❷ أدب الدنيا و الدين: الباب الخامس أدب النفس، الفصل الخامس، ج ا ص ۲٦۴

❸ أدب الدنيا و الدين: الباب الخامس أدب النفس، الفصل الخامس، ج ا ص ۲٦۵

جھوٹ کی پہلی سزا یہ ملتی ہے کہ اُس کی سچائی بھی قبول نہیں ہوتی

۶۰ ......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ عُقُوبَةِ الْكَاذِبِ مِنْ كَذِبِهِ أَنْ يُرَدَّ عَلَيْهِ صِدْقُهُ. ❶

ترجمہ: جھوٹ کی سب سے پہلی سزا خود جھوٹے کو یہ ملتی ہے کہ اس کی سچائی بھی قبول نہیں کی جاتی۔

جھوٹا شخص فاسق ہے

۶۱ ......حضرت رافع بن اشرس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن صبیح رحمہ اللہ سے پوچھا:

أَرَأَيتَ مَن يَّكذِبُ الكَذِبَةَ هَل يُسَمَّى فَاسِقًا. ❷

ترجمہ: مجھے بتاؤ کہ جو جھوٹ بولتا ہے کیا اسے فاسق کہا جائیگا؟

انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔

سچائی پاکیزگی کا سبب ہے

۶۲ ......حضرت محمود الورّاق رحمہ اللہ نے فرمایا:

اُصْدُقْ حَدِيثَكَ إِنَّ فِي ‌ ‌ ‌ الصِّدقِ الخَلَاصَ مِنَ الدَّنَس
وَدَعِ الْكَذُوبَ لِشَانِهِ ‌ ‌ ‌ خَيرٌ مِّنَ الْكَذِبِ الخَرَس. ❸

ترجمہ: ہمیشہ سچی بات کہو، کیونکہ سچ میں میل کچیل یعنی گناہ سے نجات ہے۔ اور جھوٹے کو اس کے حال پر چھوڑ دو، جھوٹ بولنے سے خاموشی بہتر ہے۔

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: ص ۲۵۹، الرقم: ۵۴۶

❷ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ۲۵۹، الرقم: ۵۴۸

❸ الآداب الشريعة: فصل في حفظ اللسان، ج ۱ ص ۴۰

جھوٹ بولنے والا بمنزلہ چور کے ہے

۶۳......کہا گیا ہے:

اَلْكَذَّابُ لِصٌّ ،لِأَنَّ اللِّصَّ يَسرِقُ مَالَکَ وَالْكَذَّابُ يَسْرِقُ عَقْلَکَ. ❶

ترجمہ: جھوٹ بولنے والا چور ہے، اس لیے کہ چور تمہارا مال چوری کرتا ہے اور جھوٹا تمہاری عقل چوری کرتا ہے۔

جھوٹ کے ظاہری باطنی نقصانات

۶۴......امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِيَّاکَ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ يُفْسِدُ عَلَيْکَ تَصَوُّرَ الْمَعْلُومَاتِ عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ وَيُفْسِدُ عَلَيْکَ تَصَوُّرَهَا وَتَعْلِيمَهَا لِلنَّاسِ فَإِنَّ الْكَاذِبَ يُصَوِّرُ الْمَعْدُومَ مَوْجُودًا وَالْمَوْجُودَ مَعْدُومًا وَالْحَقَّ بَاطِلًا وَالْبَاطِلَ حَقًّا وَالْخَيْرَ شَرًّا وَالشَّرَّ خَيْرًا فَيُفْسِدُ عَلَيْهِ تَصَوُّرَهُ وَعِلْمَهُ عُقُوبَةً لَهُ ثُمَّ يُصَوِّرُ ذٰلِکَ فِي نَفْسِ الْمُخَاطَبِ. ❷

ترجمہ: جھوٹ سے بچو، کیونکہ یہ تمہاری معلومات کے صحیح ادراک کو بگاڑ دیتا ہے اور اسے دوسروں تک درست طریقے سے پہنچانے میں بھی خرابی پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ جھوٹا آدمی غیر موجود کو موجود اور موجود کو غیر موجود، حق کو باطل اور باطل کو حق، خیر کو شر اور شر کو خیر بنا کر پیش کرتا ہے، تو اس کا تصور اور علم بگڑ جاتا ہے، جو اس کے لیے ایک سزا ہے۔ پھر وہی بگاڑ اس کے مخاطب کے ذہن میں بھی منتقل ہو جاتا ہے۔

جھوٹ رفتہ رفتہ تمام اعضاء کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے

۶۵......امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، الفصل الخامس، ج ۱ ص ۲۶۱

❷الفوائد لابن القيم: فصل إياک والكذب......الخ، ص ۱۳۵

وَأَوَّلُ مَا يَسْرِى الْكَذِبُ مِنَ النَّفْسِ إِلَى اللِّسَانِ فَيُفْسِدُهُ ثُمَّ يَسْرِى إِلَى الْجَوَارِحِ فَيُفْسِدُ عَلَيْهَا أَعْمَالَهَا كَمَا أَفْسَدَ عَلَى اللِّسَانِ أَقْوَالَهُ فَيَعُمُّ الْكَذِبُ أَقْوَالَهُ وَأَعْمَالَهُ وَأَحْوَالَهُ فَيَسْتَحْكِمُ عَلَيْهِ الْفَسَادُ وَيَتَرَامَى دَاؤُهُ إِلَى الْهَلَكَةِ. ❶

ترجمہ: اور جھوٹ سب سے پہلے نفس سے زبان تک سرایت کرتا ہے اور اسے بگاڑ دیتا ہے، پھر یہ اعضاء تک پہنچتا ہے اور ان کے اعمال کو فاسد کر دیتا ہے، جیسے اس نے زبان کے اقوال کو بگاڑا۔ پھر جھوٹ اس کے تمام اقوال، اعمال اور احوال میں سرایت کر جاتا ہے، یہاں تک کہ فساد اس پر مکمل طور پر حاوی ہو جاتا ہے، اور یہ بیماری اسے ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے سچائی کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جان کے دشمنوں کے سامنے بھی سچ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سفر میں جا رہے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ ہے۔ ادھر مشرکین نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ابوبکر صدیق رضی اللہ کو زندہ یا قتل کر کے لائیگا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ تو مشرکین تلاش میں نکل گئے، راستے میں چلتے ہوئے ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملے، اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي السَّبِيلَ'' یہ وہ شخص ہے جو راستہ کی طرف میری رہنمائی کرتا

❶ الفوائد لابن القيم: فصل إياك والكذب......الخ، ص ۱۳۵، ۱۳۶

ہے۔ ❶

اندازہ کیجئے کہ اتنے سخت حالات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھوٹ نہیں بولا، بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک جملہ استعمال کیا جس کو عربی گرامر میں ''توریہ'' کہتے ہیں، یعنی مخاطب ایک معنی سمجھے اور متکلم کی مراد دوسرا معنی ہو، وہ اس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''هَـذَا الـرَّجُـلُ يَهْـدِيْنِـي السَّبِيلَ'' یہ وہ شخص ہے جو راستہ کی طرف میری رہنمائی کرتا ہے۔

وہ سمجھا شاید مدینے کی راستے کی رہنمائی کرتا ہے، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ہدایت و جنت کے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔تو اتنے سخت حالات میں بھی جھوٹ نہیں بولا۔

سچ بولنے کے سبب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی نجات اور بشارت

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمام جنگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شریک رہا مگر جنگِ بدر اور تبوک میں شریک نہ ہوسکا، جنگِ بدر میں تو پیچھے رہنے والوں پر کوئی عتاب نہ ہوا، لیکن جنگِ تبوک میں پیچھے رہنے والوں پر عتاب ہوا، چنانچہ میں بھی بلا کسی وجہ کے پیچھے رہ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو مجھے بلا کر کہا: کیوں پیچھے رہ گئے؟ آپ کے پاس تو سواریاں بھی تھی، میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا درست ہے، میں اگر کسی اور کے سامنے ہوتا تو ممکن تھا کہ اس سے بہانہ وغیرہ کر کے چھوٹ جاتا، کیونکہ میں بول بھی خوب سکتا ہوں مگر اللہ گواہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر آج میں نے جھوٹ بول کر آپ کو راضی کرلیا تو کل

❶ صحيح البخاری: كتاب المناقب، باب هجرة النبی صلى الله عليه وسلم وأصحابه إلى المدينة، رقم الحديث: ۳۹۱۱

اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کردے گا، اس لئے میں سچ ہی بولوں گا چاہے آپ میرے اوپر غصہ ہی کیوں نہ فرمائیں، آئندہ کو تو اللہ کی مغفرت اور بخشش کی امید رہے گی، اللہ کی قسم! میں قصوروار ہوں، حالانکہ مال ودولت میں کوئی بھی میرے برابر نہیں ہے، مگر میں یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی شریک نہ ہوسکا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو منع کردیا کہ مجھ سے بات نہ کریں، حتی کہ بیوی نے بھی ساتھ نہ دیا، پچاس راتیں اسی حالت میں گذریں کہ میں عاجز آگیا، پچاسویں رات کو صبح کو نماز کے بعد اپنے گھر کے پاس بیٹھا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی اجیرن ہوچکی ہے اور زمین میرے لئے باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہوچکی ہے، اتنے میں کوہِ سلع پر سے کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا کہ اے کعب بن مالک! تم کو بشارت دی جاتی ہے، اس آواز کے سنتے ہی میں خوشی سے سجدہ میں گر پڑا اور یقین کرلیا کہ اب یہ مشکل آسان ہوگئی، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کا قصور معاف کردیا ہے، اب تو لوگ میرے پاس اور میرے ان ساتھیوں کے پاس خوشخبری اور مبارکباد کے لئے جانے لگے اور ایک شخص حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کو بھگاتے میرے پاس آئے اور ایک دوسرا شخص بنی سلمہ کا سلع پہاڑ پر چڑھ گیا اس کی آواز جلدی میرے کانوں تک پہنچ گئی، اس وقت میں اس قدر خوش ہوا کہ اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو دیدیئے، میرے پاس ان کے سوائی کوئی دوسرے کپڑے نہیں تھے، میں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے دو کپڑے لے کر پہنے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے لگا، راستہ میں لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو مجھے مبارکباد دے رہے تھے، اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تمہیں مبارک ہو!

میں مسجد میں گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھ کر دوڑے مصافحہ کیا پھر مبارک باد دی، مہاجرین میں سے یہ کام صرف طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا، اللہ گواہ ہے کہ میں ان کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا۔ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے کعب! یہ دن تمہیں مبارک ہو، جو سب دنوں سے اچھا ہے تمہاری پیدائش سے لے کر آج تک، میں نے عرض کیا حضور! یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے یا آپ کی طرف سے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف کیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا، مَا بَقِيْتُ. فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيمَا بَقِيتُ. (1)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! میں نے سچ بولنے کی وجہ سے نجات پائی ہے اب میں تمام زندگی سچ ہی بولوں گا، اللہ کی قسم! میں نہیں کہہ سکتا کہ سچ بولنے کی وجہ سے اللہ نے کسی پر ایسی مہربانی فرمائی ہو جیسی مجھ پر کی ہے، اس وقت سے جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی بات کہہ دی، پھر اس وقت سے اب تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اور میں امید کرتا ہوں کہ زندگی بھر اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔

(1) صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۴۴۱۸

سچائی پر مبنی فیصلے کے سبب ایک یہودی کا مسلمان ہونا

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چوری ہوگئی تھی، آپ نے اس کو ایک یہودی کے پاس دیکھا، اس وقت آپ خلیفہ تھے، کہا کہ یہ زرہ میری ہے، یہودی نے کہا میری ہے، دیکھئے خلیفہ کے مقابلہ میں ایک رعیت کا آدمی کس بے باکی سے کہتا ہے کہ یہ میری چیز ہے، یہ اسلام ہی کے قوانین کی وجہ سے اس کی جرأت تھی کیونکہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے صرف کہنے سے یہ زرہ ان کی نہ ہوجائے گی۔

دیکھئے اسلام کی کتنی خوبی ہے کہ غیر قوموں کو بھی اس سے نفع ہوتا تھا، اب تو یہ حال ہے کہ خود مسلمان بھی اس سے نفع نہیں لیتے۔ غرض آپ نے قاضی کے پاس جا کر دعوی کیا، اس وقت شریح تابعی رحمہ اللہ قاضی تھے وہ آپ کے ماتحت تھے، اب دیکھئے ادھر آپ بادشاہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی خصوصیتوں کو دیکھ کر کہیں یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ آپ جھوٹ بول سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں مگر اس کے باوجود حضرت شریح رحمہ اللہ یہودی کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ہم بھی ہوتے اور ہمارا کوئی شاگرد یا مرید قاضی ہوا اور وہ ہم سے گواہ طلب کرے تو کہتے کہ کیوں جی کیا ہم جھوٹ بولتے ہیں؟

مگر وہاں تو یہ بات نہ تھی وہ تو اسلامی قوانین کے پابند تھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گواہ پیش کیے، ایک تو قنبر جو آپ کے آزاد شدہ غلام تھے، اور ایک آپ کے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ۔ قاضی شریح رحمہ اللہ نے کہا کہ غلام آزاد شدہ کی تو شہادت معتبر ہے، اور لڑکے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہیں ہے، حضرت شریح رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ اولاد کی شہادت باپ کے حق میں مقبول نہیں، اس مسئلہ میں

اختلاف ہے کہ اولاد کی شہادت معتبر ہے یا نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ معتبر ہے، اس لئے ان کو پیش کیا، اور قاضی شریح رحمہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں، اور قاضی فیصلہ کے وقت اپنے ہی مذہب پر عمل کرے گا، نہ کہ بادشاہ کے مذہب پر، اس لئے شریح رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ زرہ یہودی کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ مقدمہ ہار کر عدالت سے ہنسی خوشی نکل آئے، کوئی تکدر اور رنج نہیں ہوا، یہودی نے دیکھا کہ باوجود یہ کہ یہ بادشاہ ہیں مگر میرے مقابلہ میں ان کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

اس نے کہا کہ اگر یہ مذہب سچ نہ ہوتا تو اس میں اتنی حقانیت و برکت اور نورانیت نہ ہوتی، بس کلمہ شہادت پڑھ کر کہا حضور آپ ہی کی زرہ ہے، میں مسلمان ہوتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں نے تم کو ہبہ کردی، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوگیا، اور جنگ صفین میں شہید ہوا، دیکھا آپ نے ایک زرہ کے ادنی معاملہ نے اس کو مسلمان کردیا، سچائی کے سبب وہ مسلمان بھی ہوگیا اور شہادت کے منصب پر فائز ہوگیا۔ ❶

جب سے ہوش سنبھالا ہے جھوٹ نہیں بولا

ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی رفاقت میں تبدیلی آب وہوا کے لیے کسی پرفضا مقام پر گئے۔ اتفاقاً وہاں پانی پر ان کے اور خلیفہ سلیمان کے غلاموں کے درمیان کسی بات پر تکرار ہوگیا۔ حضرت عمر رحمہ اللہ کے غلاموں نے خلیفہ سلیمان کے غلاموں کی پٹائی کردی، انہوں نے جا کر خلیفہ سلیمان سے اس کی شکایت کی، سلیمان نے حضرت عمر رحمہ اللہ کو بلایا، شکایت کے لہجے میں کہا آپ کے

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولىٰ من التابعين، ترجمة: شريح بن الحارث الكندي، ج۴ ص ۱۳۹، ۱۴۰ / أخبار القضاة: ترجمة: شريح بن الحارث الكندي، ج۲ ص ۲۰۰

غلاموں نے میرے غلاموں کو مارا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے علم نہیں، سلیمان بگڑ کر بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا:

مَا كَذَبْتُ مُذْ شَدَدْتُ عَلَيَّ إِزَارِيْ وَعَلِمْتُ أَنَّ الْكَذِبَ يَضُرُّ أَهْلَهُ. ❶

ترجمہ: جب سے میں نے ازار باندھی ہے (یعنی ہوش سنبھالا ہے) اور مجھے معلوم ہوا کہ جھوٹ آدمی کو نقصان دیتا ہے آج تک میں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی نصیحت کہ پانچ آدمیوں سے دوستی نہ رکھو

حضرت امام باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگ حضرت امام زین العابدین رحمہ اللہ نے مجھے یہ وصیت کی کہ پانچ آدمیوں کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان سے دوستی کرنا اور نہ انکے ساتھ سفر کرنا۔

۱...... فاسق بدکار کی صحبت سے علیحدہ رہنا، کیونکہ وہ ایک لقمہ کی غرض یا اس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالے گا۔

۲...... جھوٹے آدمی سے صحبت نہ رکھنا، کیونکہ وہ دھوکے میں سراب کے مثل ہے، تیرے قریب کو تجھ سے دور دکھائے گا اور دور کو نزدیک دکھائے گا۔

۳...... کسی احمق کو دوست نہ بنانا، کیونکہ وہ اپنی حماقت سے تجھے نفع پہنچانے کا تو قصد کریگا مگر درحقیقت تیرا نقصان کردے گا۔

۴...... جو شخص رشتے ناتے قطع کرتا ہو اس سے بھی دوستی نہ کرنا، میں نے قرآن شریف میں تین جگہ ایسے شخص کو ملعون پایا ہے۔

۵...... بخیل کے ساتھ مت بیٹھنا، کیونکہ جب تو ضرورت مند ہوگا وہ تجھ سے تعلق کاٹ

❶ سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن عبدالحكم: تبرؤ عمر من الكذب، ص ٢٨/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج ٤٥ ص ١٥٤/ سير أعلام النبلاء: ج ٥ ص ١٢١

دے گا۔❶

سچائی کے سبب بیٹوں کی جان بچ گئی

حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور ہے: ”لَمْ يَكْذِبْ كَذِباً قَطُّ“ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب ان کے بیٹے خراسان سے واپس آئے اور وہ کچھ احکامات کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے، تو عریف (سرکاری افسر) نے حجاج کو اس بارے میں اطلاع دی تا کہ وہ ربعی بن حراش رحمہ اللہ کے صدق کا امتحان لے۔

حجاج نے انہیں بلایا اور پوچھا: تمہارے بیٹوں کا کیا ہوا؟

حضرت ربعی رحمہ اللہ نے جھوٹ بولنے کے بجائے حکمت سے کام لیا اور کہا: اللہ ہی مددگار ہے، میں نے انہیں گھر میں چھوڑا تھا۔ (یعنی جھوٹ نہیں کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے بیٹے کہاں ہیں، بلکہ سچ بتایا کہ میرے بیٹے گھر میں فلاں جگہ ہیں۔)

حجاج نے اس جملے کا مطلب سمجھ لیا، لیکن حضرت ربعی رحمہ اللہ کے سچ بولنے سے اتنا متاثر ہوا کہ کہہ دیا:

قسم بخدا! میں تمہیں ان کے معاملے میں کوئی تکلیف نہیں دوں گا، وہ تمہارے ہیں۔ یعنی حجاج نے حضرت ربعی رحمہ اللہ کے سچ کی وجہ سے ان کے بیٹوں کو معاف کر دیا۔❷

امام زہری رحمہ اللہ نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا

مشہور اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک یہ سمجھتا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر

---

❶صفة الصفوة: ترجمة: علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ، ج ۱ ص ۳۵۷، ۳۵۸/ روض الرياحين: الحكاية الحادية والسبعون، ص ۱۱۱

❷الصمت لابن أبي الدنيا: باب الصدق وفضله، ص ۲۲۹، الرقم: ۴۵۲

(العیاذ باللہ) تہمت لگانے والوں میں سب سے بڑا کردار حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا۔
ہشام کے پاس ایک مرتبہ مشہور محدث سلیمان بن یسار رحمہ اللہ آئے۔ ہشام نے ان سے پوچھا: سلیمان! ذرا بتاؤ کہ قرآن کریم کی آیت: ''وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ'' کا مصداق کون ہے؟ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نے کہا: (عبداللہ بن ابی بن سلول) ہشام نے جھٹ سے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو۔ سلیمان نے عرض کیا ''اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْنَ أَعْلَمُ بِمَایَقُوْلُ'' (امیر المؤمنین اپنی بات کا زیادہ جاننے والا ہے) اتنے میں امام زہری رحمہ اللہ آ گئے۔ ہشام نے ان سے بھی یہی سوال کیا۔ ''یَا ابْنَ شِهَاب! مَنِ الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ؟'' امام زہری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: (عبداللہ بن ابی۔) ہشام نے کہا: ''کَذَبْتَ'' (تو نے جھوٹ بولا) اس کا مصداق (علی) ہیں، امام زہری نے جواب دیا، اور کیا ہی اچھا جواب دیا۔ فرمایا:

أَنَا أَكْذِبُ لَاأَبَالَكَ وَاللّٰهِ لَو نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ الكَذِبَ مَا كَذَبْتُ. (1)

ترجمہ: ارے تیرا ناس ہو! میں جھوٹ بول رہا ہوں، خدا کی قسم! اگر کوئی پکارنے والا آسمان سے پکار اٹھے کہ اللہ نے جھوٹ بولنا حلال کر دیا ہے، تب بھی میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔

میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

حجاج بن یوسف نے ایک دن اپنے سیکرٹری سے کہا: لوگ میرے بارے میں کیا کہتے

(1) تاریخ مدینة دمشق: تبرجمة: محمد بن مسلم بن عبیداللّٰه الزهری، ج۵۵ ص ۳۷۱/ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبیداللّٰه، ج۵ ص ۳۳۹/ فتح الباری: کتاب المغازی، باب حدیث الإفک، ج۷ ص ۴۳۷

ہیں؟ اس نے معذرت کی۔ کہانہیں، ضرور بتانا ہوگا۔ اس نے کہا ’’لوگ آپ کو ظالم، خائن، قاتل، سخت گیر اور جھوٹا کہتے ہیں‘‘ کہا سب کچھ ٹھیک کہتے ہیں سوائے جھوٹ کے:

فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ مُنْذُ عَلِمْتُ أَنَّ الْكَذِبَ يَشِينُ أَهْلَهُ. ❶

ترجمہ: جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ جھوٹے آدمی کے لیے عیب کی چیز ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

سچ بولنے کی وجہ سے ڈاکوؤں کے پورے گروہ نے توبہ کرلی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ابھی کم سن تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہوگئے، والدہ ماجدہ نے بڑے صبر اور حوصلے سے کام لیا اور اپنے چار پانچ سالہ فرزند کی تعلیم وتربیت اور نگرانی پر خاص توجہ دی، اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ ایک مثالی جوان صالح بنے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے مقامی مکتب میں حاصل کی، اٹھارہ سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لئے بغداد جانے کا ارادہ کیا، اس مقصد کے لئے والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی، انہوں نے باچشم پُرنم اپنے لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میرے نور بصر تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی، لیکن جس مبارک مقصد کے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اس کے راستے میں حائل نہ ہوں گی، حصول علم ایک مقدس فریضہ ہے، میری دعا ہے کہ تم تمام علوم میں درجہ کمال حاصل کرو، میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی مگر میری دعائیں ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔

پھر فرمایا تمہارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے اسی دینار میرے پاس ہیں، چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس زادِراہ کے لئے تمہارے سپرد کرتی

❶ كتاب الوزراء والكتاب: أيام عبدالملك بن مروان، ص ۴۲

ہوں، پھر سیدہ فاطمہ نے یہ چالیس دینار سید عبد القادر کی بغل کے نیچے ان کی گدڑی میں سی دیئے، جب وہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان سے فرمایا: میرے پیارے بچے! میری آخری نصیحت سن لو، اسے کبھی نہ بھولنا، وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور خواہ کچھ بھی ہو جائے جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔

سعادت مند فرزند نے بادیدہ گریاں عرض کیا: اماں جان! میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔ سیدہ فاطمہ نے اپنے نور العین کو گلے لگالیا اور پھر ایک آہِ سرد کھینچ کر فرمایا: جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے۔

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر شیخ عبد القادر بغداد جانے والے ایک قافلے کے ساتھ ہو گئے، اس زمانے میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا، لوگ قافلے بنا کر سفر کرتے تھے اور اپنی حفاظت کا مقدور بھر اہتمام کرتے تھے، لیکن رہزنوں کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا تھا، شیخ عبد القادر کا قافلہ جب ہمدان سے آگے ترتنگ کے سنسان کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا اور اہل قافلہ کا سب مال واسباب لوٹ لیا، شیخ عبد القادر ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا اے لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟

انہوں نے بلا خوف و ہراس اس اطمینان سے جواب دیا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں، ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ڈاکو کو ان کی بات پر یقین نہ آیا اور نہ ان پر ایک نگاہِ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا، پھر ایک دوسرے ڈاکو نے ان سے یہی سوال کیا، انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا، یہ ڈاکو بھی ان کی بات کو ہنسی میں اڑا کر چلا گیا، شدہ شدہ یہ بات ڈاکوؤں کے سردار احمد بدوی تک پہنچی، اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ، ڈاکوؤں نے سید صاحب کو پکڑ کر احمد بدوی کے

سامنے پیش کیا تو اس نے ان سے پوچھا لڑکے! سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ انہوں نے بے دھڑک جواب دیا، میں پہلے بھی تیرے دوساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، سردار نے کہا کہاں ہیں نکال کر دکھاؤ، حضرت نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں، سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں واقعی چالیس دینار نکل آئے، سردار اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے، سردار نے استعجاب کے عالم میں کہا لڑکے! تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں لیکن پھر بھی تم نے دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نے فرمایا میری پاکباز والدہ نے گھر سے رخصت ہوتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا، بھلا ان چالیس دیناروں کی خاطر میں والدہ کی نصیحت کیسے فراموش کر دیتا؟

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہوگئی اور وہ روتے ہوئے بولا: آہ!! اے بچے! تم نے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا، حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں میں، میں نے اپنے خالق کا عہد توڑتا رہا ہوں، اے بچے! آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔ دوسرے ڈاکوؤں نے بھی سردار کا ساتھ دیا، لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس کر دیا اور اس کے بعد نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کر لی۔ ❶

مسلمان کا بچہ جھوٹ نہیں بول سکتا

حضرت میاں حسن شاہ عرف میاں منے شاہ صاحب رحمہ اللہ (حضرت میاں اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ کے نانا اور دارالعلوم دیوبند کی پہلی بنیادی اینٹ رکھنے والے بزرگ) نے ایک مدرسہ بنا رکھا تھا، جس میں چھوٹے بچے قرآن کریم کی تعلیم حاصل

❶ تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین: ص۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷/ نفحات الانس: حالات از شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، ص۶۴۲، ۶۴۳

کیا کرتے تھے۔میاں صاحب رحمہ اللہ سبق پڑھانا شروع کیا کرتے تو اُن کا معمول تھا کہ وقت معلوم کرنے کے لئے سامنے ایک کھونٹی زمین میں گاڑ لیا کرتے۔ جب سایہ کھونٹی کے نیچے آجاتا تو آپ فرماتے:

''چھٹی کا وقت ہوگیا ہے، جاؤ بچو! اب تمہیں چھٹی ہے۔''

ایک مرتبہ بچوں کو شرارت جو سوجھی تو انہوں نے کھونٹی کو میاں صاحب رحمہ اللہ سے نظر بچا کر زمین پر لٹا دیا اور میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت! دیکھئے سایہ کھونٹی کے نیچے آ گیا، چھٹی کا وقت ہوگیا ہے۔آپ نے کھونٹی کے نیچے سایہ دیکھا تو انتہائی سادگی سے فرمانے لگے:

''ہاں بھئی! ٹھیک ہے واقعی چھٹی کا وقت ہوگیا ہے، جایئے اب آپ چھٹی کرلیں۔''

بچوں میں سے ایک نے عرض کیا:

حضرت! بچوں نے تو شرارت کی ہے، دیکھئے نا! انہوں نے کھونٹی کو زمین پر لمبا ڈال دیا ہے، ابھی وقت کہاں ہوا ہے کہ چھٹی دے دی جائے۔ان بچوں نے تو چھٹی لینے کے لئے جھوٹ موٹ بہانہ بنایا ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اس قدر سادہ لوح اور پاکیزہ نفس بزرگ تھے کہ فوراً فرمانے لگے:

نا! نا! بیٹا! ایسا نہ کہو، مسلمان کا بچہ بھی کبھی جھوٹ بول سکتا ہے؟

جاؤ اب تمہیں چھٹی ہے۔''

فائدہ: قربان جایئے، مسلمان بچے کے متعلق کس قدر نیک گمان تھا۔کاش اللہ والے کی اس بات کو مؤمن پلے باندھ کر سرمایہ آخرت بنالیں، کیا پاکیزہ خیال تھا کہ مسلمان کی اولاد اور جھوٹ یہ کبھی ممکن نہیں، کیا کبھی آگ اور پانی کا بھی میل ہوا ہے۔ کاش اس

ایک واقعہ کو ہی ہم سرمایہ بصیرت بناسکیں۔ ❶

مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا

ایک مرتبہ کسی لوہار نے حضرت میاں منّے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مکان کے نیچے دوکان لے لی۔ میاں صاحب کو کسی نے کہہ دیا کہ آپ کے مکان کے نیچے لوہار نے دوکان بنالی ہے۔ اب آپ کے مکان کی خیر نہیں بس بنیادیں ہل جائیں گی۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے ذہن میں بات آ گئی۔ اب کیا تھا لوہار سے کہنے لگے: بھائی! دوکان خالی کردو، ہمارے مکان کی بنیادیں ہل جائیں گی۔

لوگوں نے بہت سمجھایا کہ دوسرے مکانوں کی بنیادیں کب ہل گئی ہیں جو آپ کے مکان کی بنیادیں ہلنے لگیں۔ فرمانے لگے:

مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا، مجھے فلاں شخص نے کہا ہے کہ بنیادیں ہل جائیں گی۔ اس لئے یہ دوکان خالی کردیں! لوہار بیچارا ڈر گیا، وہ جانتا تھا کہ حضرت میاں صاحب ولی کامل ہیں کہیں بددعا نہ کردیں، چنانچہ اس خوف سے اس نے دوکان خالی کردی۔ ❷

علامہ محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی سادگی اور سچائی

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ جو دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ہر وقت ایک تہبند پہنے رہتے تھے اور معمولی سا کرتہ ہوتا تھا، کوئی شخص دیکھ کر یہ پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ اتنا بڑا علامہ ہے، جب مناظرہ کرنے پر آ جائیں تو بڑوں بڑوں کے دانت کھٹے کردیں۔ لیکن سادگی اور تواضع کا یہ حال تھا کہ تہبند پہنے

❶ حکایات الاسلاف: ص ۱۰۷، ۱۰۸ بحوالہ خدام الدین: ص ۱۴، ۲۵ مئی ۱۹۶۲ء بروایت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

❷ حکایات الاسلاف: ص ۱۱۰، ۱۱۱ بحوالہ خدام الدین: ص ۱۴، ۲۵ مئی ۱۹۶۲ء بروایت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

ہوئے مسجد میں جھاڑو دے رہے ہیں۔ چونکہ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا، تو انگریزوں کی طرف سے آپ کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو گیا، چنانچہ ایک آدمی ان کو گرفتار کرنے کے لئے آیا۔ کسی نے بتادیا کہ وہ چھتے کی مسجد میں رہتے ہیں، جب وہ شخص مسجد میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک آدمی بنیان اور لنگی پہنے ہوئے مسجد میں جھاڑو دے رہا ہے، اب چونکہ وارنٹ کے اندر یہ لکھا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کو گرفتار کیا جائے۔ اس لئے جو شخص گرفتار کرنے آیا تھا وہ یہ سمجھا کہ یہ تو جبے قبے کے اندر ملبوس بڑے علامہ ہوں گے، جنہوں نے اتنی بڑی تحریک کی قیادت کی ہے، اس کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ صاحب جو مسجد میں جھاڑو دے رہے ہیں یہ ہی مولانا قاسم صاحب ہیں، بلکہ وہ یہ سمجھا کہ یہ کوئی مسجد کا خادم ہے۔ چنانچہ اس شخص نے انہیں سے پوچھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کہاں ہیں؟ حضرت کو معلوم ہو چکا تھا کہ میرے خلاف وارنٹ نکلا ہوا ہے اس لئے چھپانا بھی ضروری ہے اور جھوٹ بھی نہیں بولنا ہے، اس لیے آپ جس جگہ کھڑے تھے وہاں سے ایک قدم پیچھے ہٹ گئے، پھر جواب دیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہاں تھے، چنانچہ وہ شخص یہی سمجھا کہ تھوڑی دیر پہلے مسجد میں تھے، لیکن اب موجود نہیں، چنانچہ وہ شخص تلاش کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ ❶

بچپن میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا

شیخ الاسلام حضرت مولا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجد ہم تحریر فرماتے ہیں:

حضرت والد صاحب کی تربیت میں جن بزرگوں نے حصہ لیا ان میں حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب قدس سرہ کا اسم گرامی بھی سرفہرست ہے۔ آپ دیوبند میں حضرت میاں صاحب کے لقب سے معروف تھے، اور ہمارے دادا حضرت مولانا محمد

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۳۸، ۳۹

یاسین صاحب قدس سرہ جو حضرت میاں صاحب کے استاذ تھے فرمایا کرتے تھے کہ وہ مادرزادولی ہیں، بچپن میں بھی انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ بچے درس گاہ میں طرح طرح کی شرارتیں کرتے لیکن میاں صاحب ان سے الگ رہتے اور کبھی کوئی غلطی ہو جاتی تو کسی تاویل یا انکار کے بجائے صاف لفظوں میں اعتراف کر لیتے تھے۔ حضرت میاں صاحب حضرت والد صاحب کے استاد بھی تھے، پھر کتب خانہ دارالاشاعت میں دونوں شریک تجارت بھی رہے۔ اور بچپن سے لیکر بڑھاپے تک حضرت میاں صاحب حضرت والد صاحب کے اہم گھریلو معاملات میں بھی دخیل رہے، اس لئے حضرت والد صاحب ان کے ایسے عجیب وغریب واقعات سنایا کرتے تھے کہ جن کی نظیر اس دور میں ملنی مشکل ہے اور جن کا جاننے والا بھی شاید حضرت والد صاحب کے سوا کوئی نہ ہو۔ ❶

سچائی کے فیصلے کے سبب ہندو مسلمان ہو گئے

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کے ٹکڑے پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا، انگریز کی عدالت میں پہنچا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا ہم اس پر مندر بنائیں گے، اب بات دو انسانوں کی انفرادی تھی لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا، حتی کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا، اب سارے شہر میں قتل وغارت ہو سکتی تھی، خون خرابہ ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟

❶ اکابر دیو بند کیا تھے: حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ، ص ۷۸،۷۹

انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہوجائے، جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے، جب جج نے دونوں فریقوں سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔

چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندہلوی رحمہ اللہ کا نام بتایا کہ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی بات ضرور کریں گے، چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتائیے مفتی صاحب! یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟ ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے، اب جب انہوں نے کہا کہ یہ ہندوؤں کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہیں کریں چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد لکھا کہ آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا، جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے، ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج

یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے۔ ❶
دیکھیں! ایک سچ بولنے نے خون خرابہ سے بھی بچایا، قتل قتال سے بھی بچایا، متعدد ہندو گھرانے بھی مسلمان ہو گئے۔ اور مسجد بھی تعمیر ہو گئی۔

سچائی نے وکیل کو جج بنا دیا

ایک وکیل صاحب اپنے شہر کا سب سے نامی گرامی وکیل تھا، اتنا کام تھا کہ اس کے پاس مقدمات ختم ہی نہیں ہوتے تھے، اللہ کی شان کہ جب اس کی پریکٹس عروج پر تھی تو وہ کسی اللہ والے کے ہاتھ لگ گیا اور اس نے بیعت کر لی، پھر ایک دن شیخ سے کہنے لگا کہ میرا تو پیشہ ہی وکیل کا ہے، اور آپ کہتے ہیں کہ سچ بولنا چاہیے، تو میں کیا کروں؟ شیخ نے کہا کہ بھئی! سبق تو یہی پڑھا رہا ہوں کہ سچ بول کر ہار جانا جھوٹ بول کر جیت جانے سے بہتر ہے، اس لئے جھوٹ سے بچو۔ اپنی آخرت خراب مت کرو، اس کو بات سمجھ میں آ گئی۔

اس نے بیوی کو جا کر کہا کہ بھئی! میں نے آج کے بعد جھوٹ نہیں بولنا، میں نے دل میں عہد کر لیا ہے، ان کی زمینیں بھی تھیں اور وہ بہت معزز فیملی کے لوگ تھے، بیوی نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں، چنانچہ وہ مضبوط ہو گئے، اب وہ چیمبر میں آئے تو انہوں نے اپنے ساتھ والے وکیلوں کو کہہ دیا کہ میں نے جھوٹا مقدمہ کوئی نہیں لینا، اب جو بندہ بھی مقدمہ لے کر آتا وہ اس کو کہتے کہ میں نے جھوٹا مقدمہ نہیں لینا، اب جب یہ شرط لگائی تو اس کو کون مقدمہ دے؟ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اس شخص پر دو سال آزمائش کے آئے، پہلا سال بہت دکھ والا تھا، دوسرا اس سے بھی زیادہ دکھ والا تھا، شہر میں لوگ ملتے تو باتیں کرتے، رشتہ دار باتیں کرتے، لوگ بیوقوف سمجھتے، لوگ سمجھتے اس کو تو عقل

❶ بکھرے موتی: حصہ پنجم، ص ۳۸۶، ۳۸۷

ہی نہیں ہے، تنگی الگ تھی، ذلت الگ تھی، مگر وہ اللہ کا بندہ سچ پر جما رہا۔
دو سال کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے حالات کو بدلنا شروع کیا، وہ ایسے کہ جو لوگ سچے مقدموں والے تھے وہ اس کے پاس آتے اور کہتے کہ ہم بالکل سچ پر ہیں، یہ ہمارا حق ہے، آپ ہمارا مقدمہ لڑیں، یہ تحقیق کرتا اور مقدمہ لڑتا، کچھ عرصے کے بعد اس علاقے کے ججوں نے محسوس کیا کہ یہ بندہ ویسے ہی ہے جیسے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ والا مقدمہ لیتا ہی نہیں ہے، یہ لیتا ہی ٹھیک مقدمہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ اس کا ایک مقدمہ ٹھیک نکلا، دوسرا بھی ٹھیک تھا، یوں جب پندرہ بیس مقدمے انہوں نے چیک کر لیے تو ان کو اعتماد ہو گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ جو مقدمہ یہ لے کر جاتا جج اس کے حق میں فیصلہ دے دیتے، اب جو سچ پر تھے اور امیر تھے وہ بھی آنے لگ گئے کیونکہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تھا کہ یہ جس مقدمہ کو بھی لے کر جائے گا جج اس کی شکل دیکھتے ہی اس کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔

اللہ کی شان کہ تیسرے سال میں اتنا کام اس کے پاس آیا کہ جو پہلے دو سالوں میں نہیں کمایا تھا، وہ اس نے ایک سال میں کما لیا، ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ اللہ کی شان حکومت نے ایک پالیسی بنائی کہ جو پرانے وکیل ہیں ان میں سے بعض کو ترقی دی جائے اور جج بنایا جائے، چنانچہ جب حکومت کی یہ پالیسی نکلی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسے وکیل بتائیں جو اپنی فیلڈ میں ماہر ہوں، اچھے ہوں۔
انتخاب میں سب سے پہلے نمبر پر اس کا نام آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو وکیل سے جج بنا دیا، جھوٹ بولتا تھا تو زمین پر کھڑے ہو کر مائی لارڈ (My Lord) کہتا تھا، سچ بولنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جج بنا کر اوپر بٹھا دیا کہ میرے بندے! رزق تو تمہیں میں دیتا ہوں، تمہاری جھوٹ پر نظر رہے گی تو میں تمہیں زمین پر رکھوں گا، تم سچ کو

اپناؤ گے میں تمہیں تخت پہ بٹھاؤں گا۔ ❶

سچ اور جھوٹ کے جسم پر اثرات

اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِکُ.

ترجمہ: سچ نجات دلاتا ہے اور جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

سچ بولنے سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اور اس امر کا انکشاف برطانیہ میں ''ٹروتھ تھراپی'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک خصوصی رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جھوٹ بولنے سے انسان کی صحت متأثر ہوتی۔ خاص طور پر جھوٹ بولنے والی خواتین بے خوابی کا شکار ہو جاتی ہیں اور یہی کیفیت اگر بڑھ جائے تو السر کا باعث بھی بن جاتی ہے، ٹروتھ تھراپی کے ایک ماہر بریڈ لینڈ کے مطابق حقائق کو کھولنے والے کڑوے سچ بولنے سے جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے والی خواتین حقائق چھپا چھپا کر مختلف نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنے والی خواتین کو اکثر اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے نظریں گاڑھ کر بات کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ ماہرین کے نزدیک جھوٹ بولنے سے عورت کی جسمانی ساخت کے علاوہ خوبصورتی پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دنیا میں فرانس، برطانیہ اور جرمنی کی خواتین سب سے زیادہ جھوٹی ہیں جب کہ امریکہ کی خواتین جھوٹ اور سچ مکس کر کے بولتی ہیں۔

جھوٹ کے نہایت سنگین اور بھیانک نتائج واقعات کے تناظر میں

جھوٹے دعوے کے سبب عورت اندھی ہو کر گڑھے میں گر کر مر گئی

مروان بن حکم کے دورِ خلافت میں اروٰی بنت اویس نامی خاتون نے حضرت سعید بن

❶ خطبات فقیر: ہمارا پروردگار، ج۲ص۸۳تا۸۵

زید رضی اللہ عنہ پر مقدمہ دائر کیا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ مقدمہ میں تھا کہ انہوں نے اروی کی زمین کے ایک ٹکڑے پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے، مقدمہ مروان کے پاس گیا، اس نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو بلوایا، یہ اس وقت خاصے بوڑھے ہو چکے تھے۔ مقدمہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا: میں اس کی زمین پر کیسے قبضہ کر سکتا ہوں جب کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔

مروان کہنے لگا: اے صحابی رسول! آپ بتایئے آپ نے کیا سنا ہے؟ کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ.

ترجمہ: جس شخص نے کسی کی ایک بالشت برابر زمین پر بھی ظلم سے قبضہ کیا تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

مروان نے کہا: اس حدیث کے سننے کے بعد کسی دلیل، گواہ یا حجت کی کوئی ضرورت نہیں۔ مقدمہ خارج کر دیا اور فیصلہ دیا کہ حضرت سعید پر ناجائز مقدمہ بنایا گیا ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے۔ ان کی عمر کے اس حصے میں اہانت ہوئی تھی اور انہیں عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ ہاتھوں کو آسانوں کی طرف اٹھا کر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ، إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اسی کی زمین میں ہلاک کر دے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب المساقاة، باب تحریم الظلم وغصب الأرض وغیرها، رقم الحدیث: ۱۶۱۰

چنانچہ مرنے سے پہلے وہ عورت اندھی ہوگئی، ایک دن اپنی زمین میں پھر رہی تھی اچانک ایک گڑھے میں گر کر مرگئی (اور وہی گڑھا اُس کی قبر بن گیا۔)

جھوٹا دعوی کرنے والے کا جسم مفلوج ہوگیا

ایک شخص حضرت حبیب فارسی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور بڑے تکبر اور رعب سے کہنے لگا: میری بات سنو! حضرت حبیب فارسی رحمہ اللہ نے کہا: بتاؤ! کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میرے تین سو درہم تم پر واجب الادا ہیں، فوراً ادا کردو ورنہ میں قاضی کی عدالت میں تمہارے خلاف مقدمہ دائر کروں گا اور تمہیں لوگوں میں رسوا کروں گا۔ حبیب فارسی رحمہ اللہ کہنے لگے: میرے عزیز! میرے اور تمہارے درمیان آج تک کبھی کوئی ملاقات ہی نہیں ہوئی، کوئی لین دین نہیں ہوا، نہ کبھی میں نے تم سے کوئی قرض لیا، تم مجھ سے تین سو درہم کیسے، کیوں اور کس کھاتے میں مانگ رہے ہو؟ تمہارا مطالبہ سفید جھوٹ، سراسر ظلم اور صریحاً زیادتی ہے۔

وہ شخص بولا: بس تمہیں مجھے تین سو درہم دینے ہیں، کان کھول کر سن لو، میں ہر صورت میں یہ رقم لے کر رہوں گا۔ حبیب فارسی رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ تم کل تک اپنے مطالبے پر دوبارہ غور کرلو کہ کیا واقعی تمہیں مجھ سے یہ رقم لینی ہے، اِدھر میں بھی سوچتا ہوں، گھر میں اپنے اوراق دیکھتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ میں بھول چکا ہوں اور مجھے میرے اوراق میں کوئی ایسی تحریر مل جائے جو تمہاری بات کی تصدیق کرے، تاہم میری یادداشت کے مطابق میرا تمہارا لین دین کا کبھی کوئی معاملہ نہیں ہوا۔

حبیب فارسی رحمہ اللہ اپنے گھر تشریف لائے اور سارے حسابات چیک کیے، ایک ایک ورق کی جانچ پڑتال کی، مگر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے اس شخص کے دعوے کی تصدیق ہوتی ہو۔ یہ مستجاب الدعوات شخص تھے، آدھی رات کے بعد انھوں نے وضو

کیا، مصلے پر کھڑے ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی، پھر اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا دیا اور دعا مانگی:

اے اللہ! اگر یہ شخص اپنے قول میں سچا ہے تو پھر مجھے اس کا حق واپس کرنے کی توفیق عطا فرما، اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے ہاتھ شل کر دے تاکہ لوگوں کو میرا سچ اور اس کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔

اگلا دن طلوع ہوا تو اچانک بڑا بھیانک منظر نظر آیا۔ اس شخص کو لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا، کیونکہ اس پر فالج گر گیا تھا اور اس کا آدھا جسم بالکل شل ہو گیا تھا، اس شخص نے آتے ہی حبیب فارسی رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ میں وہی شخص ہوں جس نے کل آپ سے دھونس، دھاندلی اور زیادتی کرتے ہوئے تین سو درہم مانگے تھے۔ سچ مُچ وہ میرا حق نہیں تھا جو میں آپ سے مانگ رہا تھا، نہ میں نے آپ کو بطورِ امانت دیے، نہ آپ نے مجھ سے کوئی قرض لیا، نہ میرا آپ سے کوئی لین دین تھا، بس میرے جی میں آیا کہ آپ چونکہ ایک معروف اور شریف آدمی ہیں، لوگوں میں آپ کی بڑی عزت اور شہرت ہے، اس لیے آپ میری دھمکی میں آجائیں گے اور اپنی عزت بچانے کے لیے میرا مطالبہ پورا کر دیں گے۔

حبیب فارسی رحمہ اللہ نے اس سے کہا: کیا تم دوبارہ ایسی حرکت کرو گے؟ مجھے یا کسی اور مسلمان کو اسی طرح ناجائز تنگ کرو گے اور اس سے غلط اور ناحق مطالبہ کرو گے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں، میں توبہ کرتا ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

حبیب فارسی رحمہ اللہ نے دوبارہ بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا دیے اور نہایت لجاجت سے عرض کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَأَلْبِسْهُ الْعَافِيَةَ قَالَ: فَقَامَ الرَّجُلُ عَلَى الْأَرْضِ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ. [1]

ترجمہ: اے اللہ! اگر یہ اپنے قول وقرار میں سچا ہے تو اسے شفا یاب کر دے، یہ دعا کرنے کی دیر تھی کہ وہ شخص یک دم اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا، اس کا مفلوج بدن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کسی علاج کے بغیر ہی ٹھیک کر دیا، پھر وہ یوں چلنے لگا جیسے اِسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

جھوٹی قسم کے سبب جذام کی بیماری میں جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے

ہارون الرشید، یحیی بن عبداللہ اور عبداللہ بن مصعب ایک مجلس میں تھے۔ یحیی نے ہارون الرشید سے کہا کہ عبداللہ بن مصعب کا ایک قصیدہ ہے اور پھر اس نے قصیدہ سنا دیا۔ قصیدہ سن کر ہارون کا چہرہ صدمہ سے متغیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر عبداللہ نے فوراً قسم کھائی کہ یہ شعر میرے نہیں ہیں۔ یحیٰ نے قسم کھا کر کہا، امیر المؤمنین یہ شعر اسی کے ہیں، اگر یہ انکار کرتا ہے تو میں اس سے ایسی قسم لوں گا جو اس کو جھوٹا کر دے گی، اور یہ فوراً عذاب میں پکڑا جائے گا۔ ہارون نے اجازت دے دی اور یحیی نے ایک بڑی بھاری قسم لی مگر عبداللہ نے قسم سے انکار کیا۔ ہارون نے خفا ہو کر فضل بن ربیع سے کہا کہ اگر عبداللہ سچا تو قسم کیوں نہیں کھاتا؟ ہارون نے اپنی چادر کی طرف اشارہ کر کے کہا، اگر اس کے بارے میں کوئی قسم لے تو میں ضرور قسم کھا کر کہوں گا کہ یہ میری چادر ہے۔ فضل نے عبداللہ کو لات مار کر کہا قسم کھا، چنانچہ اس نے قسم کھائی۔ یحیی نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا، اے عبداللہ! اب تو ہلاک ہو کر رہے گا کیونکہ تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے۔

[1] مجابو الدعوة لابن أبي الدنيا: ص ٨٦، الرقم: ١٣٠/صفة الصفوة: ترجمة: حبيب أبو محمد الفارسي، ج ٢ ص ١٨٨

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ابھی عبداللہ مجلس سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اس کو جذام ہوگیا اور بدن کے ٹکڑے گل گل کر گرنے لگے، تیسرے دن اس کا انتقال ہوگیا۔ فضل بن ربیع بھی اس کے جنازہ میں شریک تھا۔ جب عبداللہ کو قبر میں رکھ کر اینٹیں رکھی گئیں تو قبر دھنس گئی اور لاش اتنی نیچے چلی گئی کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئی، پھر اچانک سخت غبار کی آندھی چلی۔ فضل نے شور مچایا کہ مٹی لاؤ مٹی لاؤ، مگر جس قدر مٹی ڈالتے اندر گم ہو جاتی، پھر کانٹوں اور گھاس کے بنڈل لائے گئے، وہ بھی اندر غائب ہو گئے۔ فضل کے حکم سے اس کی قبر پر لکڑی کی چھت بنادی گئی اور قبر کی گہرائی بھرنے سے تمام لوگ عاجز آ گئے۔ ❶

جھوٹے اور حاسد شخص کا عبرتناک انجام

ایک نیک شخص کسی بادشاہ کے پاس نصیحت کرنے کیلئے بیٹھا کرتا تھا اور وہ بادشاہ سے کہا کرتا تھا: اچھے لوگوں کیساتھ اچھا سلوک کرو، کیونکہ برے لوگوں کیلئے ان کی برائی کافی ہے۔ ایک جاہل کو اس نیک شخص سے بادشاہ کی قربت پر حسد ہوا اور اسکے قتل کی سازش کی، بادشاہ سے جھوٹ کہا کہ یہ شخص آپ کو بدبودار سمجھتا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ جب آپ اسکے قریب جائیں گے تو یہ اپنے ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ آپ کی بدبو سے بچ سکے۔ بادشاہ نے کہا: تم جاؤ! میں خود اسے دیکھ لوں گا۔ یہ سازشی وہاں سے نکلا اور اس نیک شخص کو اپنے گھر دعوت پر بلا کر لہسن کھلایا، وہ نیک شخص وہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس گیا، اور حسب عادت بادشاہ سے کہا: اچھے لوگوں کیساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ برے لوگوں کیلئے ان کی برائی کافی ہے۔ تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ قریب

❶ صبح الأعشى في صناعة الإنشاء: المقالة الثامنة، الباب الأول، الفصل الثاني، ج ۱۳ ص ۲۱۴

آؤ! وہ قریب آیا تو اس نے اس خوف سے اپنے ناک پر ہاتھ رکھ لیا کہ کہیں بادشاہ لہسن کی بو نہ سونگھ لے، تو بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ فلاں آدمی سچ کہتا تھا۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ کسی کیلئے اپنے ہاتھ سے صرف انعام دینے کا ہی فرمان لکھا کرتا تھا، لیکن اب کی بار اس نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ لکھا کہ ''جب میرا خط لانے والا یہ شخص تمہارے پاس آئے تو اسے ذبح کر دینا اور اسکی کھال میں بھوسہ بھر کر میرے پاس بھیج دینا'' اس نیک شخص نے خط لیا اور دربار سے نکلا تو وہی سازشی شخص اسے ملا، اس نے پوچھا: یہ خط کیسا ہے؟ نیک شخص نے جواب دیا کہ بادشاہ نے مجھے انعام لکھ کر دیا ہے، سازشی شخص نے کہا: یہ مجھے ہبہ کر دو، نیک شخص نے اسکو یہ خط دے دیا، پھر جب وہ شخص خط لیکر عامل کے پاس پہنچا تو عامل نے اس سے کہا: تمہارے خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر دوں اور کھال کو بھوسہ میں بھر کر بادشاہ کے پاس بھیج دوں، اس نے کہا: یہ خط میرے لئے نہیں ہے، میرے معاملہ میں اللہ سے ڈرو تا کہ میں بادشاہ سے رابطہ کر سکوں، تو عامل نے کہا: بادشاہ کا خط آنے کے بعد اس سے رجوع نہیں کیا جا سکتا، لہذا عامل نے اسے ذبح کر کے کھال بھوسے سے بھر کر بادشاہ کو بھیج دی، پھر وہی نیک شخص بادشاہ کے پاس آیا اور حسب عادت کہا: اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا: تم نے خط کا کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں شخص مجھے ملا اور اس نے مانگا میں نے دے دیا، تو بادشاہ نے کہا: اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم کہتے ہو میرے جسم سے بدبو آتی ہے؟ تو اس نیک شخص نے کہا: میں نے تو ایسا نہیں کہا، پھر بادشاہ نے پوچھا: تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟ اس نے کہا: اسی شخص نے مجھے لہسن کھلایا تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ آپ اس کی بو سونگھیں۔ بادشاہ نے کہا: تم سچے ہو اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ، برے آدمی کے لئے اِس

کی برائی کفایت کرگئی۔ ❶

جھوٹی قسم کھانے والے کا عبرتناک انجام

الحاج ابراہیم کے پاس اس کا ایک دوست آیا اور کہنے لگا: کچھ رقم کی ضرورت ہے، مجھے قرض دے دو، میں ایک سال کے اندر لوٹا دوں گا۔ رقم دے کر الحاج ابراہیم نے اپنے رجسٹر میں اندراج کرلیا۔ اس کے دوست نے کہا کہ میں زرِضمانت کے طور پر کوئی چیز رکھنے کو تیار ہوں۔ الحاج ابراہیم نے کہا کہ نہیں، تم میرے عزیز دوست ہو، اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔ وہ نعم الوکیل اور نعم الشہید ہے (یعنی بہترین کارساز اور بہترین گواہ ہے) ابھی سال نہیں گزرا تھا کہ الحاج ابراہیم کو اچانک ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ وفات پا گیا۔ اس کے لواحقین میں اس کی بیوہ اور چار بچے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کی عمر تیرہ سال کی تھی، ایک دن بیوی نے اپنے خاوند کے رجسٹر کو چیک کیا، کس سے کیا لینا ہے؟ کس کو کیا دینا ہے؟ اس میں تمام حسابات درج تھے، اس نے دیکھا کہ اس کے فلاں دوست نے قرض لیا تھا اور ایک سال بعد دینا ہے۔ اس نے اپنے شوہر کے دوست کو پیغام بھیجا اور اس سے قرض کا مطالبہ کیا مگر اس نے جواباً یہ کہلا بھیجا کہ میں نے حاجی ابراہیم سے کوئی قرض نہیں لیا، لہٰذا واپس دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جب اس پر دباؤ ڈالا گیا تو اس نے کہا: ہاں یاد آیا کہ میں نے رقم بطورِ ادھار لی تھی مگر وہ تو مدت ہوئی واپس کر دی تھی۔ اب لوگوں میں یہ بات پھیل گئی۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ ص ۱۸۸، ۱۸۹ / الزواجر عن اقتراف الكبائر، الباب الأول في الكبائر الباطنة وما يتبعها، الكبيرة الثالثة الغضب بالباطل، ج ۱ ص ۹۲، ۹۳

دو گروہ بن گئے :ایک گروہ الحاج ابراہیم کے ساتھ تھا کہ اس کے بارے میں یہ امر معروف تھا کہ وہ لوگوں کو رب کی رضا کی خاطر قرض دیا کرتا تھا اور کسی سے زر ضمانت نہیں رکھوا تا تھا اور نہ تحریر لیا کرتا تھا۔ دوسرا گروہ اس شخص کے ساتھ تھا جس نے قرض لیا تھا، ان کا کہنا تھا کہ یہ نا معقول بات ہے کہ حاجی ابراہیم جیسا سمجھ دار شخص اتنا قرض دے اور بغیر کسی تحریر یا ضمانت کے دے دے۔

اب اس بیوہ نے علاقے کے بااثر لوگوں کے ذریعے سے اس شخص پر دباؤ ڈالا کہ وہ رقم واپس کرے، مگر ادھر سے مسلسل انکار تھا۔ مایوس ہو کر اس عورت نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا، عدالت نے فریقین کو بلوایا، دونوں فریق عدالت میں حاضر ہوئے، فریقین کے دلائل سننے کے بعد جج نے کہا:

میری ذاتی رائے میں اس شخص نے بلاشبہ حاجی ابراہیم سے قرض لیا تھا اور اس نے اس کا اندراج بھی کیا تھا، مگر رجسٹر میں لکھ دینا کافی نہ تھا، اس پر دستخط لینے ضروری تھے۔

اب یہ کہتا ہے کہ اس نے قرض واپس کر دیا تھا اور اس بات کی گواہی بھی ملی ہے کہ ایک شخص نے خود قرض لینے والے سے سنا کہہ رہا تھا: اللہ حاجی ابراہیم کو جزائے خیر عطا فرمائے، اس نے میرے ساتھ بہت نیک سلوک کیا۔ مجھے فقر و فاقے سے بچا لیا۔ مجھے رقم کی ضرورت تھی، عین وقت پر رقم دے کر اس نے میری ضرورت پوری کی۔

جج نے کہا کہ ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ رقم واپس ہوئی ہے یا نہیں۔ عدالت کے نزدیک دعوی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دلیل پیش کرے، اور جو اس کو قبول نہ کرے اور انکار کرے اس کے لیے قسم ہے، اس لیے میرا فیصلہ ہے کہ مدعا علیہ قرآن کریم کی قسم کھائے اور کہے کہ وہ حاجی ابراہیم کا قرض دار نہیں ہے اور اس نے جو قرض لیا تھا واپس کر دیا تھا۔ مدعا علیہ نے قسم کھانی شروع کی:

میں قسم کھاتا ہوں، اوراس نے بیان مکمل کردیا کہ میں نے قرض واپس کردیا تھا۔

عدالت نے اسے بری کردیا۔

مدعا علیہ بڑے فخر کے ساتھ خوشی خوشی عدالت سے باہر نکلا، وہ بالکل تندرست اور ہٹا کٹا نوجوان تھا۔ جیسے ہی اس نے عدالت سے باہر قدم رکھا، لوگوں نے ایک شور سنا، مدعا علیہ زمین پر گر پڑا تھا، اس کے جسم کا ایک سرا عدالت کے اندر اور دوسرا باہر تھا۔ لوگوں کے منہ سے خوف کے مارے دبی دبی سی چیخیں نکلیں۔ وہ مرگیا...... ہائے کیسے...... وہ تو نہایت جوان تھا۔ مرگیا...... مرگیا۔

اس قصے کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں الحاج ابراہیم کا پڑوسی تھا۔ میں بھی عدالت میں حاضر تھا، اس کی عبرتناک موت سے میں خاصا متأثر تھا، چنانچہ میں الحاج ابراہیم کے گھر چلا گیا، پردے میں اس کی بیوی سے جو بات چیت ہوئی وہ کچھ اس طرح تھی۔

میرا خاوند نہایت متقی اور پرہیزگار شخص تھا، وہ لوگوں کے کام آتا۔ ان کی چھوٹی موٹی حاجات پوری کرتا، اس کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے، غریب بھی، امیر بھی، اور سفید پوش بھی، وہ لوگوں کو قرضے دیا کرتا تھا۔ بعد میں حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق غرباء اور فقراء کو معاف کردیتا اور امیروں کو مہلت دے دیتا۔ اس نے ایک رجسٹر تیار کر رکھا تھا جس میں وہ ان قرضوں کی تفصیل لکھ لیتا۔ قرض لینے والوں سے اس نے کم ہی دستخط کروائے تھے۔ میں نے کئی مرتبہ اس کو توجہ دلائی کہ تم کم از کم لوگوں سے لکھوا تو لیا کرو۔ اس کے جواب میں وہ ایک ہی بات کہتا:

اَلْمَالُ مَالُ اللّٰهِ وَقَدْ كُنْتُ فَقِيْرًا فَأَغْنَانِي اللّٰهُ.

ترجمہ: یہ مال و دولت اللہ کا مال ہے۔ میں کسی زمانے میں فقیر تھا، اللہ تعالی نے اپنے فضل سے مجھے غنی کیا ہے۔

فیصلے کے دن بطورِ مدعی میں بھی عدالت میں حاضر تھی۔ جب قاضی نے اس شخص کو بری قرار دیا اور اس نے جھوٹی قسم کھائی تو میرا بدن کانپ اٹھا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ جھوٹا ہے اور اس شخص نے اللہ کی کتاب کو واسطہ بنانے کی جرأت کی ہے اور اس کی جھوٹی قسم کھائی ہے۔ میرے دل میں نفرت کی لہر اٹھی اور میرے دل سے بددعا نکلی:

''اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ تَعْلَمُ السِّرَ وَأَخْفَى وَأَنَّکَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي يَمِينِهِ فَاجْعَلْهُ عِبْرَةً لِلنَّاسِ يَاقَوِيُّ يَاجَبَّارُ.

اے اللہ! تو خفیہ اور پوشیدہ باتیں جانتا ہے، تجھے غیب کا علم ہے۔ اے اللہ! اگر یہ شخص اپنی قسم میں جھوٹا ہے تو اسے لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دے، اے قوی، اے جبار! ذات۔

اور پھر میں نے اپنی آنکھوں سے اسے عدالت سے باہر گرتے دیکھا...... بلاشبہ وہ دنیا کے حاکم سے بری ہو گیا تھا مگر زمین و آسمان کے حاکم سے نہ بچ سکا۔ اور پھر ایک شدید سرد رات کو جب لوگ اپنے بستروں میں دبکے ہوئے تھے، رات گئے الحاج ابراہیم کے گھر کی گھنٹی بجنے لگی۔ دروازے پر ایک باوقار پردہ دار عورت اپنے چھ سالہ بچے کے ساتھ کھڑی تھی۔ الحاج ابراہیم کی بیوی نے دروازہ کھولا۔ سامنے اس قرضدار کی بیوی اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے الحاج ابراہیم کی بیوی سے کہا کہ میرے خاوند نے بھری عدالت میں جھوٹ بولا کہ اس نے الحاج ابراہیم کا قرض واپس کر دیا ہے، مجھے معلوم تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ میں نے اسے سمجھانے کی پوری کوشش کی کہ وہ ایسا نہ کرے اور ان کا مال واپس کر دے، میرے بار بار اصرار کے باوجود وہ گمراہی اور ضلالت میں ڈوبا رہا۔ میرے خاوند نے اپنے جھوٹ اور فراڈ کی بہت زیادہ قیمت چکائی ہے اور اب میں یہ رقم لے کر تمہارے پاس آئی ہوں، اس کو

قبول کرلو، اس طرح وہ رقم دے کر واپس چلی گئی۔

محترم قارئین! اس واقعے اور قصے میں کتنی ہی عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔

کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ (1)

جھوٹ اور فریب کا عبرتناک انجام

دانش ڈار کی عمر باسٹھ سال ہے اور وہ بھی ایک دینی تحریک سے وابستہ ہیں، وہ نوجوانی میں ناروے چلے گئے اور وہاں انہیں ملازمت مل گئی، ان کی عمر ۴۵ سال تھی جب انہوں نے ایک ڈرامہ رچایا اور ظاہر یہ کیا کہ انہیں جسم میں شدید درد ہے، سنا ہے ناروے میں یہ اصول کارفرما ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم یا عام فرد کسی مرض میں مبتلا ہوجائے اور وہ مرض اس کے فرائض میں مزاحم ہو رہا ہو اور متعلقہ فرد ٹھوس شواہد سے یہ بات ثابت کردے تو اسے ریٹائر کردیا جاتا ہے، اور اس کی بھاری پنشن مقرر کردی جاتی ہے، چنانچہ دانش ڈار نے مختلف ڈاکٹروں کی تحریروں سے ثابت کردیا کہ وہ واقعی بیمار ہیں اور مختلف نوعیت کی دردوں میں مبتلا ہیں، چنانچہ ناروے کی حکومت نے ان کا موقف تسلیم کرلیا اور انہیں ملازمت سے ریٹائر کردیا گیا، سنا ہے ان کی گھر بیٹھے بٹھائے چالیس ہزار روپے پنشن مقرر ہوگئی۔

اب دیکھئے کہ اللہ نے ان کے جھوٹ اور فریب کا کس طرح انتقام لیا، اس واردات کے جلد بعد ہی وہ شوگر میں مبتلا ہوگئے اور شوگر نے اس قدر شدت اختیار کی کہ ۴۸ سال کی عمر میں انہیں فالج ہوگیا اور وہ معذور ہوکر بستر پر پڑ گئے اور کئی سال تک اس تکلیف میں مبتلا رہے۔

فالج سے بمشکل افاقہ ہوا تھا کہ انہیں دل کی تکلیف ہوگئی اور کچھ ہی عرصہ پہلے ان کا

(1) سنہرے فیصلے: ص۹۲ تا ۹۶

آپریشن ہوا ہے جس پر ڈھائی تین لاکھ روپے خرچ آیا ہے، دل سے جو نالیاں سر کی طرف جاتی ہیں وہ دائیں طرف والی بند ہیں، فی الحال بائیں طرف کا آپریشن ہوا ہے، میں عیادت کے لئے گیا تو ان کا برا حال تھا، سر چکرا رہا تھا، اور کھڑا ہونا بہت مشکل تھا، شوگر کا تناسب اب بھی بہت شدید ہے اور ضعف کے ہاتھوں ان کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔

ڈار صاحب کی پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں، دو بیٹیوں کی شادیاں ہو سکی ہیں، باقی تینوں بھی جوان ہیں، مگر رشتے نہیں ملتے، دو بیٹوں میں سے ایک ناروے میں ہے، دوسرا سپین میں، ڈار صاحب سارا دن یا بیماریوں سے لڑتے ہیں یا جوان بیٹیوں کو دیکھ دیکھ کر کڑھتے ہیں، کس قدر دکھوں بھری زندگی ہے اس شخص کی۔ ❶

قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی قسم کھانے والے کا بھیانک انجام

مندرجہ ذیل واقعہ روزنامہ ''جنگ'' کے سنڈے میگزین مورخہ ۲۰۰۰۔۷۔۲ میں شائع ہوا، اسے زینت اقبال (کراچی) نے تحریر کیا تھا:

انکل اور ان کے ایک دوست نفیس صاحب ایک ہی کمپنی میں کام کرتے تھے، نفیس صاحب کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور میرے انکل کے علاوہ ان کے ایک اور دوست سعد صاحب بھی تھے، ان ہی دنوں نفیس صاحب کو اپنی بڑی بیٹی کی شادی کے لئے کچھ پیسوں کی ضرورت پڑی تو انہوں نے انکل سے پچاس ہزار روپے مانگے، انکل نے کہا: میرے پاس تو نہیں ہیں، سعد سے معلوم کر لیتے ہیں، اگر اس کے پاس ہوں گے تو میں دلوا دوں گا، سعد صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا: میری عنقریب پچاس ہزار کی کمیٹی کھلنے والی ہے تو میں وہ آپ کو دے دوں گا اور جب ضرورت پڑے گی تو

❶ مکافات عمل: ص۱۷۲،۱۷۳

آپ لوٹا دیجئے گا، انکل نے کہا ٹھیک ہے، رقم میں آپ کو دلوادوں گا۔ اور یوں نفیس صاحب کوسعد صاحب نے پیسے دے دیئے جس کے گواہ صرف انکل ہی تھے۔

نفیس صاحب کی بیٹی کی شادی بخیر وخوبی انجام پا گئی، کچھ مہینوں بعد سعد صاحب کو اپنی والدہ کے علاج کے لئے پیسوں کی ضرورت پڑی تو انہوں نے نفیس صاحب سے اپنے پیسے مانگے، پہلے تو وہ ٹال مٹول کرتے رہے کہ میں کل دے دوں گا، ہفتے بعد دے دوں گا، بعد میں ان کے دماغ میں پتا نہیں کیا شیطان سما گیا کہ وہ سرے سے مکر ہی گئے کہ میں نے کوئی پیسے ویسے لئے ہی نہیں، اب تو سعد صاحب کو بہت غصہ آیا، انہوں نے انکل سے بات کی تو انکل نے کہا ٹھیک ہے، بات کرتا ہوں، انہوں نے نفیس صاحب سے پوچھا تو وہ صاف پھر گئے، انکل نے کہا میں نے تمہیں خود پیسے دلوائے ہیں، لیکن وہ نہیں مانے اور اب انکل کے علاوہ کوئی گواہ بھی نہیں تھا، لہذا بات نہیں بن سکی، انکل بھی بے بس ہوگئے کہ آخر نفیس کو کیا ہوگیا ہے؟ پچاس ہزار کے لئے اپنا ایمان خراب کررہا ہے، بہرحال سعد صاحب نے ایک وکیل سے بات کی اور نفیس صاحب پر کیس دائر کردیا۔

جس دن نفیس صاحب اور سعد صاحب کو کورٹ میں بلایا گیا اس دن انکل بھی گئے، سعد صاحب نے قرآن اٹھا کر کہا کہ میرا ایک گواہ ہے اور میں نے پیسے نفیس صاحب کو دیئے ہیں، مگر جب نفیس صاحب سے قرآن پاک اٹھانے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے قرآن شریف اٹھا کر صاف انکار کردیا کہ میں نے سعد سے کوئی پیسہ نہیں لیا، پتہ نہیں اس لمحے سعد صاحب کو کیا ہوا کہ انہوں نے کہا بس! اب مجھے کسی کا فیصلہ نہیں چاہیے، میں اپنا کیس واپس لیتا ہوں، اور اب فیصلہ میرا رب کرے گا، یہ کہہ کر وہ تیزی سے کورٹ سے باہر نکل گئے۔

اس بات کو ابھی مہینہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ نفیس صاحب کی اس بیٹی کو طلاق ہوگئی جس کی شادی پر انہوں نے قرض لیا تھا، ایک بیٹا فوج میں تھا اس کا میڈیکل چیک اپ ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کو ایڈز جیسا مہلک مرض لاحق ہوگیا ہے، چنانچہ اسے نوکری سے نکال دیا گیا، ابھی وہ ان حادثات سے سنبھل بھی نہیں پائے تھے کہ ان کا چھوٹا بیٹا جو کالج میں پڑھتا تھا کسی تنظیم کی لڑائی کے دوران فائرنگ سے ہلاک ہوگیا اور جب اس بیٹے کی لاش گھر پر آئی تو نفیس صاحب کی حالت پاگلوں جیسی تھی، وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ سعد مجھے معاف کردو، مجھے معاف کردو، میرا پورا گھر تباہ ہوگیا ہے، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ سعد صاحب کی بیمار والدہ قدرتی طور پر بالکل صحت یاب ہوگئیں، واقعی خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، جب فیصلہ رب پر چھوڑ دیا جائے تو پھر وہ ایسی کڑی سزا دیتا ہے کہ دنیا کے لئے باعثِ عبرت بنا دیتا ہے۔ (1)

(1) مکافات عمل: ص ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹

۵۰......ظالموں کا عبرتناک انجام نصوص اور واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَكَذَلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾(الأنعام:۱۲۹)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾(النحل:۹۰)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ،فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ.❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی دو آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

❶صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب:باب الظلم ظلمات یوم القیامة،رقم الحدیث:۲۴۴۷

❷صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب:باب الإتقاء والحذر من دعوة المظلوم،رقم الحدیث:۲۴۴۸

کے ارشادات میں سے چند ارشادات آپکے سامنے پڑھے ہیں، ان آیات اور احادیث میں ظلم کی مذمت بیان کی گئی ہے، اور انسان کو ظلم سے روکا گیا ہے۔ آج کی دنیا کا ہر انسان جانے انجانے میں کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی پر ظلم کررہا ہے۔ ظلم کا مطلب ہے کسی کو اُس کا حق نہ دینا، کسی کو اُس کے حق سے محروم کردینا، یا کسی کو اُس کے حق سے کم دینا، یا اپنے حق سے زیادہ لے لینا، کسی کو ذلیل اور رسوا کرنا، کسی کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنا، کسی پر تہمت لگانا اور اُس کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا، کسی کی مجبوری اور بے بسی کا ناجائز فائدہ اٹھانا، کسی پر احسان کرکے اُس پر احسان جتانا، کسی سے نفرت کرنا، کسی کے لئے دل میں کینہ اور حسد رکھنا، کسی کی ٹوہ میں لگے رہنا اور اُس کی جاسوسی کرتے رہنا۔ کسی کے عیب کو دیکھ کر اُس کو لوگوں میں مشہور کردینا، اس طرح کی متعدد صورتیں ظلم کی معاشرے میں رائج ہیں۔

قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر ظلم اور ظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں ظلم کی قباحت ومذمت

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ (البقرة: ٢٧٠)

ترجمہ: اور ظالموں کو کسی طرح کے مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾ (آل عمران: ٥٧)

ترجمہ: اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ظالموں سے پناہ کی دعا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾ (النساء: ۷۵)

ترجمہ: اور (اے مسلمانو) تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اوران بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لائیے جس کے باشندے ظلم کر رہے ہیں، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کر دیجیے، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجیے۔

اللہ ظالموں کو ہلاک کرے گا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الأنعام: ۴۷)

ترجمہ: کہو: ذرا یہ بتاؤ کہ اگر اللہ کا عذاب تمہارے پاس اچانک آئے یا اعلان کر کے، دونوں صورتوں میں کیا ظالموں کے سوا کسی اور کو ہلاک کیا جائے گا؟

اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَاللَّهُ

أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴾(الأنعام: ۵۸)

ترجمہ: کہو کہ جس چیز کی تم جلدی مچا رہے ہو، اگر وہ میرے پاس ہوتی تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوگا، اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

ظالموں کی موت کا منظر

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾(الأنعام: ۹۳)

ترجمہ: اور اگر تم وہ وقت دیکھو (تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے) جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہہ رہے ہوں گے کہ) اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لیے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمے لگاتے تھے، اور اس لئے کہ تم اس کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے۔

ہم ظالم کو ظالم پر مسلط کرتے ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَكَذَلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾(الأنعام: ۱۲۹)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ظالموں کو انکے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں۔

یعنی دنیا میں کوئی ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالی اس پر ایک ظالم کو مسلط کر دیتا ہے، پھر وہ بھی اس پر ظلم کرتا ہے۔

ظالم لوگ کبھی کامیاب نہیں ہونگے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّهُ لا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾(الأنعام: ۱۳۵)

ترجمہ: یہ حقیقت (اپنی جگہ) ہے کہ ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔

ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَنْ لَّعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾(الأعراف: ۴۴)

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہے ان ظالموں پر۔

ظالموں کا ٹھکانہ دوزخ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(الأعراف: ۴۷)

ترجمہ: اور جب ان کی نگاہوں کو دوزخ والوں کی سمت موڑ دیا جائے گا تو وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ساتھ نہ رکھنا۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾(مريم: ۷۲)

ترجمہ: پھر جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے، انہیں تو ہم نجات دے دیں گے اور جو ظالم ہیں انہیں اس حالت میں چھوڑ دیں گے کہ وہ اس (دوزخ میں) گھٹنوں کے بل پڑے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾(هود: ۱۰۲)

ترجمہ: اور جو بستیاں ظالم ہوتی ہیں، تمہارا رب جب ان کو گرفت میں لیتا ہے تو اس کی پکڑ ایسی ہوتی ہے۔ واقعی اس کی پکڑ بڑی دردناک، بڑی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ ظالموں سے غافل نہیں ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ﴾(إبراهيم: ۴۲)

ترجمہ: اور یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ جو کچھ یہ ظالم کر رہے ہیں، اللہ اس سے غافل ہے، وہ تو ان لوگوں کو اس دن تک کے لیے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

پیچھے یہ فرمایا گیا تھا کہ ان ظالموں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کر کے اپنی قوم کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے، اس پر کسی کے دل میں یہ خیال ہوسکتا تھا کہ دنیا میں تو یہ لوگ ترقی کرتے نظر آ رہے ہیں، اس خیال کا جواب ان آیتوں میں دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے اور بالآخر یہ ایک ہولناک عذاب میں پکڑے جائیں گے، اس وقت ہیبت سے ان کا جو حال ہوگا اس کی تفصیل انتہائی بلیغ اسلوب میں بیان فرمائی گئی ہے جس کی تاثیر کو کسی ترجمے کے ذریعے دوسری زبان میں منتقل نہیں کیا جاسکتا، اور اگرچہ یہ انجام براہِ راست تو مکہ مکرمہ کے کافروں کا بیان فرمایا گیا

ہے لیکن الفاظ عام ہیں اور جب کبھی ظالم لوگ بڑھتے چڑھتے نظر آئیں تو ان پر بھی یہ آیات پوری طرح صادق آتی ہیں۔ ❶

اللہ تعالیٰ تمہیں ظلم سے روکتا ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّـهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

ظالموں کو اِن کا عذر فائدہ نہیں دے گا

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾ (المؤمن: ۵۲)

ترجمہ: جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی، اور ان کے حصے میں پھٹکار ہوگی، اور ان کے لیے رہائش کی بدترین جگہ۔

ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار رکھا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَـٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ)إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَـٰئِكَ لَهُم

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۵۵۹

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾(الشوریٰ: ۴۱، ۴۲)

ترجمہ: اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (الدهر: ۳۱)

ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے، اور یہ جو ظالم لوگ ہیں ان کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ظلم کی قباحت اور وعیدیں

ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.❶

ترجمہ: ظلم قیامت کے دن اندھیرے کی شکل میں ہوگا۔

دو گناہوں کی سزا دنیا میں ملتی ہے

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا

❶ صحيح البخاري: كتاب المظالم و الغصب، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، رقم الحديث: ۲۴۴۷

يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ.❶

ترجمہ: کوئی گناہ اس بات کے زیادہ لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں بھی اس کی سزا دے اور (مرتکب کو) آخرت میں بھی دینے کے لیے (اس سزا) کو اٹھا رکھے، ہاں دو گناہ اس بات کے لائق ہیں: ایک تو ظلم کی اور دوسرا ناتا توڑنا۔

ظلماً ایک بالشت زمین لینے کا وبال

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اروی نامی ایک عورت نے مروان بن حکم کے پاس حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے اوپر ایک حق (جائیداد) میں مقدمہ دائر کیا، تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس عورت کے حق (جائیداد) میں کیسے کچھ کمی کر سکتا ہوں؟ (حالانکہ) میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ.❷

ترجمہ: جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً دبائی تو اس کی گردن میں قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

مظلوم کی بددعا سے بچو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور ارشاد فرمایا:

اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ.❸

---

❶سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في النهي عن البغي، رقم الحديث: ۴۹۰۲

❷صحيح البخاري: كتاب بدء الخلق: باب ماجاء في سبع أرضين، رقم الحديث: ۳۱۹۸

❸صحيح البخاري: كتاب المظالم والغصب، باب الإتقاء والحذر من دعوة المظلوم، رقم الحديث: ۲۴۴۸

ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے بچو! اسکے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
یعنی مظلوم کی بددعا تیر بہدف ہوتی ہے، لہذا ظلم کرنے سے بچو۔

ظالم کے ساتھ تعاون اُسے ظلم سے روکنا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُنْصُرْ أَخَاکَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا.

اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو۔

ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی مظلوم ہوتا ہے اس کی مدد کرتا ہوں تو فرمایئے کہ ظالم کی مدد کس طرح کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُهُ. ❶

تو اسے ظلم کرنے سے روک دے یہی اس کی مدد ہے۔

اس حدیث میں ظالم کو ظلم سے روکنے کا کہا، اس لئے کسی جگہ ظلم ہورہا ہو تو آپ قادر ہوں تو ضرور روکیں، ظالم کی مدد اُس کا ناحق ساتھ دینا نہیں ہے بلکہ اُسے ظلم سے روکنا ہے۔

قیامت کے دن ہر مظلوم کو اسکا حق دیا جائیگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن حق والوں کو انکے حقوق دیئے جائیں گے حتی کہ بنا سینگ والے بکری کیلئے سینگ والے بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الإکراہ، باب، رقم الحدیث: ۶۹۵۲

❷ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۲۵۸۲

مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْـمُسْـلِـمُ أَخُـو الْـمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ،وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَـانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ،وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً،فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ،وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.❶

ترجمہ:مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے، جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت پوری فرمائے گا، اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا ،اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

اے لوگو!ظلم مت کرو

ایام تشریق کے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

اِسْـمَعُوا مِنِّي تَعِيشُوا،أَلَا لَا تَظْلِمُوا،أَلَا لَا تَظْلِمُوا،أَلَا لَا تَظْلِمُوا،إِنَّهُ لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ.❷

ترجمہ:(اے لوگو) میری بات سنو تمہیں زندگی ملے گی،خبردار! کسی پر ظلم نہ کرو،خبردار!

---

❶صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب،باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه،رقم الحدیث: ۲۴۴۲

❷مسندأحمد:مسند البصریین، ج۳۴ص ۲۹۹،رقم الحدیث: ۲۰۶۹۵

کسی پر ظلم نہ کرو، خبردار! کسی پر ظلم نہ کرو، کسی شخص کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

قیامت کے دن تمام ظلموں کا بدلہ لیا جائیگا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا، أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا. (1)

ترجمہ: جب مؤمنین دوزخ سے نجات پا جائیں گے، تو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں گے اور ان ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا جو ان لوگوں نے دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ کئے تھے، یہاں تک کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے، تو انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! ہر شخص کو جنت میں اپنا مکان دنیا کے مکان سے بہتر معلوم ہوگا۔

تین آدمی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ: اَلشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ

(1) صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب، باب قصاص المظالم، رقم الحدیث: ۲۴۴۰

الظَّلُومُ. ❶

ترجمہ: اور تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں، ایک بوڑھا زانی، دوسرا متکبر فقیر اور تیسرا مالدار ظالم۔

جس نے ظلم کیا ہے تو دنیا میں ہی معافی مانگ لیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. ❷

ترجمہ: جس شخص نے کسی کی عزت یا کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی معاف کرا لے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جب کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم، اگر اس کے پاس عمل صالح ہوگا تو بقدر اس کے ظلم کے اس سے لے لیا جائے گا، اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوگی تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس کے سر پر ڈالی جائیں گی۔

مفلس کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ آدمی ہے کہ جس کے پاس

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة الجنة، باب منه، رقم الحديث: ۲۵۶۸

❷ صحيح البخاری: كتاب المظالم والغصب، بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ، رقم الحديث: ۲۴۴۹

مال اسباب نہ ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْـمُـفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ،وَصِيَامٍ،وَزَكَاةٍ،وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَـذَا،وَقَذَفَ هَذَا،وَأَكَلَ مَالَ هَذَا،وَسَفَكَ دَمَ هَذَا،وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ،وَهَذَامِنْ حَسَنَاتِهِ،فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ،ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز روزے زکوہ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی، اوراگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دئے جائیں گے، پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اللہ تعالی ظالم کو ڈھیل دیتا ہے

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُمْلِي لِلظَّالِمِ،فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ. ❷

ترجمہ: اللہ ظالم آدمی کو مہلت دے دیتا ہے پھر جب اسے پکڑتا ہے تو پھر وہ اسے نہیں چھوڑتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی ”وَكَـذٰلِكَ اَخْـذُ رَبِّكَ اِذَا

❶صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب ،باب تحریم الظلم ،رقم الحدیث: ۲۵۸۱

❷صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب ،باب تحریم الظلم ،رقم الحدیث: ۲۵۸۳

اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَه اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ"(هود: ۱۰۲) اور جو بستیاں ظالم ہوتی ہیں، تمہارا رب جب ان کو گرفت میں لیتا ہے تو اس کی پکڑ ایسی ہوتی ہے۔ واقعی اس کی پکڑ بڑی دردناک، بڑی سخت ہے۔

ظلم کے بھیانک انجام سے متعلق صحابہ کرام اور سلف کے (۱۸) اقوال

معاملہ سمجھ کر انصاف سے فیصلہ کرو

۱......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

أَمَّا بَعدُ!فَإِنَّ القَضَاءَ فَرِيضَةٌ مُحكَمَةٌ وَسُنَّةٌ مُتَّبَعَةٌ فَافهَم إِذَا أُدلِي إِلَيكَ فَإِنَّهُ لَا يَنفَعُ تَكَلُّمٌ بِحَقٍّ لَا نَفَاذَ لَهُ وَآسِ بَينَ النَّاسِ فِي وَجهِكَ وَمَجلِسِكَ وَعَدلِكِ حَتَّى لَا يَطمَعَ شَرِيفٌ فِي حَيفِكَ وَلَا يَخَافُ ضَعِيفٌ مِن جَورِكَ.❶

ترجمہ: اما بعد! بے شک قضا (انصاف) ایک لازم فریضہ ہے اور ایک متبع سنت ہے، پس جب کوئی معاملہ تمہارے سامنے پیش کیا جائے تو اُسے سمجھو، کیونکہ ایسا حق بولنا جسے نافذ نہ کیا جاسکے، کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ لوگوں کے درمیان اپنے چہرے، مجلس اور عدل میں برابری کرو، تاکہ کوئی معزز شخص تمہاری طرف سے ظلم کی امید نہ رکھے اور کوئی کمزور تمہارے جور سے نہ ڈرے۔

گزشتہ قوموں کی ہلاکت کا ایک اہم سبب ظلم ہے

۲......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّهُ أَهلَكَ مَن كَانَ قَبلَكُم أَنَّهُم مَنَعُوا الحَقَّ حَتَّى اشتُرِيَ وَبَسَطُوا

❶سنن الدارقطني: كتاب عمر رضي اللّٰه عنه إلى أبي الأشعري، ج۵ ص۳۶۷، رقم الحديث: ۴۴۷۱/السنن الكبرى للبيهقي: أبواب ماعلى القاضي في الخصوم، باب إنصاف الخصمين في المدخل عليه......الخ، ج۱۰ ص۲۲۹، رقم الحديث: ۲۰۴۶۰

الجَورَ حَتّٰی اُفتُدِیَ. ❶

ترجمہ: بے شک تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے حق کو روک لیا یہاں تک کہ اسے خریدا جانے لگا، اور ظلم کو عام کر دیا یہاں تک کہ اس سے نجات کے لیے فدیہ دیا جانے لگا۔

بے بس مظلوم کی آہ سے بچو

۳......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبغَضَ النَّاسِ إِلَيَّ أَن أَظلِمَهُ مَن لَّا يَستَعِينُ عَلَيَّ إِلَّا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: بے شک میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جس پر میں ظلم کروں، جو میرے خلاف اللہ عزوجل کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتا۔ (یعنی جو مظلوم صرف اللہ سے مدد مانگے، مخلوق کے پاس نہ جائے، تو ظالم کا پھر عبرتناک انجام ہوتا ہے۔)

ظالم پر مظلوم کے گناہوں کو لاد کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا

۴......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بندہ اور بندی کا ہاتھ پکڑا جائے گا، پھر ایک منادی سب اولین و آخرین کے سامنے پکارے گا: یہ فلاں بن فلاں ہے، جس کا اس پر کوئی حق ہو وہ آ کر اپنا حق لے لے۔ پس عورت خوش ہوگی کہ اس کا حق اس کے والد، والدہ، بھائی یا شوہر پر ہو۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”فَلَا أَنسَابَ بَينَهُم يَومَئِذٍ وَّلَا يَتَسَائَلُونَ“ (المؤمنون: ۱۰۱) یعنی اس دن کوئی رشتہ داری نہ ہوگی اور نہ ہی ایک دوسرے سے سوال کیا جائے گا۔

---

❶ الآداب الشريعة: فصل فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر، ج ۱ ص ۱۷۹

❷ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة أبو الدرداء، ج ۱ ص ۲۲۱

پھر اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں سے جسے چاہے گا معاف فرمائے گا، مگر بندوں کے حقوق میں سے کچھ بھی معاف نہ کرے گا، اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دے گا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! دنیا تو ختم ہوچکی، میں کہاں سے ان کے حقوق ادا کروں؟ اللہ فرمائے گا: اس کے نیک اعمال میں سے لے کر ہر حق دار کو اس کے حق کے مطابق دے دو۔

اگر وہ اللہ کا ولی ہوگا اور اس کے پاس ایک ذرہ برابر نیکی بھی بچی ہوگی، تو اللہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور اسے جنت میں داخل کردے گا، پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''إِنَّ اللَّـهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا'' (النساء: ۴۰) یعنی اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے بڑھا دیتا ہے۔

اور اگر وہ بد بخت ہوگا تو کہے گا: اے میرے رب! اس کی نیکیاں ختم ہوچکی ہیں، لیکن طلب گار ابھی باقی ہیں، اللہ فرمائے گا: ان کے گناہوں میں سے لے کر اس پر ڈال دو، پھر اسے جہنم کی طرف روانہ کردو۔ ❶

آخرت کے لئے برا توشہ ظلم ہے

۵......امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِئْسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ. ❷

ترجمہ: برا توشہ ہے آخرت کے سفر کے لیے بندوں پر ظلم کرنا ہے۔

❶الأهوال لابن أبي الدنيا: ذكر الحشر، ص ۲۰۴، الرقم: ۲۴۹

❷تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمدبن إدريس، ج ۵۱ ص ۴۱۱/سير أعلام النبلاء: ترجمة: الإمام الشافعي محمد بن إدريس، ج ۱۰ ص ۴۱

اللہ سے زیادہ کوئی طاقتور نہیں

۶......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِذَا دَعَتکَ قُدرَتُکَ عَلَی النَّاسِ إِلَی ظُلمِهِمْ فَاذْكُرْ قُدرَةَ اللَّهِ تعَالَى عَلَيْکَ وَنَفَادَ مَا تَأْتِي إِلَيهِم وَبَقَاءَ مَا يَأْتُونَ إِلَيْکَ. ❶

ترجمہ: پس جب تمہاری طاقت تمہیں لوگوں پر ظلم کرنے پر اُبھارے، تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کو یاد کرو جو تم پر ہے، اور یہ کہ جو تم دوسروں کے ساتھ کرتے ہو وہ فنا ہو جائے گا، مگر جو وہ تمہارے ساتھ کریں گے وہ باقی رہے گا۔ (یعنی تم دوسروں پر جو ظلم وستم کرکے لوگے وہ آخر فنا ہو جائے گا، اور وہ جو تمہارے خلاف آہ وزاری کریں گے، تو اِن کے حقوق اور گریہ وزاری کا انتقام باقی رہے گا۔)

ظالم کو برا بھلا کہہ کر اپنا حق وصول نہ کرو

۷......حضرت رباح بن عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا، حجاج کا ذکر آیا تو میں نے اسے برا بھلا کہا اور اس پر طعن کیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَهلًا يَا رَبَاحُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ لَيُظلَمُ بِالمَظلَمَةِ فَلَا يَزَالُ المَظلُومُ يَشتِمُ الظَّالِمَ وَيَنتَقِصُهُ حَتَّى يَستَوفِيَ حَقَّهُ فَيَكُونُ لِلظَّالِمِ عَلَيهِ الْفَضْلُ. ❷

ترجمہ: ٹھہرو اے رباح! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب کسی شخص پر ظلم کیا جاتا ہے، تو وہ مظلوم مسلسل ظالم کو برا بھلا کہتا اور اس کی برائی بیان کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنا

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن عبدالعزیز، ج۴۵ ص۲۰۲/سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عمر بن عبد العزيز، ج۵ ص۱۳۱

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج۵ ص۲۷۷

حق پورا لے لیتا ہے، اور پھر معاملہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ظالم کو اس پر برتری حاصل ہو جاتی ہے۔

ظالم کے بقاء کی دعا اللہ کی نافرمانی ہے

۸......حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَن دَعَا لِظَالِمٍ بِالْبَقَاءِ فَقَد أَحَبَّ أَن يُعْصَى اللَّهَ. ❶

ترجمہ: جس کسی نے ظالم کے باقی رہنے کی دعا کی تو یقیناً اس نے اللہ کی نافرمانی کو پسند کیا۔

ایک ظالم پر دوسرا ظالم مسلط ہوتا ہے

۹......حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُعَذِّبُ اللَّهُ الظَّالِمَ بِالظَّالِمِ ثُمَّ يُدخِلُهُمَا النَّارَ جَمِيعًا. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ظالم کو دوسرے ظالم کے ذریعے عذاب دیتا ہے، پھر ان دونوں کو اکٹھے جہنم میں داخل کرے گا۔

ظلم وحق تلفی سے بچنے والے کو پورا اجر ملے گا

۱۰......امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَن أَوصَى بِوَصِيَّةٍ فَلَم يَجُرُ وَلَمْ يَحِفْ كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثلُ مَا إِن لَو تَصَدَّقَ بِهِ فِي حَيَاتِهِ. ❸

ترجمہ: جس نے وصیت کی اور اس میں نہ ظلم کیا اور نہ کمی بیشی کی، تو اسے اس کا ایسا ہی اجر ملے گا، گویا اس نے وہ مال اپنی زندگی میں صدقہ کر دیا ہو۔

---

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: يوسف بن أسباط، ج۸ ص ۲۴۰

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: حسان بن عطية، ج۶ ص ۷۴

❸ سنن الدارمي: كتاب الوصايا، باب فضل الوصية، ج۴ ص ۲۰۲۸، الرقم: ۳۲۲۲

جیسا کرو گے ویسا بدلہ دیا جائے گا

۱۱......حضرت ابوعمرو الشیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے:

كَمَا تَدِينُ تُدَانُ،وَبِالكَأسِ الَّذِى تَسقِى بِهِ تَشرَبُ وَزِيَادَةً،لِأَنَّ البَادِىَ لَا بُدَّ أَن يُّزَادَ. ❶

ترجمہ: جیسا تم کرتے ہو، ویسے ہی تمہیں بدلہ دیا جائے گا، اور جس پیمانے سے تم پلاؤ گے، اسی پیمانے سے تمہیں پلایا جائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ، کیونکہ ابتداء کرنے والے کو بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

مظلوم کی آہ وزاری ظالم پر نزولِ عذاب کا سبب ہے

۱۲......حضرت محمد بن یحیی زبیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الـمَظلُومَ إِذَا شَكَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى اقتَضَى عَدلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الإِبقَاعَ بِظَالِمِهِ فَيُحِبُّ اللَّهُ سُبحَانَهُ وَتَعَالَى أَن يَّجهَرَ المَظلُومُ بِالشَّكوَى لِيَكُونَ المُقَدَّرُ وَالإِيقَاعُ بِالظَّالِمِ مَبسُوطَ العُذرِ عِندَ الخَلقِ وَزَاجِرًا لِأَمثَالِهِ عَنْ أَمثَالِ فَاعِلِهِ وَإِنَّمَا يُمهِلُ الظَّالِمَ مِن جِهَةِ أَنَّ الْخَلْقَ إِذَا مَلَكَ أَحَدُهُم مَملُوكِينَ فَجَنَى عَلَى أَحَدِهِم جِنَايَةً فَإِنَّ أَرشَهَا لِسَيِّدِهِ فَالْخَلْقُ مِلكٌ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا اِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ. ❷

ترجمہ: بے شک جب مظلوم اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے تو اللہ عزوجل کا انصاف اس کے ظالم پر عذاب نازل کرنے کا تقاضا کرتا ہے، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند کرتا ہے کہ مظلوم اپنی شکایت کو بلند آواز میں بیان کرے تاکہ ظالم پر نازل ہونے والا عذاب اور

❶حلية الأولياء:الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة:أبوعمرو الشيباني،ج٦ ص١٠٧

❷الآداب الشرعية:فصل حكم هجر أهل المعاصي،ج١ ص٢٤٦

فیصلہ لوگوں کے سامنے واضح ہو، اور یہ دوسروں کے لیے عبرت کا باعث بنے، تاکہ وہ بھی ایسے ظلم سے باز رہیں۔ اور اللہ ظالم کو مہلت اس لیے دیتا ہے کہ مخلوق اللہ کی ملکیت ہے، جیسے کسی کا غلام کسی پر زیادتی کرے تو اس کا بدلہ اس کے مالک کو دیا جاتا ہے، پس تمام مخلوق اللہ کی ملکیت ہے، اس لیے اس کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت تباہ کرنے والے

۱۳......حضرت محارب رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَظلَمُ النَّاسِ مَن ظَلَمَ لِغَيرِهِ. ❶

ترجمہ: سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو کسی اور کی خاطر ظلم کرے۔

تین گناہوں کا وبال آتا ہے

۱۴......حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلاثُ خِصَالٍ مَن كُنَّ فِيهِ كُنَّ عَلَيهِ: اَلْبَغْيُ وَالنُّكثُ وَالْمَكرُ. ❷

ترجمہ: تین خصلتیں جس میں ہوں اِس کا وبال اِسی پر پلٹ کر آتا ہے، ظلم، عہد شکنی، اور مکر وفریب۔

ظلم دل کی تاریکی کے سبب ہوتا ہے

۱۵......علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلظُّلمُ يَشتَمِلُ عَلَى مَعصِيَتَينِ: أَخْذُمَالِ الغَيرِ بِغَيرِ حَقٍّ وَمُبَارَزَةُ الرَّبِّ بِالمُخَالَفَةِ، وَالمَعصِيَةُ فِيهِ أَشَدُّ مِنْ غَيرِهَا، لأَنَّهُ لا يَقَعُ غَالِبًا إِلَّا

❶ فتح الباری: كتاب المظالم والغصب، باب عفو المظلوم، ج۵ ص ۱۰۰

❷ ذم البغی لابن أبی الدنیا: ص۸۸، الرقم: ۳٦

بِالضَّعِيفِ الَّذِى لَا يَقْدِرُ عَلَى الِانْتِصَارِ،وَإِنَّمَا يَنشَأُ الظُّلمُ عَن ظُلمَةِ الْقَلبِ، لِأَنَّهُ لَو استَنَارَ بِنُورِ الهُدَى لَاعْتَبَرَ،فَإِذَا سَعَى المُتَّقُونَ بِنُورِهِمُ الَّذِى حَصَلَ لَهُم بِسَبَبِ التَّقوَى اكتَنَفَت ظُلُمَاتُ الظُّلمِ الظَّالِمَ حَيثُ لَا يُغنَى عَنهُ ظُلمُهُ شَيئًا. ❶

ترجمہ:ظلم دو بڑی نافرمانیوں پر مشتمل ہوتا ہے: بغیر حق کے کسی کا مال لینا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کرنا۔ظلم کی نافرمانی دوسری نافرمانیوں سے زیادہ شدید ہے، کیونکہ یہ عموماً کمزوروں پر کیا جاتا ہے، جو اپنا دفاع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ظلم دراصل دل کی تاریکی سے پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اگر دل ہدایت کے نور سے منور ہوتو انسان عبرت حاصل کرے۔جب متقی لوگ اپنے تقویٰ کے سبب حاصل ہونے والے نور کے ساتھ آگے بڑھیں گے،تو ظالم کواس کے ظلم کی تاریکیاں گھیر لیں گی، جہاں اس کا ظلم اس کے کسی کام نہ آئے گا۔

ظالم کے ساتھ تعاون کرنے والے عذاب میں شریک ہوں گے

۱۶......بعض آثار میں منقول ہے:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَجْتَمِعُ الظَّلَمَةُ وَأَعْوَانُهُمْ وَمَنْ أَلَاقَ لَهُمْ دَوَاةً وَبَرَى لَهُمْ قَلَمًا، فَيُجْعَلُونَ فِي تَابُوتٍ وَيُلْقَوْنَ فِي جَهَنَّمَ. ❷

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو ظالم اوران کے مددگار، حتیٰ کہ وہ شخص بھی جس نے ان کے لیے دوات تیار کی یا قلم تراشا، سب کو اکٹھا کیا جائے گا، پھر انہیں ایک تابوت میں ڈال کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

❶فتح الباری: کتاب المظالم والغصب، باب عفو المظلوم، ج۵ص ۱۰۰

❷بصائر ذوی التمییز: الباب الثامن عشر، ج۳ص ۵۴۳

ظلم کا انجام تباہ کن ہوتا ہے

۱۷......شیخ الاعلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ النَّاسَ لَم يَتَنَازَعُوا فِي أَنَّ عَاقِبَةَ الظُّلمِ وَخِيمَةٌ وَعَاقِبَةُ العَدْلِ كَرِيمَةٌ وَلِهَذَا يُرْوَى: اَللّٰهُ يَنصُرُ الدَّولَةَ العَادِلَةَ وَإِن كَانَت كَافِرَةً وَلَا يَنصُرُ الدَّولَةَ الظَّالِمَةَ وَإِن كَانَت مُؤْمِنَةً۔ ❶

ترجمہ: بے شک لوگوں میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ ظلم کا انجام تباہ کن ہوتا ہے، اور عدل کا انجام باعزت اور بھلائی والا ہوتا ہے۔ اور یہ روایت کی جاتی ہے: اللہ عادل ریاست کی مدد کرتا ہے، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اور ظالم ریاست کی مدد نہیں کرتا، چاہے وہ مؤمن ہی کیوں نہ ہو۔

ظلم متاثرہ افراد کو اِن کا حق لوٹانے سے معاف ہوتا ہے

۱۸......علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالظُّلْمُ عِندَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ دَوَاوِينُ ثَلَاثَةٌ: دِيوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا، وَهُوَ الشِّرْكُ بِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ. وَدِيوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْهُ شَيْئًا، وَهُوَ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَسْتَوْفِيهِ كُلَّهُ. وَدِيوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِ، وَهُوَ ظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ هَذَا الدِّيوَانَ أَخَفُّ الدَّوَاوِينِ وَأَسْرَعُهَا مَحْوًا، فَإِنَّهُ يُمْحَى بِالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، بِخِلَافِ دِيوَانِ الشِّرْكِ فَإِنَّهُ لَا يُمْحَى إِلَّا بِالتَّوْحِيدِ، وَدِيوَانُ الْمَظَالِمِ لَا يُمْحَى إِلَّا بِالْخُرُوجِ مِنْهَا إِلَى أَرْبَابِهَا

❶ مجموع الفتاوی: ج۲۸ ص ۶۳

وَاسۡتِحَلَالِهِمۡ مِنۡهَا .وَلَمَّا كَانَ الشِّرۡكُ أَعۡظَمَ الدَّوَاوِينِ الثَّلاثَةِ عِندَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ الۡجَنَّةَ عَلَى أَهۡلِهِ، فَلَا تَدۡخُلُ الۡجَنَّةَ نَفۡسٌ مُشۡرِكَةٌ. ❶

ترجمہ:اورظلم کے بارے میں اللہ عز وجل کے ہاں قیامت کے دن تین دیوان (رجسٹر) ہوں گے: وہ دیوان جس میں سے اللہ کچھ بھی معاف نہیں کرے گا، اور وہ اس کے ساتھ شرک کرنا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا۔ وہ دیوان جسے اللہ کسی صورت نہیں چھوڑے گا، اور وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا پورا بدلہ لے گا۔ وہ دیوان جس کی اللہ پرواہ نہیں کرتا، اور وہ بندے کا اپنے اور اپنے رب کے درمیان کیا گیا ظلم (گناہ) ہے، کیونکہ یہ سب سے ہلکا ہے اور سب سے جلد مٹنے والا ہے۔ یہ توبہ، استغفار، نیک اعمال، کفارہ بننے والی مصیبتوں اور دیگر ذرائع سے مٹ جاتا ہے۔ لیکن شرک کا دیوان صرف توحید سے مٹ سکتا ہے، اور ظلم کا دیوان صرف متاثرہ افراد کو ان کا حق لوٹانے یا ان سے معافی مانگنے سے ختم ہوسکتا ہے۔ چونکہ شرک تینوں میں سب سے بڑا ظلم ہے، اللہ نے مشرکوں پر جنت حرام کردی ہے، چنانچہ کوئی بھی مشرک جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

تو قرآن کریم اور احادیث کے ذخیرے میں ایک بات کثرت سے آتی ہے وہ ہے کہ عدل اور انصاف کرنا اور ظلم سے بچنا، دینِ اسلام نے ہر موقع میں انسان کو ظلم سے روکا، آئے دن اخبارات میں ظلم کے واقعات آتے ہیں، کبھی اخبار میں آتا ہے شوہر نے بیوی پر ظلم کیا کہ بیوی کو جلا دیا، کبھی آتا ہے بیوی نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر شوہر کو قتل کردیا، کبھی آتا ہے باپ نے اپنے بچوں کو زندہ جلا ڈالا، اخبارات میں یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ سنگ دل باپ نے اپنے ہی بچوں کا گلہ کاٹ دیا، یہ بھی سننے میں

❶ الوابل الصيب من الكلم الطيب: دلائل تعظيم الأمر والنهی، ص ۱۹

آتا ہے بھائی کے مرنے کے بعد چچا نے بھتیجے کے مال پر قبضہ کر دیا، یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ فلاں نے فلاں پر تیزاب پھینکا اور اسکے جسم کو جلا ڈالا۔ ہر دن یہ ظلم کے واقعات سننے میں آتے جاتے ہیں، ہمارے معاشرے میں ظلم کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اور لوگ اسکو گناہ بھی نہیں سمجھتے کہ وہ ظلم کر رہے ہیں، ان آیات اور وعیدوں کو انسان سامنے رکھے اور ظالم کو سنائے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے، آخرت کی سزا تو اِس کے علاوہ ہے۔

آپ حال میں دیکھ لیں جن حکمرانوں نے ظلم کیا ہے ان کی سلطنتوں کو بقاء نہ مل سکی، پھر اللہ نے ان کو دنیا اور آخرت میں رسوا کیا ہے، کیسے رسوا کیا ہے؟ کسی کے چہرے پر جوتیاں لگتی ہیں، کسی پر سیاہی گرتی ہے، کوئی جیلوں میں جاتے ہیں، اور کسی کی یہ حالت کہ ہر ایک چھوٹا بڑا انہیں برا بھلا کہتا ہوا نظر آتا ہے، جب انسان اپنے ماتحتوں پر ظلم کرتا ہے، اللہ کا قانون ہے ﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ (القلم: ۴۵) ہم ڈھیل دیتے ہیں ہماری گرفت بہت سخت ہے، آپ تاریخ پڑھو گے، ہر ظالم کو اللہ نے مہلت دی ہے لیکن اگر وہ باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے دردناک سزا دی۔

ظلم کا آغاز ہوتا ہے ہابیل اور قابیل سے، دنیا کا ایک بڑا ظالم قابیل تھا کہ جس نے اپنے بھائی ہابیل کو اپنے ہاتھوں کو قتل کیا، پھر وہ بھی کسی پل چین کی زندگی نہ گزار سکا۔

ظالموں کا بھیانک اور عبرتناک انجام واقعات کے تناظر میں

قابیل کی ذلت وبدحواسی اور قیامت تک سزا میں شریک ہونا

جب حضرت آدم اور حواء علیہما السلام دنیا میں آئے اور توالد وتناسل کا سلسلہ شروع ہوا، تو ہر ایک حمل سے ان کے دو بچے جڑوا پیدا ہوتے، ایک لڑکا اور دوسری لڑکی، اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں بجز بہن بھائیوں کے کوئی اور نہ تھا، اور بھائی بہن کا

آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، تو اللہ جل شانہ نے اس وقت کی ضرورت کے لحاظ سے شریعت آدم (علیہ السلام) میں یہ خصوصی حکم جاری فرمادیا تھا کہ ایک حمل سے جولڑکا اورلڑکی پیدا ہووہ تو آپس میں حقیقی بہن بھائی سمجھے جائیں، اوران کے درمیان نکاح حرام قرار پائے، لیکن دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کے لئے پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی حقیقی بہن کے حکم میں نہیں ہوگی، بلکہ ان کے درمیان رشتہ ازدواج ومناکحت جائز ہوگا۔

لیکن ہوا یہ کہ پہلے لڑکے قابیل کے ساتھ جولڑکی پیدا ہوئی وہ حسین وجمیل تھی اور دوسرے لڑکے ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی بدشکل تھی، جب نکاح کا وقت آیا تو حسب ضابطہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بدشکل لڑکی قابیل کے حصہ میں آئی، اس پر قابیل ناراض ہوکر ہابیل کا دشمن ہوگیا، اوراس پر اصرار کرنے لگا کہ میرے ساتھ جولڑکی پیدا ہوئی ہے وہی میرے نکاح میں دی جائے، حضرت آدم علیہ السلام کو یقین تھا کہ قربانی اسی کی قبول ہوگی جس کا حق ہے، یعنی ہابیل کی۔

اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی ایک واضح اور کھلی ہوئی علامت یہ تھی کہ آسمان سے ایک آگ آتی اور قربانی کو کھا جاتی تھی، اورجس قربانی کو آگ نہ کھائے تو یہ علامت اس کے نامقبول ہونے کی ہوتی تھی۔

اب صورت یہ پیش آئی کہ ہابیل کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں، اس نے ایک عمدہ دنبہ کی قربانی کی، قابیل کاشتکار آدمی تھا، اس نے کچھ غلہ، گندم وغیرہ قربانی کے لئے پیش کیا، اورہوا یہ کہ حسب دستور آسمان سے آگ آئی، ہابیل کی قربانی کو کھا گئی، اورقابیل کی قربانی جوں کی توں پڑی رہ گئی، اس پر قابیل کواپنی ناکامی کے ساتھ رسوائی کا غم وغصہ اور بڑھ گیا، تو اس سے رہا نہ گیا، اور کھلے طور پر اپنے بھائی سے کہہ دیا میں تجھے قتل کر

ڈالوں گا۔

ہابیل نے اس وقت بھی غصہ کی بات کا جواب غصہ کے ساتھ دینے کے بجائے ایک ٹھنڈی اور اصولی بات کہی، جس میں اس کی ہمدردی وخیرخواہی بھی تھی کہ: ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (المائدة: ۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ کا دستور یہی ہے کہ متقی پرہیزگار کا عمل قبول فرمایا کرتے ہیں۔ اگر تم تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتے تو تمہاری قربانی بھی قبول ہوتی، تم نے ایسا نہیں کیا تو قربانی قبول نہ ہوئی، اس میں میرا کیا قصور ہے؟ بہرحال قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا، اب جب قتل سے فارغ ہوا تو حیران ہے کہ لاش کا کیا کروں؟ جس سے یہ راز پوشیدہ رہے کچھ سمجھ میں نہ آیا، تو پھر آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا وہاں بھیجا کہ وہ چونچ اور پنجوں سے زمین کو کھودتا تھا اور کھود کر ایک دوسرے کوّے کو کہ وہ مرا ہوا تھا اس گڑھے میں دھکیل کر اس پر مٹی ڈالتا تھا تاکہ وہ کوا اس قابیل کو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو کس طریقہ سے چھپاوے، قابیل یہ واقعہ دیکھ کر اپنے جی میں بڑا ذلیل ہوا کہ مجھ کو کوّے کے برابر بھی فہم نہیں، اور غایت حسرت سے کہنے لگا کہ افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گزرا کہ اس کوّے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا، سو اس بدحالی پر بڑا شرمندہ ہوا، اور اسی بدحالی اور ذلت میں تھا کہ کچھ وقت بعد اللہ نے موت دی۔ ❶

تو یہ پہلا ظالم تھا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاتُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ. ❷

---

❶ معارف القرآن: ج۳ ص ۱۲۱، ۱۲۷/ تفسیر ابن كثير: تحت هذه الآية، ج۳ ص ۸۲

❷ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء: باب خلق آدم صلوات الله وذريته، رقم الحديث: ۳۳۳۵

ترجمہ: جوآدمی ظلم کے طریقہ پر قتل کیا جاتا ہے تو اس کے خون کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے قابیل پر ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ پہلا آدمی ہے جس نے قتل کا طریقہ نکالا۔

یعنی قیامت تک جو بھی قتل کرے گا تو اس گناہ کے عذاب میں یہ بھی شریک ہوگا کہ اِس نے اس گناہ کے کام کی بنیاد ڈالی۔

ظالم فرعون کو اللہ نے سمندر میں غرق کیا

اسکے بعد ایک ظالم گزرا ہے جیسے دنیا فرعون کہتی ہے، یہ وہ شخص تھا کہ جس نے بنی اسرائیل کے بیس ہزار سے زائد بچوں کو ناحق قتل کیا تھا، اور اِس نے خدائی کا دعوی کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے پھر اس ظالم کی پکڑ کیسی کی؟ اللہ تعالی نے پانی میں غرق کرکے قیامت تک کے لئے اِس کی لاش کو عبرت کا نشان بنادیا، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ. فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ﴾ (یونس: ۹۰ تا ۹۲)

ترجمہ: اور ہم نے بنو اسرائیل کو سمندر پار کرادیا، تو فرعون اور اس کے لشکر نے بھی ظلم اور زیادتی کی نیت سے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے کا انجام اس کے سر پر آپہنچا تو کہنے لگا: میں مان گیا کہ جس خدا پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں۔ (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا، اور مسلسل فساد ہی مچاتا رہا۔ لہذا آج ہم تیرے (صرف) جسم کو بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد کے لوگوں

کے لیے عبرت کا نشان بن جائے۔ (کیونکہ) بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل بنے ہوئے ہیں۔

آج بھی مصر کے عجائب گھر میں فرعون کی لاش رہتی دنیا تک عبرت کا نشان ہے۔

نمرود کو اللہ تعالیٰ نے لنگڑے مچھر سے مار ڈالا

اسکے بعد ایک ظالم گزرا ہے نمرود، جس نے یہ ظلم کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور لوگوں سے کہا کرتا تھا: مجھے سجدہ کرو، میں تمہارا خدا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو کیا سزا دی؟ ایک مچھر نمرود کے دماغ میں گیا، اللہ نے اسکے ذریعہ سے نمرود کے سارے دماغ کو خاک میں ملا لیا، جو لوگ کل تک سجدہ کرتے تھے پھر وہی لوگ جوتا نکال کر نمرود کے سر پہ مارتے تھے، یہ مچھر چارسو سال اس کے دماغ میں رہا، اس کے حق میں سب سے زیادہ مہربان وہ ہوتا جو پوری قوت سے اس کے سر پر مارتا تھا، اس نے چارسو سال بادشاہت کی، اللہ رب العزت نے اِس ظالم کو سزا بھی چارسو سال تک دی، پھر اسی عذاب میں ذلیل ورسوا ہو کر قیامت تک آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بن گیا۔ (1)

قارون کو اللہ نے زندہ زمین میں دھنسا دیا

یہ فرعون کا وزیر خزانہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے مال ودولت کے اتنے خزانے دیے کہ انہیں اٹھانا ایک طاقتور گروہ کے لئے بھی مشکل تھا، قارون کے پاس اس قدر سونا چاندی اور قیمتی اموال تھے کہ ان کے صندوقوں کو طاقتور لوگوں کا ایک گروہ بڑی مشکل سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتا تھا۔

(1) تفسیر الطبری: سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۸ کے تحت، ج ۵ ص ۴۳۴/تفسیر ابن کثیر: ج ۴ ص ۴۸۶/السراج المنیر: ج ۱ ص ۱۷۲

ایک دفعہ قارون چار ہزار خادموں کی قطار کے ساتھ بنی اسرائیل کے درمیان سے گزرا، جبکہ چار ہزار خادم گراں قیمت گھوڑوں پر سرخ پوشاکیں پہنے ہوئے سوار تھے، اس کے ساتھ خوش گل کنیزیں بھی تھیں جو سفید خچروں پر سوار تھیں جن پر سنہری زین کسے ہوئے تھے، ان کی پوشاکیں سرخ اور سب سونے کے زیورات پہنے ہوئی تھیں، بعض لوگوں نے اس کے خادموں کی تعداد ستر ہزار لکھی ہے، جولوگ دنیاوی زندگی کے طلب گار تھے، انہوں نے کہا کہ کاش ہمارے پاس بھی اتنی دولت ہوتی جتنی قارون کے پاس ہے۔ قارون معاملات میں کم تولتا، دھوکا اور بے انصافی کرتا تھا، سود کھاتا اور جتنا ہوسکتا تھا لوگوں پر ظلم کیا کرتا، اسی قسم کے کاموں سے بہت زیادہ دولت اکٹھی کرلی تھی، قارون خدا پرست نہ تھا بلکہ دولت پرست تھا، اپنی دولت عیش وعشرت میں خرچ کرتا تھا، اس نے بہت عمدہ محل بنایا تھا اور ان کے درودیوار کو سونے اور مختلف قسم کے جواہرات سے مزین کیا حتی کہ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو سونے اور جواہرات سے مزین کیا، قارون کے پاس سینکڑوں غلام اور کنیزیں تھیں اور ان کے ساتھ برا سلوک کرتا اور انہیں مجبور کرتا کہ اس کے سامنے زمین پر گر پڑیں اور اس کے پاؤں کو بوسہ دیں، مؤمن اسے نصیحت کرتے اور کہتے کہ اے قارون! یہ تمام باغ اور ثروت کس لئے؟ یہ سب دولت اور مال کس لئے ذخیرہ کررکھا ہے؟ کیوں لوگوں پر اتنے ظلم ڈھاتے ہو؟ قارون تکبر میں جواب دیتا کہ کسی کو ان باتوں کا حق نہیں پہنچتا، میں اپنی دولت خرچ کرتا ہوں۔

ایک دن قارون نے بہت عمدہ لباس پہنا اور بہت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے محل سے باہر نکلا، بہت زیادہ نوکر چاکر بھی اس کے ساتھ باہر آئے، لوگ قارون کے عظمت وشکوہ کو دیکھنے کے لئے راستے میں کھڑے تھے اور اس قدر سونے اور جواہرات کے

دیکھنے پر حسرت کررہے تھے، بعض نادان اس کے سامنے جھکتے اور زمین پر گر پڑتے اور کہتے کتنا خوش نصیب ہے قارون ! کتنی ثروت کا مالک اور کتنی سعادت رکھتا ہے۔

قرآنِ کریم نے اس منظر کو بیان کیا:

﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ.وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ﴾(القصص: ۷۹، ۸۰)

ترجمہ: پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے سامنے آن بان کے ساتھ نکلا، جو لوگ دنیوی زندگی کے طلب گار تھے، وہ کہنے لگے: اے کاش! ہمارے پاس بھی وہ چیزیں ہوتیں جو قارون کو عطا کی گئی ہیں، یقیناً وہ بڑے نصیبوں والا ہے۔ اور جن لوگوں کو (اللہ کی طرف سے) علم عطا ہوا تھا، انہوں نے کہا: تم پر افسوس ہے (کہ تم ایسا کہہ رہے ہو) اللہ کا دیا ہوا ثواب اس شخص کے لیے کہیں زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور وہ انہی کو ملتا ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں۔

پھر ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دولت مندوں سے کہو کہ وہ زکوٰۃ دیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا حکم دولت مندوں کو سنایا اور قارون کو بھی اطلاع دی کہ دوسروں کی طرح اپنے مال کی زکوٰۃ دے، قارون بہت ناراض ہوا اور سخت لہجے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: زکوٰۃ کیا ہے؟ کس دلیل سے اپنی دولت دوسروں کو دوں؟ وہ بھی جائیں اور کام کریں اور محنت کریں تاکہ دولت کمالیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: زکوٰۃ یعنی اتنی بڑی دولت کا ایک حصہ غریبوں اور ناداروں کو دے تاکہ وہ بھی زندگی گذار سکیں لیکن قارون نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی دلیل کی طرف توجہ نہ دی اور کہا: اے موسی (علیہ السلام) یہ کیسی بات ہے کہ تم کہہ رہے ہو؟ زکوۃ کیا ہے؟ ہم نے برا کام کیا کہ تم پر ایمان لے آئے ہیں، کیا ہم نے گناہ کیا ہے کہ نماز پڑھتے ہیں، اور اب آپ کو خراج بھی دیں۔ حضرت موسی علیہ السلام نے قارون کی تندروی کو برداشت کیا اور نرمی سے اسے کہا کہ اے قارون! زکوۃ کوئی میں اپنے لئے تو لے نہیں رہا ہوں بلکہ اجتماعی خدمات اور غریبوں کی مدد کے لئے چاہتا ہوں، یہ اللہ کا حکم ہے، قارون حضرت موسی علیہ السلام اور مؤمنین کی نصیحت اور موعظہ کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اس کے علاوہ مؤمنین کو اذیت بھی پہنچانے لگا۔

قارون کے ذہن میں ایک شیطانی خیال آیا، اس نے کہا کہ میں نے ایک بہت اچھی تدبیر سوچی ہے، میرا خیال ہے کہ مجھے موسی علیہ السلام کے خلاف ایک منافی عصمت سازش کرنی چاہیے۔ اس نے بنی اسرائیل میں سے ایک فاحشہ عورت کو تلاش کر کے موسی علیہ السلام کے پاس بھیج دی، اور عورت سے کہا تو جو کچھ مانگے گی تجھے دیں گے، بشرطیکہ تو یہ گواہی دے کہ موسی علیہ السلام کا تجھ سے زنا کا تعلق تھا۔ دوسری طرف قارون موسی علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ بنی اسرائیل کو جمع کریں اور انہیں احکام الٰہی سنائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیش کش منظور کر لی اور بنی اسرائیل کو جمع کیا، جب لوگ جمع ہو گئے تو قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمیں خدا کے احکام سنائیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی پرستش نہ کرو، صلہ رحمی بجالاؤ، ایسا کرو اور ویسا کرو، زنا کار آدمی کے لئے خدا نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ زنائے محصنہ کرتا ہے تو اسے سنگسار کیا جائے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ الفاظ کہے تو بنی اسرائیل کے دولت مند سازشی لوگوں نے کہا: خواہ وہ مجرم تو خود ہی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے جواب دیا۔ہاں ٹھیک ہے،خواہ میں خود ہی ہوں۔ اس پر ان بے شرموں نے گستاخی کی حد کردی اور کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ تو خود اس فعل کا مرتکب ہوا ہے،اور فلاں بدکار عورت سے تیرا تعلق رہا ہے، پھر انہوں نے اس عورت کو بلایا اور اس سے کہا کہ تو شہادت دے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کی طرف رخ کیا اور کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تو اصل حال بیان کر۔ جب اس بدکارہ عورت نے یہ بات سنی تو کانپ گئی،اس کی حالت بدل گئی اور اس نے کہا جب آپ مجھ سے سچ بات پوچھتے ہیں تو میں حقیقت حال بیان کرتی ہوں، وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ میں آپ پر الزام لگاؤں، اس کے بدلے میں انہوں نے مجھے ایک کثیر رقم دینے کا وعدہ کیا تھا،مگر میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ باعفت ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔حضرت موسی علیہ السلام قارون کی گستاخی اور سخت دلی سے بہت ناراض ہوئے اور آپکا دل ٹوٹا اور خداوند عالم سے درخواست کی کہ اس حریص اور ظالم انسان کو اس کے اعمال کی سزا دے۔اللہ کے حکم سے زمین لرزی اور ایک شدید زلزلہ آیا اور ایک لحظہ میں قارون کا محل ویران اور زمین بوس ہوگیا اور قارون کو محل سمیت زمین نگل گئی اور اس حریص کے ظلم کا خاتمہ کردیا۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ﴾(القصص: ۸۱)

ترجمہ: پھر ہوا یہ کہ ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، پھر اسے کوئی ایسا گروہ میسر نہ آیا جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود اپنا بچاؤ کرسکا۔ (1)

(1) معالم التنزیل: سورۃ القصص آیت نمبر۸۱ کے تحت، ج۵ ص ۵۴۵ تا ۵۴۷/ التفسیر الکبیر: ج۲۵ ص ۱۶، ۱۷/ التفسیر المظھری: ج۷ ص ۱۸۳ تا ۱۸۶

ابوجہل ظالم دو بچوں کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا

ایک ظالم گذرا ہے ابوجہل، یہ (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہتا تھا، اس کو اللہ تعالیٰ نے کیسی ذلت آمیز موت دی، جنگ بدر کا موقعہ تھا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا: میں بدر والے دن صف میں کھڑا تھا، میں نے اپنے دائیں بائیں جانب نظر ڈالی تو دیکھا کہ میرے دونوں طرف دو نوجوان انصاری لڑکے کھڑے ہیں، میں نے تمنا کی کہ کاش! میرے نزدیک کوئی طاقتور اور مضبوط آدمی ہوتے۔ ان میں سے ایک مجھے میرے پہلو میں ہاتھ مار کر کہنے لگا:

يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟

ترجمہ: چچا! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، بھتیجے! تمہیں اس کی کیا غرض ہے؟ اُس نے کہا:

أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَايُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا.

ترجمہ: مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے اتنی دیر تک جدا نہیں ہوگا جب تک ہم میں سے جس کو جلدی موت آنی ہے وہ آ جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس نوجوان لڑکے کے جذبات پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے لڑکے نے بھی اسی طرح پہلو میں ہاتھ مارا اور اُس جیسی بات کہی۔ اتنے میں میری نظر ابوجہل پر پڑی۔ وہ لوگوں میں گھوم رہا تھا، میں نے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ابوجہل ہے جس کے بارے میں تم دونوں سوال کر رہے

تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ دونوں جلدی سے اس کی طرف دوڑے اور دونوں نے اس پر تلوار کا وار کیا یہاں تک کہ اُسے جہنم رسید کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آکر آپ کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''أَيُّكُمَا قتلَهُ؟'' تو دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا؟ اُن دونوں میں ہر ایک کہنے لگا: ''أَنَا قَتَلْتُهُ'' میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: ''هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟'' کیا تم دونوں اپنے تلواریں صاف کر دی ہیں؟ اُنہوں نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں تلواروں پر نظر دوڑائی اور فرمایا: ''كِلَاكُمَا قَتَلَهُ'' تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے اور ابوجہل کا پہنا ہوا سامان وغیرہ معاذ بن عمرو بن الجموح کو عطا کر دیا۔ اور وہ دونوں نوجوان لڑکے معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ ابن عفراء تھے۔ ❶

تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے فرعون کو ایسی دردناک سزا دی اور ذلت آمیز موت دی، دو بچوں کے ذریعے سے اِس کو قتل کروا دیا اور قیامت تک کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا۔

ابولہب کی ذلت آمیز موت اور بھیانک انجام

تاریخ میں ایک ظالم ابولہب بھی گزرا ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر اُٹھا کر مارا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو جمع کیا تا کہ ان کو دین کی دعوت دیں، اس بد بخت نے بجائے ایمان لانے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پتھر پھینک

❶ صحيح البخاری: كتاب فرض الخمس، باب ومن لم يخمس الأسلاب......الخ، رقم الحديث: ۳۱۴۱/صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب إستحقاق القاتل سلب القتيل، رقم الحديث: ۱۷۵۲

دیا تھا اور کہا: ''تبّالک یامُحمّدالِھذا اجمعتنا'' محمد تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اسلئے جمع کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس ظالم و گستاخ کو عبرتناک سزا دی، دنیا میں تو ابولہب کا حال یہ ہوا کہ اس کو زہریلی قسم کی ایک بیماری یا پھوڑا نکلا جو پورے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا، اس کے بیٹوں نے اسے گھر سے باہر پھینک دیا اور اس نے تڑپتے تڑپتے جان دیدی، اس کی لاش تین دن تک یونہی دھوپ میں گلتی سڑتی رہی، اور لوگ اس کے تعفن اور بدبو سے تنگ آ گئے اور اس کے بیٹوں کو لعنت و ملامت کرنے لگے، تو انہوں نے چند حبشی غلاموں سے گڑھا کھدوایا اور بانسوں سے اس کی لاش کو دور سے ہی دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی (یہ تو دنیا کی ذلت و رسوائی ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔)❶

قرآن کریم نے اِس کے بھیانک انجام کو اِن الفاظ میں بیان کیا:

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَاأَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. سَيَصْلَى نَارًاذَاتَ لَهَبٍ. وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِي جِيدِهَاحَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ﴾ (اللھب: ۱ تا ۵)

ترجمہ: ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے۔ اس کی دولت اور اس نے جو کمائی کی تھی وہ اس کے کچھ کام نہیں آئی، وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا، اور اس کی بیوی بھی لکڑیاں ڈھوتی ہوئی، اپنی گردن میں مونجھ کی رسی لیے ہوئے۔

❶ المسند البزار: ج ۹ ص ۳۱۷، رقم الحدیث: ۳۸۶۲/المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱ ص ۳۰۸، رقم الحدیث: ۹۱۲/التفسیر الکبیر: ج ۳۲ ص ۳۵۳/ تفسیر القرطبی: ج ۲۰ ص ۲۴۳

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوتکلیف پہنچانے والے کا انجام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرما رہے تھے کہ جہجاہ نامی شخص نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور اس زور سے ان کے گھٹنے پر ماری کہ گھٹنا پھٹ گیا اور لاٹھی بھی ٹوٹ گئی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جہجاہ کے ہاتھ کو کھا جانے والی (مہلک) بیماری لگادی جس سے ان کا انتقال ہوگیا۔ ❶

ظالم کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے اور اندھا ہوگیا

حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ شام کے علاقے میں تھا کہ میں نے ایک شخص کی آواز سنی، وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا:

يَا وَيْلَاهُ النَّار

''ہائے بربادی! آگ آگ!''

موصوف فرماتے ہیں: میں اس کے پاس گیا تو دیکھا، اس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے، آنکھوں سے نابینا تھا اور منہ کے بل زمین پر پڑا بڑبڑا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا یہ حشر کیسے اور کیوں ہوا؟ اس نے جواب میں درج ذیل عبرتناک واقعہ سنایا: میں ان بدبخت لوگوں میں سے ہوں جو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فتنے میں مبتلا ہو گئے تھے، میں بھی باغیوں کے ساتھ ان کے گھر میں گھس گیا، جب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو ان کی اہلیہ محترمہ نے رونا شروع کیا، تو میں نے ان کے منہ پر تھپڑ دے مارا، ان کی اہلیہ نے میرے لیے فوراً

❶ مصنف ابن شيبة: كتاب الفضائل، باب ما ذكر في قتل عثمان، رقم الحديث: ٣٢٠٣٥/ دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: الفصل التاسع والعشرون، ص ٥٨١، رقم الحديث: ٥٢٩

بددعا کی:

قَطَعَ اللّٰہُ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ وَأَعْمٰی عَیْنَیْکَ وَأَدْخَلَکَ النَّارَ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے، تیری بینائی چھین لے اور تجھے آگ میں جھونک دے۔

یہ بددعا سننے کی دیر تھی کہ مجھ پر ہراس طاری ہوگیا، میرا وجود لرزنے لگا اور میں وہاں سے بھاگ آیا، پھر امیر المؤمنین کی اہلیہ کی بددعا پوری ہوگئی۔ تم میری حالت دیکھ رہے ہو، میرے ہاتھ پاؤں کٹ چکے ہیں، میں اندھا ہو چکا ہوں اور اب آخری بددعا کے مطابق جہنم میں داخل ہونا باقی ہے۔ میں نے اس سے کہا:

بُعْدًا لَّکَ وَسُحْقًا. ❶

ترجمہ: تم اسی قابل ہو کہ رحمت سے دور ہو اور جہنم تمہارا مقدر ٹھہرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی عبرتناک موت

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بازار میں چکر لگا رہا تھا اِس دوران لوگوں کو دیکھا وہ ایک گھڑ سوار کے اردگرد جمع ہیں، اسی اثناء میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازاروں میں گھومتے ہوئے ''احجار الزیت'' کے مقام پر آپہنچے، آپ نے یہاں دیکھا کہ کچھ لوگ ایک سوار شخص کے پاس جمع ہیں جو بہت بُری اور ناگوار آواز کے ساتھ چیخ رہا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کررہا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ یہ آدمی جو اپنی اونٹنی پر سوار ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کررہا

❶ الریاض النضرة فی مناقب العشرة: الباب الثالث: فی مناقب أمیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ج۳ ص ۱۴۱

ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ طیش میں آ گئے، سارے مجمع کو پیچھے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے اور اس سوار سے کہا: اے فلاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کیوں کر رہا ہے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہونے والے شخص نہیں ہیں؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت نہیں ہیں؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عالم نہیں ہیں؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ان سے نہیں بیاہی تھی؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عَلَم بردار نہیں رہے؟ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبلہ رخ ہو کر اس آدمی کے خلاف یوں بددعا کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا يَشْتِمُ وَلِيًّا مِنْ أَوْلِيَائِکَ، فَلَا تُفَرِّقْ هٰذَا الْجَمْعَ حَتّٰى تُرِيَهُمْ قُدْرَتَکَ قَالَ قَيْسٌ: فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا حَتّٰى سَاخَتْ بِهِ دَابَّتُهُ فَرَمَتْهُ عَلٰى هَامَتِهِ فِي تِلْکَ الْأَحْجَارِ، فَانْفَلَقَ دِمَاغُهُ وَمَاتَ۔ ❶

ترجمہ: اے اللہ! اس شخص نے تیرے دوستوں میں سے ایک دوست کی شان میں گستاخی کی ہے، لوگوں کا یہ مجمع اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک کہ تو ان لوگوں کو اپنی قدرت کا مشاہدہ نہ کرا دے، واقعہ کے راوی حضرت قیس کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی لوگ واپس نہیں لوٹے تھے کہ جس اونٹنی پر وہ آدمی سوار تھا اس نے زوردار جھٹکا دیا اور اس کو نیچے پتھروں پر پھینک دیا، جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہیں مر گیا۔

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب سعد بن أبي وقاص، ج۳ ص ۵۷۱، رقم الحدیث: ۶۱۲۱، قال الحاکم والذهبي: على شرط البخاري ومسلم

جھوٹے شخص کی بینائی ختم ہوگئی

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرمارہے تھے، آپ نے ایک حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں، ہم نے یہ بات نہیں سنی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَدْعُو عَلَيْكَ إِنْ قُلْتَ كَاذِبًا، قَالَ: اُدْعُ، فَدَعَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْرَحْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهُ. [1]

ترجمہ: میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں تو جھوٹا آدمی ہے، اس نے (مغرور ہوکر کہا) کرلو بددعا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف بددعا کی تو وہ آدمی اپنی جگہ سے ابھی اٹھنے نہ پایا تھا کہ اس کی بینائی چلی گئی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں کا عبرتناک انجام

دنیا میں ظالموں کی ایک جماعت وہ تھی جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، یہ کوفہ کے جتنے سبائی تھے، اللہ نے ان سب کو بھی دنیا میں سزا دیدی۔ عبدالملک بن مروان کے دور میں مختار بن ابی عبید ثقفی کوفہ کا گورنر بنا اور قاتلین حسین کے ایک ایک آدمی کو چنا، چننے کے بعد ان کو دیواروں کے ساتھ، درختوں کے ساتھ باندھا اور کہا: ان پر تیروں کی بارش کرو، مسلسل تیر مار مار کر انکو مار دیا، پھر اسی پر اسکا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا، تو کھالیں منگوائیں اور کھالوں میں انکے جسم کو لپیٹا، لپیٹنے کے بعد انکو آگ لگادی اور ان کی راکھ سمندر میں بہادی، کوئی ایسا آدمی نہیں بچا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے والوں میں سے ہو اور مختار نے اسکو زندہ چھوڑا ہو، سب کو سزا دی کوئی بچ نہ سکا۔

---

[1] المعجم الأوسط: ج۲ ص ۲۱۹، رقم الحدیث: ۱۷۹۱/ تاریخ الخلفاء: الخلفة الرابع، ص۱۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل بیت کے قاتلوں کے سردار عبید اللہ بن زیاد کا حشر اس زمانہ کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ ابراہیم بن اشتر نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو کاٹ کر ایک مسجد کے صحن میں مولی، گاجر کی طرح ڈھیر لگادیا۔ حضرت عمارہ بن عمیر سے روایت مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو مسجد کے صحن میں کاٹ کر ڈھیر لگادیا گیا، تو اس منظر کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی تو میں بھی گیا، جس وقت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لوگوں میں شور ہوتا رہا اور شور اس بات کا ہو رہا تھا کہ ان سروں میں ایک سانپ گشت کر رہا تھا اور گشت کرتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کی ناک میں گھس جاتا تھا، تھوڑی دیر اس کی ناک میں ٹھہرنے کے بعد پھر نکل کر غائب ہو جاتا تھا، پھر تھوڑی دیر بعد آکر اسی کی ناک میں گھستا تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر مسلسل دو تین مرتبہ دیکھا ہے۔ ❶

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حسین کے قاتلین میں سے ایک شخص نے آپ کو تیر مارا۔ آپ نے پانی طلب کیا تو یہ شخص آپ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا، تو آپ نے کہا: اے اللہ! اس کو پیاسا رکھ۔

بتایا جاتا ہے کہ جب اس آدمی کی موت کا وقت قریب ہوا تو وہ پیٹ میں شدید گرمی اور پشت میں شدید ٹھنڈک کی وجہ سے چیخ و پکار کر رہا تھا۔ اس کے سامنے پنکھا اور برف رکھی گئی اور پشت کی طرف بھٹی گرم کی گئی اور وہ کہہ رہا تھا: مجھے پانی پلاؤ میں پیاس کی

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین بن علی بن أبی طالب، باب، رقم الحدیث: ۳۷۸۰

شدت سے ہلاک ہو گیا۔اس کے لیے بڑے برتن میں میٹھا مشروب لایا گیا، جو پانچ بندوں کے لیے بھی کافی تھا، وہ سارا پی کر بھی کہنے لگا : مجھے پانی پلاؤ میں پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا، پھر اس کا پیٹ پھول کر پھٹ گیا۔

تو ظالموں میں کوئی نہ بچا، سب عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا گستاخ جذام، برص اور جنون میں مبتلا ہو گیا

امام اعمش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جو قبیلہ بنو اسد سے تھا اس نے حضرت حسین بن سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر قصداً پاخانہ کیا تھا، تو وہ فقر و فاقہ، جذام، برص اور جنون میں مبتلا ہو گیا۔ (دماغی توازن کھو بیٹھا اور لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو کر عبرت کا نشان بن گیا۔) وہ پاگل ہو گیا اور ہر وقت وہ کتوں کی طرح بھونکتا رہتا تھا، پھر وہ لعنتی مر گیا، تو اس کی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی آواز آتی رہتی تھی۔ ❶

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنے والے شخص سے ہر وقت بدبو آنا

حضرت عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھنے والا ایک شخص کثرت سے عطر استعمال کیا کرتا تھا، لیکن اِس کے جسم سے سیاہ تیل کی بدبو ہر وقت آتی رہتی تھی۔

ایک آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم بکثرت عطر استعمال کرتے ہو پھر بھی تمہارے جسم سے ہر وقت بدبو آتی رہتی ہے، اس نے پوچھا کہ تم نے یہ بو محسوس کی ہے؟ حاضرین نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہیں بیان کرتا ہوں، میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ساتھیوں کا سامان لوٹا تھا، میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ میدان محشر میں جمع کئے گئے ہیں اور پیاس

❶ سير أعلام النبلاء: الطبقة الأولى، ترجمة: الحسين الشهيد، ج۴ ص ۳۷۰

کی حالت میں رو کے ہوئے ہیں، ایک شخص حوض پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں، میں نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی پانی پلائیں، آپ نے حکم دیا کہ اسے پانی پلاؤ، ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ اِن لوگوں میں سے ہے جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین کا مال لوٹنے والے کو لے جا کر کالا تیل پلاؤ۔ اس شخص نے بتایا کہ میں نے صبح کی تو کالے تیل کی بو مجھ پر غالب تھی، میں قیمتی سے قیمتی اور مہنگے عطر استعمال کرتا ہوں، لیکن کالے تیل کی بو مجھ پر غالب رہتی ہے۔ ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر الزام لگانے والے کا عبرتناک انجام

اہل کوفہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے) اِن کی شکایت کی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ کوفہ کا حاکم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا۔ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت یہاں تک کی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھاتے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور پوچھا: اے ابواسحاق! (یہ حضرت سعد کی کنیت تھی) یہ کوفہ والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ اچھی طرح سے نماز نہیں پڑھا سکتے؟ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھایا کرتا تھا،

---

❶ مصباح الظلام في المستغيثين بخير الأنام في اليقظة والمنام: ص ۷۲، ۷۳

ان میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتا تھا۔عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابواسحاق! آپ کے بارے میں میرا یہی گمان ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی کوفہ روانہ کیا۔اس آدمی نے ساری مسجدوں میں گھوم پھر کر اہل کوفہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا اور سبھی نے ان کے متعلق تعریفی کلمات کہے۔لیکن بنوعبس کی مسجد میں اسامہ بن قتادہ جس کی کنیت ابوسعدہ تھی، اِس شخص نے (پوچھنے والے فرستادے سے) کہا: جب آپ ہمیں قسم دیتے ہیں تو ہماری شکایت ہے کہ سعد جنگ میں نہیں جاتے تھے، مال غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے تھے:

فَإِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے تین جھوٹی شکایتیں کی ہیں، میں بھی تجھے تین بددعائیں دیتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ. ❶

ترجمہ: الٰہی! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور اس نے ریاکاری وشہرت کے لیے اٹھ کر میری شکایت کی ہے تو اس کی عمر لمبی کر، تادیر اس کو فقر میں مبتلا کر اور اِسے فتنوں میں مبتلا کر دے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب الأذان، بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ......الخ، رقم الحديث: ۷۵۵

(اس آدمی کوسعد کی بددعا لگ گئی) چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا: بوڑھا آدمی ہوں، آزمائش میں ڈالا گیا ہوں، سعد کی بددعا مجھے لگ گئی ہے۔

عبدالملک (ایک راوی) کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے اس آدمی کو دیکھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کی پلکیں گر چکی تھیں اور وہ راستوں میں لڑکیوں کو چھیڑتا تھا۔

جس ظالم کے ڈر سے پیشاب نکل گیا بعد میں اسی کے قبر پر پیشاب کیا

محمد بن فضل جرجرائی کہتے ہیں کہ میں کسکر میں عجیف کی زمین کو سنبھالا کرتا تھا۔ میرے بارے میں یہ بات پہنچائی گئی کہ میں نے خیانت کی ہے اور باغ کو اجاڑ دیا ہے، چنانچہ عجیف نے میرے پاس ایک شخص بھیجا کہ وہ مجھے قید کردے، تو اس نے مجھے گرفتار کرلیا اور سرمن رائی کے مقام پر مجھے اسی حالت میں ان کے پاس حاضر کیا گیا، اس نے مجھے دیکھ کر گالیاں دیں اور کہا: تو نے ساری زمین برباد کردی اور اس میں خیانت اور لوٹ مار کی، اللہ کی قسم! میں تجھے قتل کردوں گا اور پھر کہا: کوڑا لایا گیا اور میری قمیص اتاری گئی، جب میں نے یہ دیکھا تو میں حواس باختہ ہوگیا اور میں نے اپنی شلوار میں پیشاب کردیا۔

اس کے مشیر نے مجھے پیشاب کرتے ہوئے دیکھ لیا تو عجیف سے کہا: اللہ حاکم کو عزت دے، تمہارا دل تو اسی میں پھنسا ہوا ہے، اس کو مارنا اور قتل کرنا تو ہمارے ہاتھ میں ہے، یہ چھوٹ تو سکتا نہیں، چنانچہ آپ اس کو قید کرنے کا حکم دے دیں اور میں اس کے بعد غور وخوض کروں گا تو اگر خبر درست نکلی تو اس کو سزا دینا آپ کے اختیار سے باہر نہیں، اور اگر جھوٹی نکلی تو آپ گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے۔

محمد بن فضل کہتے ہیں کہ پھر دوبارہ مجھے جیل بھیج دیا گیا تو میں کئی دنوں اسی میں پڑا رہا، چنانچہ امیر المؤمنین معتصم نے عموریہ پر چڑھائی کی تو عجیف کے ساتھ جو ہونا تھا وہ

ہوگیا یعنی اسے قتل کردیا اور جب اس کے مشیر کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے مجھے آزاد کردیا اور میں قید سے چھوٹ گیا اور مجھے چاندی کا ایک سکہ دیا تو میں سرمن رائی کے خزانچی (صاحب الدیوان) کے پاس گیا، وہ میرا دوست تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو اسے میری رہائی پر بڑی خوشی ہوئی اور میری خستہ حالی پر افسوس ہوا اور اس نے میرے سامنے کچھ مال پیش کیا، میں نے اس سے کہا: تم مجھے کسی کام میں لگوا دو کہ جس کی اجرت سے میں اپنی ضروریات پوری کرلوں، چنانچہ اس نے مجھے ربیعہ کے گھروں کے قریب کوئی کام سپرد کردیا اور جب تاجروں کو مجھ پر اعتماد ہوگیا تو میں نے ان سے قرض لے لیا تاکہ کچھ کام کرسکوں اور میں نکل پڑا، میں جس زمین میں کام کرتا تھا وہاں پر ایک اور زمین تھی جو ''بکرات'' کے نام سے مشہور تھی، کام ختم کرنے کے بعد رات گزارنے کے لیے میں وہاں گیا اور وہاں رات گزاری، سو جب صبح ہوئی تو مجھے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی، میں بیت الخلا میں گیا لیکن وہ بہت گندہ تھا تو میں گھر سے نکل کر صحرا میں کسی ٹیلے کی طرف نکل پڑا، چنانچہ میں ٹیلے پر پہنچا اور جب وہاں بیٹھ کر قضائے حاجت کی تو مالک مکان میرے پاس آیا اور کہنے لگا: کچھ پتا بھی ہے کہ کہاں پیشاب کیا؟

میں نے کہا: مٹی کے ٹیلے پر، تو وہ ہنستا اور کہا: یہ ایک آدمی کی قبر ہے جو عجیف کے نام سے مشہور ہے، وہ بادشاہ کا ایک مقرر کردہ کمانڈر تھا جس سے بادشاہ ناراض ہوگیا اور اسے اپنے ساتھ قید کرکے لایا، سو جب وہ اس جگہ پہنچا تو اسے قتل کردیا اور دیوار کے پاس پھینک کر چلا گیا تو ہم نے اس کے اوپر دیوار گرادی تاکہ اسے کتوں سے چھپالیں، اللہ کی قسم! وہ اس ٹیلے کے نیچے ہے۔

چنانچہ یہ سن کر مجھے اس کے ڈر سے اپنی شلوار میں پیشاب کرنے کے بعد اور پھر اس کی

قبر پر پیشاب کرنے سے بڑا تعجب ہوا۔❶

مظلوم کی بددعا کے سبب ایک عضو کو چار مرتبہ کاٹا گیا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: ایک شخص کو دیکھا گیا جس کا دایاں ہاتھ کندھے سے کٹا ہوا تھا اور وہ لوگوں کو پکار رہا تھا، لوگو ظلم نہ کرنا مجھے دیکھو میں تمہارے لیے عبرت ہوں، ایک شخص اس کے قریب گیا اس سے پوچھا کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک دن ایک شکاری کے پاس مچھلی دیکھی، تو میں نے اس سے کہا مجھے دے دو، اس نے کہا نہیں، میں تو بیچوں گا غریب آدمی ہوں تجھے کیوں دے دوں۔ میں نے اس کو مار کر زبردستی مچھلی اس سے چھین لی۔ میں لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں ہی مجھے اس کا کانٹا انگوٹھے میں لگ گیا، گھر آ کر میں نے مچھلی پھینک دی اس کا مجھے اتنا درد اٹھا کہ رات بھر میں سو نہیں سکا، شدت درد کی وجہ سے ہاتھ سوج گیا، صبح کو میں حکیم صاحب کے پاس گیا اس نے کہا اس انگوٹھے کو کاٹنا پڑے گا، چنانچہ انگوٹھا کاٹ دیا گیا لیکن پھر بھی درد میں کوئی کمی نہیں آئی اور راتوں کی نیند اڑ گئی، درد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا، پھر طبیب سے مشورہ کیا تو اس نے کلائی تک ہاتھ کاٹ دیا کیوں کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ پھر بھی درد میں کمی نہیں آئی تو تیسری مرتبہ کہنی سے ہاتھ کاٹ دیا گیا تو درد کندھے تک پھیل چکا تھا۔ پھر اس حکیم نے کہا اگر یہ ہاتھ سالم نہ کاٹا گیا تو زہر سارے جسم میں پھیل جائے گا، چنانچہ ہاتھ کندھے تک کاٹ دیا گیا یعنی پہلے انگوٹھا کاٹا پھر کلائی تک ہاتھ پھر کہنیوں تک اور آخر کندھے سے بازو الگ کر دیا گیا لیکن درد میں اب تک کوئی افاقہ نہیں ہوا، پھر کچھ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ درد کیوں ہے؟ تو

❶ الفرج بعد الشدة للتنوخي: الباب الخامس، بال في ثيابه خوفا منه ثم بال على قبره، ج ۲ ص ۲۲۶ تا ۲۲۸

میں نے مچھلی والا واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے کہا جب پہلی مرتبہ تجھے درد ہوا تھا تو اس وقت تو نے اس سے جا کر معافی کیوں نہ مانگ لی، اب بھی وقت ہے جا کر معافی مانگ لے، ورنہ پورا جسم گل کر ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے پورے شہر میں اس مچھلی والے کو تلاش کیا، جا کر اسکے قدموں میں گر گیا رو کر کہا خدا کے لیے مجھے معاف کر دے۔ اس نے کہا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں نے تجھ سے مچھلی چھینی تھی آج تیری بددعا کا اثر ہے میرا یہ حال ہو گیا، میں نے ہاتھ دکھایا تو اس نے کہا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ تب کہیں جا کر ٹھیک ہوا، اس نے کہا تو نے کیا بددعا کی تھی میرے حق میں، مچھلی والے نے کہا میں نے صرف اتنا کہا تھا یا اللہ! میں کمزور ہوں یہ طاقتور ہے، تو اپنی قدرت دکھلا، تو عرش والے نے اپنی قدرت دکھلا دی، یہ برا انجام ہے ظلم کرنے کا۔ ❶

ایک مظلومہ کی بددعا سے بادشاہ کا محل زمین میں دھنس گیا

ایک عورت کا مکان محل شاہی کے پڑوس میں تھا، جس سے شاہی محل بدنما نظر آتا تھا، اس سے بارہا بادشاہ نے خریدنا چاہا، اس نے انکار کیا اور نہ بیچا، ایک بار عورت سفر میں گئی، اس وقت بادشاہ نے اس مکان کے ڈھا دینے کا حکم، چنانچہ وہ مکان منہدم کر دیا گیا، جب وہ عورت سفر سے لوٹ آئی تو اپنا مکان نہ پایا، لوگوں سے دریافت کیا کہ میرا مکان کس نے منہدم کروایا، لوگوں نے کہا بادشاہ نے، اس وقت اس عورت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور عرض کیا: الٰہی! میں سفر میں تھی اور تو حاضر تھا، تو ہی ضعیفوں کا معاون اور مظلوموں کا مددگار ہے، یہ کہہ کر بیٹھ گئی، جب بادشاہ کی سواری نکلی تو بادشاہ نے اس عورت کو دیکھ کر کہا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ کس کا انتظار ہے؟ کہنے لگی تیرے محل کے ویران ہونے کا انتظار ہے، اس پر مذاق اڑایا گیا، جب رات ہوئی تو وہ محل زمین میں

❶ الکبائر: الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص ۱۱۳، ۱۱۴

مع بادشاہ اور اس کے متعلقین کے دھنس گیا اور ایک دیوار پر یہ ابیات لکھے ہوئے پائے گئے:

اَتَھزَأُ بِالدُّعَاءِ وَتَزْدَرِیْهِ　　وَمَایُدْرِیْکَ مَاصَنَعَ الدُّعَاءُ

سِهَامُ اللَّیْلِ لَا تُخْطِیْ وَلٰکِنْ　　لَهَا أَمَدٌ وَلِلْأَمَدِ انْقِضَاءُ

وَقَدْشَاءَ الْإِلٰهُ بِمَاتَرَاهُ　　فَمَالِلْمُلْکِ عِنْدَکُمْ بَقَاءُ❶

ترجمہ: کیا دعا پر مذاق اڑاتا ہے اور اس کو حقیر سمجھتا ہے، کیا نہیں معلوم اسے کہ دعا نے کیا کیا؟ رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے، لیکن اس کے لیے ایک مدت ہوتی ہے اور مدت کا اختتام بھی ہے، اللہ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا اور یہ ملک و بادشاہت تمہارے پاس نہیں رہ جائے گی۔

مظلوم کے ساتھ اللہ کی غیبی نصرت اور ظالم کا عبرتناک انجام

علی بن حرب رحمہ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں اور کچھ نوجوان موصل کے دریا کے کنارہ ایک کشتی پر سوار ہوئے، جب بیچ میں پہنچے تو ایک مچھلی دریا سے اچھل کر کشتی میں آپڑی، انہوں نے دیکھ کر کشتی کو کنارے لگایا اور اس کے بھوننے کے لیے لکڑیاں جمع کرنے لگے، اس اثناء میں ہمارا گذر ایک ویرانہ پر ہوا، ہم وہاں کے کھنڈر اور ٹوٹے مکانات دیکھنے لگے، کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شخص لیٹا ہے، جس کے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے ہیں، اور دوسرا ایک شخص ذبح کیا ہوا اس کے پہلو میں پڑا ہے اور ایک خچر پر بہت سا ساز وسامان لدا ہوا کھڑا ہے، ہم نے اس جوان سے دریافت کیا کہ تیرا کیا قصہ ہے، اور اسے کس نے ذبح کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں نے اس شخص کا خچر کرایہ پر لیا تھا، یہ مجھے راستے سے اس جانب کو پھیر لایا اور مجھے بیہوشی کی دواء

❶روض الریاحین :الحکایۃالرابعۃ والتسعون بعدالمئتین ،ص ۲۵۳

کھلا کر میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کس دیئے، پھر مجھ سے کہا کہ میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا، میں نے اسے خدا کا واسطہ دیا اور کہا کہ مجھ پر ظلم نہ کر اور میرے قتل کا گناہ اپنے سر نہ لے، اور میں کسی سے فریاد بھی نہیں کروں گا۔ میں قسم دیتا ہی رہا مگر اس نے ایک نہ سنی اور کمرے سے چھرا کھینچا، مجھے قتل کرنے کے لئے میرے اوپر آیا تو میں نے اپنا دفاع کرنے کے لئے پوری قوت کے ساتھ کمر کو جھٹکا دے کر اٹھا تو وہ حواس باختہ ہو کر نیچے گر گیا، تو میں نے وہی چھرا اپنے ہاتھ پاؤں اور پیٹ کی قوت سے اس کے پیٹ پر رکھ کر اوپر سے خوب زور دیا تو وہ چھرا آر پار ہو گیا، اس کی آنتیں کٹ گئیں اور وہ مر گیا جیسا کہ تم اس کی لاش دیکھ رہے ہو، اور میں اسی حالت پر ہوں، تو ہم نے اس کی مشکیں کھول دیں اور خچر اور اسباب کو اس کے حوالہ کیا، وہ شخص ہمارا احسان مند ہو کر چلا گیا اور ہم اپنی کشتی کی طرف لوٹے، جب کشتی پر سوار ہوئے تو مچھلی کو نہ پایا، وہ مچھلی کود کر دوبارہ دریا میں چلی گئی، ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مظلوم شخص کی مدد کے لئے کیسے اسباب بنائے اور ہم اِس کی مدد کو پہنچے، اور ظالم اپنے بھیانک انجام کو پہنچ گیا۔ ❶

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ پر ظلم کرنے والے کے ہاتھ ٹوٹ گئے

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کو ایک دفعہ بخار ہو گیا، جب کچھ افاقہ ہوا تو ضروری کام سے باہر نکلے۔ باہر پولیس کے کچھ اہلکاروں سے سامنا ہوا کہتے ہیں کہ انہوں نے (بلاوجہ) مجھے پکڑ کر زمین پہ لٹایا اور ایک شخص نے میری پیٹھ پر کوڑے مارنا شروع کر

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: العباس بن علی بن الفضل، ج۲۶ ص ۳۸۵/ مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج ۱۱ ص ۳۵۵/ روض الریاحین: الحکایة السادسة والتسعون بعد المئتین، ص: ۲۵۴، ۲۵۵

دیئے، جن کی تکلیف بخار سے کہیں زیادہ تھی۔تو میں نے اسے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ توڑ دے، کہتے ہیں کہ اگلے دن کچھ ہمت کر کے ضروری کام سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ اسی شخص کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں اور وہ انہیں گردن میں لٹکائے تکلیف کی شدت سے کرا رہا تھا۔❶

ظلم کے سبب اذیت ناک عذاب قبر میں مبتلا ہونا

مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ یزید کی بیعت کی طرف دعوت دینے کے لئے آیا اور لوگوں سے کہا کہ تمام لوگ صحیح اور غلط ہر حکم میں یزید کے غلام ہیں۔اس کی اس بات کو سن کر ایک قریشی خادمہ کے بیٹے نے کہا: یزید کی نہیں بلکہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ کی ہوگی، مسلم بن عقبہ نے اسے قتل کروادیا۔اس شہید کی ماں نے قسم کھائی کہ مسلم بن عقبہ پر اگر قدرت حاصل ہوگئی خواہ اس کی زندگی میں یا موت کے بعد، بہر حال میں اس کو آگ میں جلاؤں گی۔مسلم جب مدینہ سے باہر نکلا تو شدید بیمار ہوگیا یہاں تک کہ راستے میں مر گیا اور دفن کردیا گیا۔مسلم کے مرنے کی خبر جب اس شہید کی ماں کو پہنچی تو کئی آدمیوں کے ہمراہ قبر کے پاس گئی اور مسلم کی قبر کھودی گئی تاکہ وہ عورت اپنی قسم پوری کرنے کے لئے لاش قبر سے نکال کر جلائے۔قبر کھود کر لوگوں نے دیکھا تو یہ وحشت ناک منظر نظر آیا کہ ایک بڑا سانپ اس ظالم کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور اس کی ناک کی نوک کو کاٹ رہا تھا، یہ منظر دیکھ کر لوگ وہاں سے چلے گئے۔❷

غریب مزارع کو جلانے والا ظالم کو اللہ نے آگ میں جلا دیا

موصوف محترم نے بتایا کہ ان کے علاقے میں جاگیرداروں کا ایک خاندان ہے۔

❶ تذکرۃ الاولیا: حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کے حالات ومناقب، ص ۳۵

❷ تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: مسلم بن عقبۃ بن ریاح، ج۵۸ ص ۱۱۴ /شرح الصدور: الرقم: ۵۴، ص ۱۷۵

خاندان کا سربراہ فوج میں بریگیڈئیر تھا، لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد وہ سارا وقت زمینوں کی نگرانی اور نگہداشت میں صرف کرتا تھا، اس کے دو محبوب مشاغل تھے: فارغ وقت میں مرسڈیز کار پر سیر کرنا اور ہر وقت دو ڈھائی لاکھ کی رقم پاس رکھتا اور نوٹوں کو گنتا رہتا۔

ایک روز دوپہر کو وہ ڈیرے پر گیا، سارے نوکر، مزارع خدمت میں حاضر ہوگئے، پتہ نہیں کیا بات ہوئی، اسے ایک مزارع پر غصہ آگیا، اس نے ڈنڈا پکڑا اور اس کی پٹائی شروع کردی، اس بے چارے نے جان بچانے کی خاطر بھاگ کر ایک جھونپڑے میں پناہ لے لی اور اندر سے کنڈی لگالی، جاگیردار ظالم نے باہر سے کنڈی لگائی اور جھونپڑے کو آگ لگادی۔ جھونپڑا لکڑیوں سے اور گھاس پھوس سے ہی تو بنا ہوا تھا، فوراً ہی آگ بھڑک اٹھی اور سارا جھونپڑا الاؤ کی صورت اختیار کرگیا، کسی مائی کے لال میں جرأت نہیں تھی کہ آگے بڑھ کر مداخلت کرتا، چنانچہ وہ غریب جھونپڑے کے اندر جل کر بھسم ہوگیا، کس کی مجال تھی کہ وہ ایک جاگیردار اور ریٹائرڈ بریگیڈئیر کے منہ آتا، اس کے خلاف کہیں فریاد کرتا یا قانون کا دروازہ کھٹکھٹاتا، کچھ دن اس واقعے کا قرب وجوار میں سرگوشیوں کے انداز میں چرچا ہوا اور پھر گہری خاموشی چھاگئی۔

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ چند ہی ہفتوں کے بعد متذکرہ جاگیردار کے گھٹنوں میں تکلیف شروع ہوگئی، پہلے سوجن اور درد اور پھر مکمل فالج، نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس شخص کے لئے ایک انچ بھی حرکت کرنا ممکن نہ رہا، ملازم ہی اسے اٹھا کر بستر پر لٹاتے اور ملازم ہی ٹوائلٹ میں لے جاتے، شب وروز اسی طرح گزرتے رہے، زندگی اس جاگیردار بریگیڈئیر کے لئے وبال بن گئی۔

مئی کا مہینہ تھا، گندم پک گئی تھی اور زمینوں پر تھریشر لگے ہوئے تھے، اس نے گھر میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ بہت دن سے میں باہر نہیں گیا، تھریشر بھی کام کررہے ہیں،

کیا ہی اچھا ہو کہ مجھے باہر لے جایا جائے، ہوا خوری بھی ہو جائے گی، گندم نکلتے ہوئے بھی دیکھ لوں گا اور طبیعت بھی بہل جائے گی۔

چنانچہ ملازموں نے اسے اٹھا کر اس کی پسندیدہ مرسڈیز کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا، اس نے دو، ڈھائی لاکھ کے نوٹ جیب میں ڈالے اور ڈرائیور اسے لے کر چل پڑا۔

جاگیر کا رقبہ چونکہ بہت وسیع تھا اس لئے گاڑی کو تھریشروں کی طرف جاتے ہوئے خاصا فاصلہ طے کرنا پڑا، لیکن ایک مقام پر جا کر گاڑی رک گئی، آگے گنے کے کھیت تھے، تھریشر دوسری جانب برسرِ کار تھے اور گاڑی کا مزید آگے جانا ممکن نہ تھا، جہاں گاڑی جا کے رکی وہاں سے گنے کاٹے جا چکے تھے اور ہر طرف گنوں کے خشک پتے کثرت سے بکھرے ہوئے تھے۔

دیہاتی ماحول سے آشنا لوگ جانتے ہیں کہ گنوں کے خشک پتے جنہیں عرفِ عام میں ''چھوئی'' کہا جاتا ہے، کس قدر آتشیں مزاج کے حامل ہوتے ہیں اور گڑ تیار کرنے والے کسان انہیں چولہوں میں جلاتے اور انہیں کی آگ سے گڑ تیار کرتے ہیں، جیسا کہ عرض کر چکا ہوں، گنے کے کھیت کا کچھ حصہ کٹا ہوا تھا اور ہر طرف چھوئی بکھری ہوئی تھی، وہیں گاڑی جا کر کھڑی ہوگئی۔ ڈرائیور نے جاگیردار کو بتایا کہ سر تھریشر کماد کی دوسری جانب کام کر رہے ہیں اور ادھر گاڑی لے جانے کی کوئی صورت نہیں ہے، اب کیا حکم ہے؟ کیا کیا جائے؟

جاگیردار نے کہا: کوئی بات نہیں، تم گاڑی کو یہی چھوڑو، اے سی چل رہا ہے، مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا، تم جاؤ اور جا کر دیکھو کہ تھریشروں پر کام کی کیا رفتار ہے، کتنی گندم سے غلہ نکل آیا ہے اور کتنی باقی ہے، میں تمہارا یہیں انتظار کرتا ہوں۔

چنانچہ ڈرائیور چلا گیا اور فوراً ہی کماد کے دوسری طرف جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا،

اب قرائن یہ ہیں کہ جاگیردار نے ماچس جلا کر سگریٹ سلگایا اور جلتی ہوئی ماچس باہر پھینک دی، مئی کا مہینہ تھا، غضب کی دھوپ تھی، گاڑی کے نیچے اور چاروں جانب ''چھوئی'' بکھری ہوئی تھی اور یہ چھوئی تو آگ پکڑنے کا بہانہ مانگتی ہے، چنانچہ فوراً ''چھوئی'' نے آگ کا پرجوش استقبال کیا، گاڑی کے چاروں طرف الاؤ بھڑک اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جاگیردار دوڈھائی لاکھ کی رقم اور بے حد قیمتی مرسڈیز کار سمیت جل کر کوئلہ ہوگیا اور کوئی بھی اسے اللہ جبار و قہار کے غضب سے بچا نہ سکا۔

محترم وکیل صاحب نے بتایا کہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ وہی جگہ تھی جہاں وہ جھونپڑا تھا جس میں ایک بے یار و مددگار غریب مزارع کو جلا کر بھسم کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ ❶

ایک عرب مجاہد کو ناحق شہید کرنے والے ظالم کا انجام

ایک افغانی امریکی ڈالروں کی لالچ میں ایک عرب مجاہد کو شہید کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو عجیب و غریب اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں، چنانچہ اذیت میں مبتلا افغانی کا کہنا ہے کہ میں نے امریکی ڈالروں کی لالچ میں آکر ایک عرب مجاہد کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا، اس کے بعد سے مجھے کبھی آج تک چین نہیں آیا، جب بھی سونا چاہتا ہوں تو شہید عرب مجاہد میری گردن دبوچ لیتا ہے جس کی وجہ سے میں خوف کے مارے اٹھ جاتا ہوں، ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ جسمانی لحاظ سے مجھے کوئی نقص نہیں تاہم اس مرض کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ ❷

ایک دہشت گرد ظالم کو اللہ نے عبرتناک سزا دی

کھاریاں کے میاں عابد محمود صاحب نے اپنے علاقے کے حوالے سے ایک عبرت

❶ مکافات عمل: ص ۱۰۳ تا ۱۰۶

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۵۰۲، بحوالہ ضرب مؤمن ۸ مارچ ۲۰۰۲ء

ناک واقعہ سنایا۔ انہوں نے بتایا: ۹۳۔۱۹۹۲ء کی بات ہے، چک رجاوی کے نوجوان زمیندار اکرم خان نے پورے علاقے میں دہشت پھیلا رکھی تھی، وہ ایک سکہ بند بدمعاش تھا، کسی کی عزت نہ اس کے ہاتھوں محفوظ تھی نہ مال اس کے ہاتھ سے بچا ہوا تھا، جس گھر میں چاہتا، دندناتا ہوا داخل ہو جاتا اور کوئی اس کے سامنے مزاحمت کی جرأت نہ کرتا، پورے علاقے میں اس کی دہشت تھی اور ہر شخص اس سے خوفزدہ تھا۔

اور پھر ایک روز اللہ کی لاٹھی حرکت میں آ گئی، اکرم خان کھاریاں کچہری آیا ہوا تھا اور جنرل بس سٹینڈ کے قریب سلطان باہو سویٹ ہاؤس سے مٹھائی لے رہا تھا، جب کسی نے پیچھے سے اسے گولی ماردی جو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں پیوست ہو گئی، وہ گر پڑا اور پھر پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکا، اس کا نیچے کا دھڑ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا، چنانچہ کم از کم سولہ برس بیت چکے ہیں، وہ کسی بھی علاج سے ٹھیک نہیں ہوا، نہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے، نہ چل سکتا ہے، گھر میں ہو تو ہمہ وقت لیٹا رہتا ہے یا پھر کوئی ملازم اسے وہیل چیئر پر بٹھا کر بمشکل سیر کرا دیتا ہے، نقل و حرکت ختم ہونے سے وہ اور بھی کئی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا ہے، موٹاپا، جوڑوں کا درد اور بے خوابی، زندگی اس کے لئے عذاب بن گئی ہے، اور یہ نتیجہ ہے کہ اس کے غرور کا، ظلم کا، بدعملیوں کا اور بے شمار لوگوں کی بددعاؤں کا۔ ❶

ظالم پولیس افسر پر اللہ کے عذاب کا عبرت آموز واقعہ

ہمیں یہ واقعہ کراچی کے جناب رشید الدین احمد صاحب نے لکھ کر بھیجا ہے وہ لکھتے ہیں: حیدر آباد (دکن) پولیس کے ایک افسر بڑے ماہر تفتیشی شمار ہوتے تھے، وہ ملزموں سے اقرار جرم کرانے کے لئے بہت مشہور تھے اور اتنی اذیت دیتے تھے کہ ایک گول ڈنڈے پر سرخ مرچ کو لیپ کر اسے ملزم کے خفیہ مقام میں داخل کر دیتے جس کے

❶ مکافات عمل: ص ۴۸۰، ۴۸۱

بعد وہ کردہ ناکردہ جرائم کا اقرار کر لیتا تھا۔

وقت گزرتا گیا، یہاں تک کہ وہ اپنی مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائر ہو گئے، عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ صحت بھی ڈھلتی گئی یہاں تک کہ بیماریوں نے انہیں آگھیرا، مختلف شکایات کے علاوہ ایک تکلیف انہیں بہت تنگ کرنے لگی وہ یہ ان کے مقعد میں ورم وسوزش کی شکایت ہوگئی، درد وجلن کے مارے انہیں کسی پل چین نہ آتا تھا، لیٹتے یا بیٹھتے تو درد کی شدت نا قابل برداشت ہو جاتی، تمام علاج بے کار ثابت ہوئے، نیند کی نعمت بھی گئی، صرف کھڑے رہنے سے آرام ملتا تھا۔

بالآخر چھت کی دوکڑیوں سے دورسیاں باندھ دی گئیں ان کے دونوں ہاتھ ان رسیوں سے بندھے رہتے اور وہ اسی طرح لٹکے لٹکے نیند کی جھپکی لے لیتے، اسی حالت میں بالآخر اس سوزش نہانی سے ان کا انتقال ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے، اللہ آدمی کو ایک وقت تک اس کے اعمال پر ڈھیل دیتا رہتا ہے لیکن آدمی یہ سمجھتا ہے کہ وہ بالکل بااختیار اور آزاد ہے، پھر جلدی یا دیر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ آدمی کے گناہوں اور مظالم کے باعث آزادی واختیار کی ڈھیل ختم ہو جاتی ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ اس بندے کو سزا دینا شروع کرتے ہیں، یہ سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔ درج بالا واقعہ اسی دنیاوی سزا کی ایک شہادت ہے۔ ❶

ظالم اور قاتل کو اللہ نے کیسے پکڑوایا اور عبرتناک سزا دلوائی

مُعِزّ الدَّولہ کے دورِ حکومت میں بغداد اور اس کے اطراف میں چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں عام ہونے لگیں۔ خطرناک مجرموں نے لوگوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔

❶ نا قابل فراموش سچے واقعات: ص ۱۰۲، ۱۰۳

اس صورت حال کا تدارک کرنے کے لیے حکومت وقت نے ایک سخت گیر پولیس افسر کو بغداد میں ایس پی مقرر کر دیا جس نے زبردست آپریشن کر کے خطرناک ڈاکوؤں اور مجرموں کو پکڑ کر جیل میں بند کر دیا۔ پھر خلیفہ وقت سے ان کو نشانِ عبرت بنانے اور ان کے سر قلم کرنے کی اجازت طلب کی جو اسے مل گئی۔

چنانچہ اس نے ہیں ڈاکوؤں کو دریائے دجلہ کے پل پر سولی دینے اور انہیں قتل کرنے کے لیے جیل سے نکالا اور پولیس کے ایک دستے کی نگرانی میں انہیں پل پر سولی کے تختوں پر جکڑوا دیا تاکہ عام لوگ ان کے حشر سے عبرت حاصل کریں۔ ابھی آدھی رات نہ گزری تھی کہ پولیس اہلکاروں اور تھانیداروں کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے۔ انہیں اس وقت جاگ آئی جب ایک مجرم کسی حیلہ سے رسہ کاٹ کر چھلانگ لگاتا ہوا نیچے آگرا اور اٹھ کر دوڑنے لگا، انہوں نے دیکھا تو اس کے پیچھے بھاگے لیکن اس کی قسمت میں ابھی زندگی کے کچھ دن باقی تھے وہ ہاتھ نہ آیا، اس کا پیچھا کرنے والوں نے سوچا کہ اگر ہم اس کے پیچھے بھاگتے رہے تو کہیں دوسرے مجرم بھی ایسے ہی فرار نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ واپس پل پر آگئے اور باقی مجرموں کی نگرانی کرنے لگے، فرار ہونے والے مجرم کے متعلق وہ سوچنے اور آپس میں کہنے لگے: صاحبو! ہمارا ایس پی بڑا سخت گیر انسان ہے۔ صبح اس نے ڈاکوؤں کی گنتی کرنی ہے، اگر پورے نہ ہوئے تو وہ ہمارا ایسا حشر کرے گا کہ دنیا دیکھے گی۔

وہ کہے گا کہ تم نے رشوت لے کر مجرم بھگا دیا ہے، اگر ہم نے جان بچانے کے لیے اقرار کر لیا تو بھی مارے جائیں گے اور اگر اقرار نہ کیا تو بھی! وہ تو مسلسل پٹوا تا رہے گا اور اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک ہم اقرار نہ کریں گے۔ چنانچہ ان کی آپس میں یہ رائے ٹھہری کہ وہ خود بھاگ جائیں۔ مگر جائیں کہاں؟ ہر جگہ پکڑے جائیں گے۔

قاضی بہلول نے جو اس وقت پولیس اہلکار تھا، پولیس افسر کو رائے دی کہ جناب من! ہمیں چاہیے کہ گلیوں، سڑکوں پر نکل جائیں اور کسی بدنصیب کو پکڑ لائیں اور اسے یہاں سولی پر جکڑ دیں کیونکہ آدھی رات گزر چکی ہے۔ لوگ اپنی اپنی خواب گاہوں میں سوئے ہوئے ہیں، کسی کو کیا پتہ کہ رات کو یہاں کیا واقعہ پیش آیا۔ صبح سویرے ایس پی آئے گا تو کہہ دیں گے کہ جناب آپ نے ہمیں بیس مجرم دیئے تھے اور یہ پورے (۲۰) ہیں۔

چنانچہ چند پولیس اہل کار سڑکوں اور گلیوں میں اپنا شکار ڈھونڈنے نکل پڑے اور چلتے چلتے پل عبور کر کے شہر کے مغربی حصہ تک پہنچ گئے۔ وہاں انہیں پل کے نیچے ایک بد قسمت آدمی پیشاب کرتا نظر آیا، جسے انہوں نے پکڑ لیا اور اسے مارنے پیٹنے لگے۔ اسے یوں کھینچنے لگے جیسے قصاب بکرے کو مذبح خانے لے جا رہا ہو۔ وہ آدمی روتے اور چیختے ہوئے پوچھنے لگا: ظالمو! میرا گناہ کیا ہے؟ لیکن اس کی ایک بھی نہ سنی گئی اور میں نے گنتی پوری کرنے کے لیے اسے لا کر سولی پر جکڑ دیا گیا۔ وہ طلوع آفتاب تک اتنا رویا اور چلایا کہ پولیس اہل کاروں کے کلیجے پھٹے جا رہے تھے، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک بے گناہ اور مظلوم شخص ہے اور صبح اس کی بھی گردن اڑا دی جائے گی لیکن اسے چھوڑ ابھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ اس صورت میں ان کو اپنی جانوں کا خطرہ تھا۔

طلوع آفتاب کے بعد لوگ جمع ہونے لگے اور تھوڑی دیر بعد ایس پی بھی آ گیا۔ اسے دیکھ کر وہ شخص بری طرح چیخا، رویا اور یوں فریادی ہوا:

تمہیں واسطہ ہے اس دن کا جس دن آپ نے بھی اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ میری بات سن لیں، میں بے گناہ ہوں اور ان لوگوں میں شامل نہیں جن کے متعلق سولی دینے اور قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، میں تو اتفاقاً ان کے ہاتھ آ گیا ہوں اور انہوں نے مجھے

یہاں جکڑ دیا ہے۔ایس پی نے پوری کہانی سن کر باقی مجرموں کی گردنیں قلم کردیں اور اسے اپنے سامنے کھڑا کرنے کا حکم دیا تا کہ مزید تفتیش کی جا سکے۔اس دوران اس نے پولیس انسپکٹر اوراس کے اہل کاروں کوسرزنش کی کہ تم نے رشوت لے کرملزم بھگا دیا ہے اوراس کی جگہ بے قصور آدمی کو پکڑ کرسولی پر چڑھادیا۔اس کا جواب پولیس انسپکٹر اور اس کے ماتحت عملے نے یہ دیا کہ صاحب اس کا کیا ہے،سب ہی مجرم اپنے آپ کو بے گناہ کہتے ہیں۔آپ نے ہمیں بیس آدمی دیئے ہیں،سووہ سب حاضر ہیں۔

تاہم پولیس آفیسر (S-P) نے مزید تفتیش کے لیے جیل سے باقی قیدیوں اوردربانوں کواپنے سامنے حاضر کیا اوران سے پوچھا: کیا یہ شخص ان مجرموں میں سے ہے جو آپ کے ساتھ جیل میں تھے اور میں نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا؟ تمام دربانوں اورقیدیوں نے باری باری اس کا چہرہ بغور دیکھا اور متفقہ رائے دی کہ نہیں جناب، یہ ان لوگوں میں سے نہیں جن کے قتل کا آپ نے حکم صادر کیا تھا، کیونکہ وہ سب ہمارے ساتھ نظر بند رہے ہیں اور ہم انہیں اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔پولیس آفیسر نے مکمل شہادتیں ملنے پر اسے چھوڑ دیا لیکن مزید پوچھ گچھ کے لیے اسے اپنی کچہری میں حاضر کرلیا اور پوچھا:

ہم نے مکمل شہادتیں ملنے کے بعد تجھے چھوڑ دیا ہے لیکن یہ تو بتا کہ تو آدھی رات کو یہاں کیوں آیا تھا؟ کیا تیرا گھر بار نہیں جہاں تو رات گزارتا، ادھر سنسان اور ویران جگہ پر تو کیسے پہنچ گیا؟ ملزم: جناب میں اپنی کشتی میں سویا ہوا تھا اور مجھے رفع حاجت ہوئی۔ میں باہر آکر بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔پولیس آفیسر: لیکن تو اپنی کشتی ہی میں کیوں رات بسر کررہا تھا؟ یہاں کشتی کھڑی کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ ملزم: جناب بس میں اپنی کشتی ہی میں رات بسر کررہا تھالہذا رفع حاجت کے

لیے ادھر نکلا تو انہوں نے مجھے پکڑلیا۔اس ایس پی کا طریقہ کار یہ تھا کہ تفتیش کے وقت ملزم کے پیچھے کوڑا بردار جلادوں کو یہ سمجھا کر کھڑا کرتا کہ جب میں اپنا سر کھجلاؤں تو ملزم پر پوری قوت سے کوڑا برسا دینا۔اگر ملزم سچ سچ بتا دے تو ٹھیک ورنہ وہ دو یا تین دفعہ پوچھنے کے بعد پھر سر کھجلاتا اور کوئی جلاد اس پر کوڑے برسا دیتا اور وہ آفیسر خود جلاد سے کہتا: ارے اسے کیوں مارتا ہے، ابھی مجھے پوچھ تو لینے دو۔ اللہ تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے رک جا! اور ملزم سے کہتا آگے آ اور سچ بتا، تیری جان چھوٹ جائے گی۔الغرض پولیس آفیسر نے اس سے دو یا تین مرتبہ پوچھنے کے بعد اپنا سر کھجلایا تو جلاد نے پوری قوت سے اس پر کوڑا برسا دیا جس کی شدت سے وہ یوں چلایا جیسے اس کی جان نکلنے والی ہو۔

ایس پی نے بظاہر جلاد کو ڈانٹ پلائی اور کہا اس بے گناہ کو کیوں مارتا ہے، اللہ تیرا برا کرے یہ تو سچ سچ بتانے والا تھا، رک جا۔ارے! آگے آ اور سچ سچ بتا تاکہ تیری جان جلدی چھوٹے اور تو اپنی راہ لے۔ملزم: اگر میں سچ سچ بتاؤں تو آپ اللہ کے نام پر وعدہ کرتے ہیں کہ مجھے امان مل جائے گی اور میرے ہاتھ پاؤں سلامت رہیں گے؟

ایس پی: ہاں بالکل! سچ سچ بتاؤ۔

ملزم نے اپنی کہانی یوں بیان کی: صاحب میں فلاں گھاٹ پر چلنے والی کشتی کا ملاح ہوں۔گزشتہ رات میں چاند کی چاندنی میں کشتی رانی کر رہا تھا کہ مجھے ساحلی محلے کی طرف سے آواز سنائی دی۔میں اس طرف گیا تو ایک اجنبی نے مجھے ایک درہم دیا اور کہا کہ اس عورت اور اس کی دو بچیوں کو باب شماسیہ پر چھوڑ آؤ، چنانچہ میں اسے لے کر چل پڑا۔ابھی تھوڑا ہی سفر طے کیا تھا کہ اس عورت نے اپنے چہرے سے نقاب اتارا، جونہی میری نظر اس پر پڑی تو مجھے اپنے پر قابو نہ رہا، میری نیت میں فتور آ گیا اور کشتی کو

موڑ کر دریا کے وسط میں لے گیا، کشتی کے چپو اندر رکھ کر عورت سے حرام کاری کا مطالبہ کر دیا جسے وہ نہ مانی اور سختی سے انکار کرنے لگی۔ میں نے پورا جتن کیا لیکن وہ اپنا دفاع کرتی رہی، میں نے اس سے پوچھا یہ دونوں بچیاں کس کی ہیں؟ اس عورت نے بتایا یہ دونوں میری بچیاں ہیں۔

میں نے کہا یا تو مجھے موقع دے ورنہ میں تیری اس بچی کو دریا میں غرق کر دوں گا۔ لیکن وہ نہ مانی اور سختی سے انکار کرتی رہی، چنانچہ میں نے ایک بچی کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیا۔ جب وہ چیخی تو میں بھی اس کے ساتھ ہی چیخ پڑا تا کہ اگر کوئی آواز سن بھی لے تو سمجھ نہ سکے کہ ماجرا کیا ہے اور اس کے منہ پر ہاتھ بھی رکھ دیا، وہ روتی ہوئی خاموش ہوگئی۔ میں نے پھر مطالبہ کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا، میں نے اس کی دوسری بچی بھی پکڑی اور اسے دھمکی دے کر مطالبہ کیا کہ اگر موقع نہ دے گی تو اسے بھی غرق کر دوں گا، جب اس نے انکار کیا تو میں نے دوسری کو بھی دریا میں پھینک دیا، وہ چیخنے اور رواویلا کرنے لگی تو میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا وہ کہنے لگی اگر تو مجھے قتل بھی کر دے تو میں تجھے موقع نہیں دوں گی۔ میں نے اس عورت کے ہاتھ پکڑے اور اسے دریا میں پھینکنے پر تیار ہو گیا۔ وہ ہمت ہار گئی اور اس نے ڈر کر اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا اور میں نے حرام کاری کی خواہش پوری کر لی۔

(روزِ اول سے شیطان کا مؤثر طریقہ رہا ہے کہ وہ انسانوں کو اپنے جال میں وہ پھنسانے کے لیے عورت کو ذریعہ بناتا ہے اور جب کوئی انسان اس کے جال میں پھنس جاتا ہے تو وہ اسے یوں اندھا کر دیتا ہے گویا نشے میں مدہوش آدمی کہ پھر اپنے انجام کا پتہ ہی نہیں رہتا۔ کتنے عاشقوں اور معشوقوں کو اس نے اسی وہم میں ڈالا کہ کسی کو تمہارا کیا پتہ؟ اور اگر کسی کو پتہ چل گیا تو کوئی تمہارا کیا بگاڑ سکتا ہے؟)

جب میں نے اپنی ہوس پوری کر لی تو دل میں خیال آیا کہ اب اس عورت کو اگر منزل مقصود تک پہنچانے جاتا ہوں تو یہ وہاں مجھے پکڑوادے گی، اگر واپس لے جاتا ہوں تو بھی مارا جاؤں گا۔ خلاصی کی راہ یہی ہے کہ اسے بھی غرق کر دوں، چنانچہ میں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر اسے دریا میں پھینک دیا۔ پھر خطرہ پیدا ہوا کہ اب یہاں رہا تو پہچانا جاؤں گا اور ورثاء مجھے پکڑ کر پوچھ گچھ کریں گے تو سوچا کہ کشتی کو کسی نہر میں ڈال کر اندرون شہر پہنچ جاؤں اور غائب ہو جاؤں۔ بس اسی تگ و دو میں مصروف تھا کہ مجھے اس جگہ پہنچ کر قضائے حاجت کی مجبوری آڑے آئی اور میں کشتی سے نکل کر یہاں قضائے حاجت سے فارغ ہوا ہی چاہتا تھا کہ انہوں نے آ کر مجھے پکڑ لیا اور اس فرار ہونے والے ڈاکو کی جگہ سولی پر جکڑ دیا۔

بادی النظر میں اگر چہ یہ شخص بے قصور پکڑا گیا تھا اور اس کی آہ وفغاں کو سن کر پولیس والوں کے دل پگھل رہے تھے اور سولی پر اس کی چیخ و پکار در و دیوار کو ہلا رہی تھی، لوگوں کے دل پگھل رہے تھے، لیکن رب العالمین کی بارگاہ میں یہ سنگدل مجرم تھا۔ نا معلوم اس نے کتنے بے گناہوں کو قتل کیا ہوگا، جن کا کوئی قصور نہ تھا اور اس عورت کی عزت پر ڈاکہ ڈالا جس پر اس کا کوئی حق نہ تھا۔ بظاہر ان مظلوموں کا دادرس نظر نہیں آ سکتا تھا۔ پکڑنے والے ارادتاً اسے پکڑنے نہ آئے تھے، لیکن مظلوموں کی آہیں عرش الٰہی سے جا ٹکراتی ہیں اور اللہ رب العزت اپنے جلال کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں ان کی مدد کر کے رہوں گا اگر چہ کچھ دیر بعد ہی سہی۔

اگر اللہ چاہتا تو اسی وقت اس ظالم کو انجام تک پہنچا دیتا لیکن اس نے دنیا والوں کو بتانا بھی ہوتا ہے کہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والوں کا انجام یوں بھی ہو سکتا ہے۔ تا کہ وہ شرع کے احکام کو معمولی نہ سمجھیں۔ نہ تو عورتیں اکیلی سفر کریں اور نہ غیر محرم ڈرائیوروں

کے ساتھ بیٹھیں اور نہ وہ ننگے منہ ہی پھرتی رہیں۔

S-P نے ظالم کی کہانی اس کی اپنی زبانی سنی، تو کہا اس کے ہاتھ کاٹ دو، جب پولیس اہل کاروں نے اسے پکڑا اور اس کے ہاتھ کاٹنے شروع کیے تو وہ بولا: جناب! تم بد عہدی میں میرے ہاتھ کاٹ رہے ہو جبکہ تم نے مجھے امان دی تھی۔

S-P نے کہا: اے خونخوار کتے! تیرے جیسے کے لیے امان کہاں؟ تین بے گناہوں کو تو مار چکا اور عزت لوٹ چکا ہے۔ چنانچہ پہلے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور پھر اس کی گردن کاٹ کر اسے آگ میں جلا دیا گیا۔ یوں ظالم درندے کا قصہ تمام ہوا۔ ❶

ایک ظالم پولیس افسر سے قدرت کا انتقام اور اذیت ناک زندگی

۱۹۸۲ء کی بات ہے، میں نواب شاہ میں مارکیٹ روڈ نمبر ۲ پر ایک مکان میں کرایہ دار تھا، یہ مکان ایک شخص مختار احمد کی بہن کا تھا اور مختار احمد ہی اس کا کرایہ وصول کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں کرایہ دینے کے لئے اس کے گھر گیا تو اس کی بری حالت تھی، وہ زار وقطار رو رہا تھا، میں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہوں، تین سال پہلے بیوی فوت ہوگئی تھی، اور ایک ہفتہ قبل اکلوتا جوان بیٹا قبر میں اتر گیا ہے، اور میری اپنی زندگی جہنم بن کر رہ گئی ہے۔ میں نے تفصیل پوچھی تو اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے بتایا:

میں پولیس میں ملازم تھا، ترقی کر کے ہیڈ کانسٹیبل بن گیا، ایک بار ڈاکے اور قتل کے ایک ملزم کو جیل سے عدالت تک پہنچانا تھا، اس روز فیصلے کی تاریخ تھی، میرے ساتھ ایک کانسٹیبل کی ڈیوٹی لگی تھی، ہم دونوں نے ملزم کو جیل سے لیا اور چونکہ عدالت تک فاصلہ زیادہ نہ تھا، اس لئے ہم تینوں پیدل ہی چل پڑے۔

❶ اسلامی تاریخ کے دلچسپ اور ایمان آفریں واقعات: ص ۲۸۵ تا ۲۹۲

یہ راستہ کچھ ویران سا تھا، ایک جگہ تو اونچے قدموں کی بہت سی جھاڑیاں تھیں، بالکل جنگل کا منظر تھا، وہاں اس ملزم نے بڑی لجاجت سے درخواست کی کہ میرے پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے، میری ایک ہتھکڑی کھول دیں اور اجازت دیں کہ جھاڑیوں کی اوٹ میں پیشاب وغیرہ کرلوں۔

ہمیں ترس آ گیا، ہم نے اس کی ایک ہتھکڑی کھول دی اور وہ قریب ہی جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ گیا، ابھی اسے بیٹھے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ کھلے منہ کی ایک گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی آئی، اس میں سے سات آٹھ تنومند آدمی اترے، انہوں نے آناً فاناً ہماری رائفلوں پر قبضہ کیا، ہمارے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے باندھے، ہمیں جھاڑیوں میں پھینکا اور ملزم کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال کر بھاگ گئے، یہ سب کچھ پنجابی فلموں کے انداز میں اس قدر اچانک ہوا کہ ہمیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا، تاہم ان لوگوں نے مہربانی یہ کی کہ جاتے ہوئے وہ ہماری رائفلیں ہمارے قریب ہی پھینک گئے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ قدموں کی چاپ سے اندازہ ہوا کہ کوئی شخص اُس راستے پر چلا آرہا ہے، ہم نے جھاڑیوں کے اندر سے آواز دی کہ جانے والے ذرا ٹھہر جانا اور ہماری مدد کرنا، وہ آدمی ٹھہر گیا اور ہمارے قریب آ گیا، تب ہم نے اسے اپنی کہانی سنائی کہ ہم پولیس ملازم ہیں، ڈاکو ہمیں بے بس کر کے یہاں پھینک گئے ہیں، مہربانی کرو اور ہمارے ہاتھوں اور پیروں کی رسیاں کھول دو۔

اس شخص نے ہمارے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیاں کھول دیں، ہم اٹھ کر کھڑے ہو گئے، وہ شخص ہمدردی سے ہمارا حوصلہ بڑھانے لگا اور ہاتھوں سے ہمارے کپڑوں کی مٹی صاف کرنے لگا، جب تک ہم زمین پر گرے پڑے تھے، اس وقت تک جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور کوئی بات سوجھ نہیں رہی تھی، لیکن اب نتائج وعواقب کے

بارے میں سوچ کر میں تو چکرا کے رہ گیا۔ ہمارے ساتھ تو بہت دردناک حادثہ ہوا ہے، اب کیا ہوگا؟ اگر ہم اسی طرح خالی ہاتھ عدالت میں جاتے ہیں اور وہاں بتاتے ہیں کہ ایک ڈاکو اور قاتل اغوا کرلیا گیا ہے تو کوئی ہماری بات نہیں مانے گا، سب یہی کہیں گے کہ انہوں نے کوئی بھاری رشوت لے کر ڈاکو اور قاتل کو بھگا دیا ہے۔ چنانچہ ہمیں فوراً ملازمت سے برطرف کر کے گرفتار کرلیا جائے گا، ہم پر لازماً مقدمہ چلے گا اور ہم کسی سخت سزا کے مستحق ٹھہریں گے، پھر کیا کیا جائے؟ بچت کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ وہ کیا طریقہ ہوسکتا ہے کہ ہم شدید قسم کی پریشانی سے بچ جائیں؟

اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک عجیب شیطانی تجویز نے سر اٹھایا، پھر کیا ہے اگر ملزم بھاگ گیا ہے، اس کے بدلے میں ہمیں ایک بندہ تو مل گیا ہے، پھر اسے ہی کیوں استعمال نہ کیا جائے۔ اور اس کی سوچ کے ساتھ ہی میں اچھل کر اس مہربان شخص پر حملہ آور ہوگیا اور مکّوں اور تھپڑوں سے اسے پیٹنے لگا، میرا ساتھی کانسٹیبل حیران ہوگیا لیکن میں نے اسے ڈانٹا کہ یہی ہمارا ملزم ہے، پکڑ لو اور اس کی خوب ٹھکائی کرو، چنانچہ ہم دونوں نے مل کر اسے خوب خوب مارا، وہ بے چارہ تیورا کر گر پڑا، پہلے اس نے کچھ آہ وبکا کی مگر پھر اس کے حواس جواب دے گئے اور وہ سر گھٹنوں میں دبا کر نیم مدہوش زمین پر بیٹھ گیا، ہمارے پاس ایک فالتو ہتھکڑی موجود تھی، اس میں اس کے دونوں ہاتھ جکڑ لئے اور کھینچتے ہوئے کچہری کی طرف چل پڑے، اس کشمکش میں ہم خاصے لیٹ ہوگئے، جج نے پوچھا کہ لیٹ کیوں ہوئے اور ملزم کا منہ کیوں سوجا ہوا ہے؟ تو ہم نے بتایا کہ اس نے ہمیں دھوکا دے کر بھاگنے کی کوشش کی تھی، اس لئے اسے قابو کرنے میں کچھ وقت صرف ہوگیا، اور اس کی مرمت بھی کرنی پڑی، وہ مظلوم شخص ہماری بے رحمانہ مار سے اس قدر ہراساں ہوگیا تھا کہ عدالت میں اس کے منہ

سے کوئی بات نہ نکلی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے اور وہ خوفزدہ نظروں سے فضا میں دیکھتا رہا۔

سچ ہے قانون اندھا ہوتا ہے، جج نے اس روز مقدمے کا فیصلہ سنانا تھا، چنانچہ اس نے کوئی تحقیق نہ کی اور تھوڑی دیر میں اس بے چارے کو موت کی سزا سنادی، اس کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی اور ہم اسے کھینچتے ہوئے جیل میں چھوڑ آئے۔

ریٹائرڈ سب انسپکٹر مختار احمد آج اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا، وہ روتا رہا اور ظلم کی داستان کی ساری جزئیات سناتا رہا، اس نے بتایا: ماسٹر صاحب یہ ٹھیک ہے کہ میری نوکری بچ گئی، مجھ پر کوئی مقدمہ بھی نہ بنا لیکن خدا کا کوڑا حرکت میں آگیا، میرے ضمیر نے میرا جینا حرام کردیا اور رات سونے کے لئے جب میں چارپائی پر لیٹا تو نیند کوسوں دور تھی، رہ رہ کر اس مظلوم دیہاتی کی شکل نظروں کے سامنے گھوم جاتی جسے میں نے کسی قصور کے بغیر پہلے بے رحمی سے مارا اور پھر پھانسی کی سزا دلوادی، اور اس کی شکل مجھے ایسے کرب میں مبتلا کرتی کہ میں اٹھ کر بیٹھ جاتا، پھر نیند غلبہ کرتی اور لیٹتا تو دوبارہ یہی صورت پیدا ہوجاتی، آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں، جمائیوں پر جمائیاں آرہی تھیں، لیکن نیند مجھ سے روٹھ گئی تھی، ساری رات اسی کیفیت میں مبتلا رہا اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی سکون کی نیند نہ سوسکا، اور مسلسل بے خوابی اور شدید ذہنی واعصابی دباو نے مجھے کئی بیماریوں میں مبتلا کردیا، معدہ خراب ہوگیا، اور ٹانگوں میں درد رہنے لگا، زندگی سے سکون اور راحت جیسے رخصت ہی ہوگئے۔ اللہ کی شدید ترین ناراضگی اس صورت میں ظاہر ہوئی کہ اس واقعے کے چند ہی ماہ کے بعد میری بیوی یکایک فوت ہوگئی، وہ بظاہر بھلی چنگی تھی، چھوٹی موٹی عام تکالیف کے سوا اسے کوئی بیماری نہ تھی، مگر اسے چند روز تک سر میں شدید درد ہوا اور اسی حالت میں ایک روز وہ دم توڑ گئی، میری دنیا اندھیر

ہوگئی، گھر کا سارا نظام ہی برباد ہوگیا، زِچ ہوکر میں نے ملازمت سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی اور اپنے آبائی شہر نواب شاہ میں آ گیا، یہاں میں نے کریانے کی ایک دکان کر لی، ایک بیٹا تھا وہ پڑھتا تھا، اسکول سے آ کر وہ دکان پر بیٹھ جاتا، مجھے کچھ آرام مل جاتا، اور ساری ذہنی وجسمانی تکلیفوں کے باوجود زندگی کسی نہ کسی طرح گزرتی چلی گئی۔ لیکن لگتا یہ ہے کہ میں نے بھیانک قسم کے جس ظلم کا ارتکاب کیا تھا، اللہ اس کے نتیجے میں مجھے آخری حد تک سزا دینا چاہتا ہے، چنانچہ ایک ہفتہ قبل میرے بیٹے کے پیٹ میں درد اٹھا اور شدت اختیار کرتا چلا گیا، بہت علاج کیا، ڈاکٹروں، حکیموں کے ہاں دوڑتا رہا اور آخر کار مجھے یک وتنہا چھوڑ کر انتقال کر گیا، وہی میرا واحد سہارا تھا اور اسی کو میں دیکھ دیکھ کر جیتا تھا۔ یہ عبرت ناک کہانی سناتے ہوئے مختار احمد زاروقطار روتا رہا، اس نے بتایا: میری زندگی جہنم سے بدتر ہوگئی ہے، معدہ کوئی چیز قبول نہیں کرتا، بھوک لگتی ہے، کچھ زہر مار کرتا ہوں تو ابکائیاں آنے لگتی ہیں، کھایا پیا حلق کو چڑھنے لگتا ہے اور پیٹ میں شدید مروڑ اٹھنے لگتے ہیں، پُرسکون نیند ایک عرصے سے خواب وخیال ہوکر رہ گئی ہے، کبھی آنکھ لگتی ہے تو وہ دیہاتی جسے میں نے پھانسی تک پہنچا دیا تھا، آدھمکتا ہے اور دونوں ہاتھوں سے میرا گلا دبانے کی کوشش کرتا ہے اور میں چیخ مار کر بیدار ہوجاتا ہوں، اور تھر تھر کانپنے لگتا ہوں، موت کا خوف ہمہ وقت میرے سر پر سوار رہتا ہے، اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ مر جاؤں، تاکہ ہر وقت کی اذیت سے چھٹکارا پا جاؤں، لیکن بدقسمتی سے موت بھی نہیں آتی، اور خودکشی کرنے کا مجھ میں حوصلہ نہیں ہے۔

ماسٹر علی احمد صاحب نے بتایا کہ مختار احمد ایک عرصے تک عذاب کی اسی کیفیت میں مبتلا رہا، میں جب بھی اسے ملتا وہ حزن وملال اور کرب کی شدید ترین کیفیت سے دوچار نظر

آ تا، اور کم وبیش ڈیڑھ دو سال تک انتہائی عبرت ناک زندگی گزار کر موت کی آغوش میں چلا گیا۔ ❶

چاروں قاتل اذیت ناک موت میں مبتلا ہو گئے

تقریباً ۸۵ برس پہلے کی بات ہے، اعظم گڑھ کے ایک دیہات میں ایک زمیندار مولا بخش نام کے رہتے تھے، مولا بخش اپنے والد کی تنہا اولاد تھے، والد کا انتقال ہو گیا تھا، البتہ دادا حیات تھے، ان کے رشتہ داروں نے سوچا کہ اگر مولا بخش کا خاتمہ کر دیا جائے تو ان کی ساری جائیداد ہمارے قبضے میں آ جائے گی، چنانچہ انہوں نے خفیہ طور پر مولا بخش کے قتل کا منصوبہ بنایا۔

بقرہ عید قریب تھی مولا بخش اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر روانہ ہوئے تا کہ وہاں سے عید کا سامان خرید کر لائیں، ان کے دشمنوں نے جمع ہو کر مشورہ کیا، پوری اسکیم طے ہو گئی، عصر کا وقت تھا، مولا بخش کا گھوڑا گاؤں سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جنگل میں داخل ہوا جو راستہ میں پڑتا تھا، ''ٹھہر جاؤ'' اچانک ایک کرخت آواز نے مولا بخش کو اپنی طرف متوجہ کر لیا، دیکھا تو چار آدمی جو لاٹھیوں اور ہتھوڑوں سے پوری طرح لیس تھے ان کے سامنے کھڑے ہیں، اتنے میں ایک نے لپک کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی، اب مولا بخش کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ گھوڑے سے اتر پڑیں۔

آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ مولا بخش نے اضطراب آمیز لہجے میں پوچھا۔ تمہاری جان بلم کے پیچھے کھڑے ہوئے خونخوار چہروں نے جواب دیا۔

مولا بخش صورت حال کی نزاکت کو سمجھ چکے تھے، انہوں نے اور اس کے بعد جواب دیا:

''اچھا عصر کا وقت ہے مجھے نماز پڑھ لینے دو''

❶ مکافات عمل: ص ۳۶۶ تا ۳۷۱

''ہاں تم نماز پڑھ سکتے ہو''

مولا بخش مصلیٰ بچھا کر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، یہ ان کے لیے صرف نماز نہیں تھی بلکہ پیش آمدہ صورت حال سے نمٹنے کے لیے سوچنے کا ایک وقفہ بھی تھا وہ بظاہر نماز پڑھ رہے تھے مگر حقیقتاً اپنے رب سے سرگوشی کر رہے تھے وہ ابھی سجدہ میں تھے کہ ان میں سے ایک معمر شخص نے کہا:

دیکھتے کیا ہو اس سے بہتر وقت نہیں مل سکتا اگر کہیں کوئی مسافر آ نکلا تو تمہارا سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا، بزرگ ساتھی کی بات سب کی سمجھ میں آ گئی اور فوراً ہی ان کے دو طاقتور آدمی مولا بخش کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے، سجدے کی حالت ہی میں ایک لاٹھی گردن کے نیچے رکھی گئی اور دوسری گردن کے اوپر اس کے بعد دونوں طرف سے چاروں آدمیوں نے مل کر دبایا تو مولا بخش کی زبان نکل پڑی، تھوڑی دیر بعد وہ اس دنیا میں نہیں تھے، اس کے فوراً بعد دشمنوں نے گھوڑے کو بھی قتل کر دیا اور گھوڑے اور اس کے سوار دونوں کی لاش قریب کے دریا میں بہادی۔

یہ برسات کا زمانہ تھا عین اسی رات کو موسلا دھار بارش ہوئی اور قریباً ایک ہفتہ تک جاری رہی، اس بارش میں نہ صرف قتل کے تمام آثار دھل کر ختم ہو گئے بلکہ چڑھے ہوئے دریا میں لاش بھی ہمیشہ کے لیے غائب ہو گئی، واقعہ کے بعد مولا بخش کے رشتے دار دو ہفتے تک بارش اور سیلاب میں مارے مارے پھرے مگر مولا بخش کا کوئی سراغ نہ ملا۔

جس وقت مولا بخش کا گھوڑا جنگل میں داخل ہوا اور چاروں آدمیوں نے مل کر انہیں گھیر لیا تو مولا بخش کے پیچھے کچھ فاصلے پر گاؤں کا ایک بنیا بھی تھا جو بازار سے آ رہا تھا۔

اس نے جیسے ہی یہ منظر دیکھا تو فوراً کھسک کر ایک جھاڑی میں چھپ گیا وہ وہیں سے پورا منظر دیکھ رہا تھا، اس نے بعد میں گھر آ کر مولا بخش کے وارثوں کو سارا واقعہ سنایا،

رپورٹ ہوئی پولیس آئی مگر نہ لاش برآمد ہوئی اور نہ قتل کا کوئی ثبوت فراہم ہوا، اس وجہ سے مقدمہ قائم نہ ہوسکا، چاروں قاتل بہت خوش تھے کہ چلو قتل بھی کیا اور سزا سے بھی بچے اور مقتول کی ساری جائیداد کا حق بھی مل گیا، مگر آخری عدالت کا فیصلہ ابھی باقی تھا اس لیے جلد ہی یہ واقعہ ہوا کہ یکے بعد دیگرے وہ چاروں بیمار ہوئے جنہوں نے مولا بخش اور ان کے گھوڑے کو قتل کیا تھا، ان میں سے ہر ایک کی بیماری موت کی بیماری تھی، پہلا شخص جب مرنے کے قریب ہوا تو لوگوں نے سنا کہ وہ سخت اضطراب کی حالت میں کچھ کہہ رہا ہے قریب آ کر کان لگایا تو صاف طور پر یہ الفاظ اس کی زبان سے نکل رہے تھے۔

''مولا بھائی اپنے گھوڑے سے ہم کو مت کچلیے! مولا بھائی اپنے گھوڑے سے ہم کو مت کچلیے!

اسی طرح چاروں قاتل بیمار ہوئے اور چاروں اپنے آخر وقت میں یہی کہتے ہوئے مر گئے گویا کہ مقتول اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے جسم کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند رہا تھا، موت کے بعد جب نہلانے کے لیے ان کے جسم کا کپڑا اتارا گیا تو یہ قیاس صحیح نکلا لوگوں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر جگہ جگہ گھوڑے کے روندنے کے نشانات پڑے ہوئے ہیں جیسے واقعی کسی گھوڑے نے اپنے کھر سے ان کو پامال کیا ہو۔

اسی طرح چاروں آدمیوں کا خاتمہ ہوگیا اور وہ یا ان کی اولاد مولا بخش کی جائیداد بھی حاصل نہ کرسکی کیوں کہ دادا زندہ تھے اور انہوں نے مولا بخش کے لڑکوں کے نام ان کا پورا حصہ لکھ دیا، آج بھی مولا بخش کے پوتے زندہ وسلامت موجود ہیں اور ان کی پوری جائیداد ان کے پوتوں کے قبضہ میں ہے۔ ❶

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص۵۰۳، ۵۰۶ بحوالہ ذکری اکتوبر ۱۹۷۶ء

ایک ظالم اور مغرور قاتل کی پراسرار موت

ذیل کی خبر روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے شمارہ ۲۰۰۵-۵-۱۹ میں شائع ہوئی تھی، یہ عبرت کا ایک عجیب نمونہ ہے:

خبر کے مطابق فیصل آباد کے چک نمبر ۳ رام دیوالی میں ایک جرائم پیشہ آدمی محمد اکبر نے دن کے ایک بجے دو بے گناہ افراد کو قتل کردیا، وہ پہلے محمد علی جٹ کے گھر داخل ہوا اور اس کی بیوی کی موجودگی میں اسے چھری کے وار کر کے ہلاک کردیا، پھر وہ محمد علی جٹ کے رشتہ دار ماسٹر عباس جٹ کے گھر گیا اور اسے بھی بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس کے بعد یہ ظالم شخص مسجد میں گیا، لاؤڈ سپیکر کھولا اور اعلان کیا کہ میں نے اپنے دو دشمنوں کا کام تمام کردیا ہے، شیر ابھی گاؤں میں موجود ہے، جس کی جرأت ہے سامنے آوے اور مقابلہ کر کے دیکھ لے۔

یہ کہہ کر قاتل مسجد سے باہر نکلا اور اپنے گھر کی طرف چل پڑا، اخبار کے نمائندے کے مطابق اس وقت اس شخص کو پیچھے سے کسی نے گولی ماردی اور وہ وہیں گر کر مر گیا، گولی مارنے والے کا سراغ کسی کو نہیں ملا، نہ گاؤں والوں کو نہ پولیس والوں کو۔

میں نے یہ خبر اپنے بیٹے عزّام فاروق کو سنائی اور پوچھا کہ اس بدمعاش قاتل کو کس نے گولی ماری ہوگی تو اس نے برجستہ کہا: فرشتے نے، اور میرا ذہن بھی اسی طرف جاتا ہے کہ چونکہ قاتل نے خدا کے گھر میں کھڑے ہو کر نہایت سفا کی اور بے باکی کے ساتھ دو افراد کے قتل کا اعتراف بھی کیا اور گاؤں والوں کو للکارا بھی، اس لئے اللہ نے اس کے خلاف خود کارروائی کی اور کسی فرشتے نے انسانی روپ میں اس کا کام تمام کردیا۔ ❶

❶ مکافات عمل: ص ۴۵۷

ظالم کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا، دنیا ہی سے اسکی سزا شروع ہو جاتی ہے، اس لئے ظلم سے بچیں، مظلوم کی بددعا تیر بہدف ہوتی ہے۔

مظلوم بیوہ کی بددعا کے سبب اذیت ناک زندگی میں مبتلا ہوگیا

قبولہ کے قریب ایک گاؤں میں ہمارا ایک عزیز رہتا تھا، محمد اکرم یہ بڑے لمبے عرصے تک انگلینڈ میں مقیم رہا تھا جہاں سے وہ بڑی دولت کما کر لایا، یہاں اس نے ایک مربع زمین خریدی، آڑھت کی دکانیں بنائیں اور بڑی شان سے زندگی گزارنے لگا، لیکن چونکہ نیم خواندہ تھا، اس لئے ہر نو دولتیے کی طرح اس کی ذہنیت بڑی پست تھی، پولیس والوں کو کھلاتا پلاتا اور ان کے ٹاؤٹ کی حیثیت سے زندگی گزارنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔

سوءِ اتفاق سے محمد اکرم کے گاؤں میں ایک شخص قتل ہوگیا اور ایک بیوہ عورت کے اکلوتے بیٹے کے خلاف پرچہ درج ہوگیا، ملزم کی ماں نے محمد اکرم سے رابطہ کیا اور چونکہ وہ پولیس کی کھلے عام دلالی کرتا تھا، اس لئے اس سے درخواست کی کہ وہ اس معاملے میں اس کی مدد کرے، محمد اکرم نے وعدہ کرلیا کہ اگر وہ خاتون اسے پانچ ہزار روپے ادا کردے تو وہ اس کے بیٹے کو رہا کرادے گا۔

یہ ۷۰-۱۹۶۹ء کا واقعہ ہے، وہ بے چاری بیوہ عورت لوگوں کے گھروں میں کام کرکے بڑی مشکلوں سے بچوں کا پیٹ پال رہی تھی، اس نے منت ترلے کرکے سب گھروں سے کئی سال کا ایڈوانس معاوضہ لیا اور پانچ ہزار کا انتظام کرکے محمد اکرم کے حوالے کیئے، اور اس نے خاتون کو یقین دلایا کہ اب تم بے فکر ہو جاؤ، میں جانوں اور مقدمہ جانے، میں تمہارے بیٹے کو ضرور ہی رہا کراؤں گا ورنہ ایک پیسہ مجھ پر حلال نہیں ہوگا۔ اور وہ بے چاری عورت مطمئن ہوگئی، اسے یقین ہوگیا کہ دنیا ابھی اچھے لوگوں سے

خالی نہیں ہوئی، لیکن افسوس کہ اس ظالم نے مقدمے میں معمولی سی بھی دلچسپی نہ لی، ساری رقم خود کھا گیا اور بیوہ خاتون کا بیٹا عدم پیروی کی وجہ سے مقدمہ ہار گیا، اسے پھانسی کی سزا ہوگئی۔تب اس مظلوم خاتون نے محمد اکرم کو خوب خوب بددعائیں دیں، ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے جھولیاں پھیلا کر اور رو رو کر اس نے محمد اکرم پر لعنتیں برسائیں، اسے جی بھر کے کوسا۔اور اس خاتون کی بددعائیں مقبول ہوگئیں، اکرم کو تکلیف دہ جلدی مرض لگ گیا، آنکھوں پر، چہرے پر اور سارے جسم پر اسے شدید خارش ہوتی تھی اور یہ سلسلہ شب وروز جاری رہتا تھا حتی کہ سارا جسم زخموں سے بھر گیا، یہ سلسلہ تقریباً ایک سال جاری رہا اور اس کی اذیت سے اکرم کے حواس مختل ہوگئے، اور آخری تین سال تو وہ گٹھڑی کی طرح چارپائی پر پڑا رہتا تھا، وہ موت مانگتا تھا مگر موت اس سے دور رہتی تھی۔اکرم کے چار بیٹے تھے، چاروں آوارہ اور بدعمل ہوگئے، اور عیاشی نے ان کے رزق سے برکت چھین لی، ان کی زمین بک گئی، دکانیں بک گئیں حتی کہ مکان بک گیا اور وہ کرائے کے مکان میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے، وہ اس حد تک قلاش ہوگئے کہ جو لوگ اکرم کی عیادت کے لئے جاتے وہ ان سے بھی پیسوں کا سوال کئے بغیر نہ رہتا۔

جنوری ۲۰۰۴ء میں بڑی مشکلوں سے اکرم کو زندگی کی اذیت سے رہائی ملی، اس کے بیٹے تا حال رسوا کن حالات سے دوچار ہیں۔ ❶

بے زبان جانور پر ظلم کرنے کا عبرتناک انجام

گوندلوں کی ایسی ہی ایک آبادی کا ایک نوجوان سب سے بانکا سجیلا تھا، صحت، جوانی، فارغ البالی اور قبیلے کی قوت کا گھمنڈ اور سب سے بڑھ کا خوفِ خدا سے عاری تھا،

❶ مکافات عمل: ص ۴۰۶، ۴۰۷

چنانچہ یہ نوجوان اپنے انداز واطوار میں شترِ بے مہار بن گیا تھا اور لاٹھی ہاتھ میں لے کر شاہانہ لباس پہن کر وہ آبلی کی گلیوں میں عاد وثمود کی ذہنیت کا مظاہرہ کرتا اور گردن تانے، اکڑتا ہوا نظر آیا کرتا۔

ایک روز ساون کے مہینے میں جب کہ بارشوں نے سارا گرد وغبار دھو دیا تھا اور موسم بہت خوبصورت تھا، یہ نوجوان دیدہ زیب لاچہ اور لمبی قمیص پہن کر سر پر طرّے دار پگڑی رکھ کے اور ہاتھ میں اپنا محبوب ہتھیار بلّم لے کر دریا کے کنارے اپنی بھینسوں کو دیکھنے کے لئے نکلا، واپسی پر اسے راستے سے ہٹ کر ایک جھونپڑی نظر آئی، جس کے سامنے دو بچے کھیل رہے تھے اور قریب ہی ایک کتیا آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی اور اس کے دو ننھے پلے اس کے تھنوں سے لپٹے دودھ پی رہے تھے۔ نوجوان گوندل کتیا کے قریب آیا تو کتیا غرّانے لگی، نوجوان کا پارہ ایک دم چڑھ گیا، وہ اس علاقے کا بے تاج بادشاہ تھا جس پر کوئی انسان بھی ٹیڑھی آنکھ ڈالنے کی جرأت نہ کرتا تھا چہ جائیکہ ایک حقیر پلید کتیا یہ جسارت کرے، گوندل نے ایک قدم آگے بڑھایا تو وہ پھر غرّائی، اس پر اس نے غضب ناک نگاہوں سے دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس نے بلّم کی انّی کتیا کے پیٹ میں اتار دی، وہ چیخی بلبلائی تڑپی اور پھر ٹھنڈی ہوگئی۔

بے گناہ کتیا مرگئی، جھونپڑی کے دونوں لڑکے خوب روئے، کتیا کے دونوں بے زبان بچے چیختے رہے، ان کے سوا کسی نے اس ظلم پر احتجاج نہ کیا اور بات آئی گئی ہوگئی۔

اس واقعے کو چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک روز اس نوجوان گوندل کا اپنے چچازاد بھائی سے جھگڑا ہوگیا اور اس کے دوسرے ہی روز رات کو وہ قتل ہوگیا، قاتل لاش کو دریائے جہلم میں بہا آئے، لیکن اگلی صبح لاش اس مقام پر کنارے سے آلگی جہاں نوجوان

گوندل کی بھینسیں بیٹھی جگالی کررہی تھیں، چنانچہ مقتول کے باپ نے مذکورہ نوجوان ہی کو قاتل قرار دیا اور تھانے میں ایف آئی آر درج کرادی، اسے گرفتار کرلیا گیا اور گجرات جیل بھیج دیا گیا۔

مقدمہ سیشن سپرد ہوا، سیشن جج میانوالی انگریز تھا، وہ گھوڑے پر سوار ہوکر شاہ پور آیا، پھر دورہ کرتے ہوئے گجرات پہنچا، وہیں کیس کی سماعت ہوئی اور نوجوان گوندل کو موت کی سزا ہوئی۔ ڈیڑھ سال کے عرصے میں تمام اپیلوں کا فیصلہ ہوچکا تھا جو سب اس کے خلاف گئیں، صر وائسرائے کی رحم کی اپیل کا فیصلہ باقی تھا، ملزم کو یقین تھا کہ اسے پھانسی نہیں ہوسکتی کہ وہ بے گناہ تھا، اس نے یہ قتل نہیں کیا تھا، قاتل اور لوگ تھے جن کی لڑکی کے ساتھ مقتول کے ناجائز تعلقات تھے، لیکن اس وقت اس کی ہمت جواب دے گئی جب ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کی کال کوٹھڑی میں اس نے سوتے میں خواب دیکھا کہ سامنے ایک زنجیرِ عدل لٹک رہی ہے، لگتا تھا اس کا دوسرا سرا آسمان میں کہیں پیوست ہے، بے قرار ہوکر وہ اس کی طرف بڑھا تاکہ وہ زنجیر ہلائے اور اپنی بے گناہی ثابت کرے لیکن جب وہ زنجیر کے قریب پہنچا تو وہی کتیا اپنے دو بچوں کے ساتھ اس کے راستے میں حائل ہوگئی اور اس طرح غرّانے لگی کہ وہ سخت خوفزدہ ہوا، اس کی نیند کا سلسلہ ختم ہوا تو وہ پسینے میں تر بتر تھا، رات کا باقی حصہ اس نے رونے اور توبہ استغفار میں گزار دیا۔

انجام کار وہی ہو جس کا اسے ڈر تھا، وائسرائے سے ٹوانوں نے بھی سفارش کی مگر وہ مسترد ہوگئی اور آخر کار ۵/اگست ۱۹۰۲ء کو نوجوان گوندل کو صبح چار بجے پھانسی پر لٹکا دیا گیا، اس کی لاش خلافِ معمول دیر تک پھڑ پھڑاتی رہی۔

آج بھی آہلی کے لوگ اس کی قبر کی طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں کہ یہ شخص ایک بے

زبان، بے قصور کنتیا کو ہلاک کرنے کے جرم میں پھانسی پا گیا تھا۔ ❶

پہلی بہو پر مظالم کر کے بیٹے کی دوسری شادی کرنے والے ساس سسر اور شوہر کا انجام

ہمرحمان پور شہر سے دور ایک خوبصورت علاقہ ہے، جہاں زیادہ تر دیہاتی لوگ رہتے ہیں، گاؤں کے ایک طرف کھیت کھلیان تو دوسری طرف ریلوے لائن ہے جہاں سے بہت ساری گاڑیاں شور کرتی ہوئی گزرتی ہیں لیکن گاؤں کے لوگ اب اس شور کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ انہیں شور سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس دن بھی صبح سویرے ریل گاڑی معمول کے مطابق گزر رہی تھی، سورج پوری طرح اپنی آنکھیں کھول چکا تھا، تقریباً آٹھ بج چکے تھے، کچھ لوگ تو اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے، جب کہ کچھ ابھی نیند میں ڈوبے ہوئے انگڑائیاں لے رہے تھے، جب وہ تیز رفتار گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی گزرنے لگی تو اچانک ریلوے لائن پر ایک عورت آ گئی، ڈرائیور گھبراہٹ کا شکار ہو گیا، اس نے اپنے حواس قابو میں رکھتے ہوئے بریک لگانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور گاڑی اس عورت کو کچلتے ہوئے آگے نکل گئی اور پٹڑی اس کے خون سے تر ہو گئی، تھوڑی دور آگے جا کر گاڑی رک گئی، سواریاں اور گاڑی کا عملہ بھاگتا ہوا جائے حادثہ پر پہنچا، انہوں نے عورت کی مسخ شدہ دو ٹکڑوں میں تقسیم لاش کو اٹھایا اور اس پر چادر ڈال دی، اتنی دیر میں وہاں پورا گاؤں اکھٹا ہو چکا تھا، اسوقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ لاش کو شہر کے پولیس اسٹیشن کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ اس کی شناخت نہیں ہو سکی تھی، چنانچہ لاش ٹرین میں رکھی گئی اور پولیس کے حوالے کر دی گئی، وہاں سے وہ قریبی ہسپتال کے سردخانے میں منتقل ہو گئی اور اگلے

❶ مکافات عمل: ص ۳۴۹ تا ۳۵۱

دن کے اخبارات میں ورثاء کی تلاش کیلئے خبر شائع کردی گئی مگر اس دن کوئی نہیں آیا، اگلے دن بھی مختلف نشانیوں کے ساتھ خبر شائع ہوئی تو شام کے وقت ایک بوڑھا شخص ایک بوڑھی اور چھوٹی سی بچی کے ساتھ ہسپتال میں داخل ہوا۔

انہوں نے آکر بتایا کہ دو دن سے ان کی جوان بیٹی گھر سے غائب ہے اور وہ ذہنی طور پر معذور بھی ہے، سسرال کے مظالم نے اسے پاگل کردیا ہے اور وہ اپنی بچی سمیت میکے میں رہ رہی ہے، بوڑھے والدین کی دکھ بھری داستان سن کر وہاں موجود ہسپتال کا عملہ بھی دکھی سا ہو گیا، والدین کو سرد خانے میں لے جایا گیا، جہاں لاش کے کپڑے اور پھر لہولہان جسم دیکھ کر بوڑھے والدین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، یہ لاش ان کی پیاری بیٹی صائمہ کی تھی جو کبھی بہت خوش تھی اور ہنسی اس کی زندگی کا حصہ ہوتی تھی مگر شادی کے بعد سسرال میں ہونے والے مظالم نے اسے ذہنی طور پر معذور کر کے رکھ دیا تھا اور پھول جیسی صائمہ اتنی بے بس و مجبور ہوگئی کہ اس نے زہر پی کر خودکشی کی کوشش کی مگر اس دن اتفاق سے اسکے والدین وہاں پہنچ گئے اور اس کی جان بروقت طبی امداد ملنے سے بچ گئی اور والدین اسے میکے لے آئے لیکن چند دن بعد ہی صائمہ کو طلاق مل گئی، وہ اپنی معصوم بچی کو گلے لگا کر خوب روئی اور اس کے بعد تو اسے دیوانگی کے دورے پڑنے شروع ہوگئے، اس رات بھی وہ ایسی ہی کیفیت میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی، بالآخر صبح کے وقت ریلوے لائن کے سامنے کھڑے ہو کر بے قصور صائمہ نے یا تو خودکشی کرلی یا پھر ذہنی معذوری کے باعث ریلوے لائن پر چلتی رہی اور اسے گاڑی آنے کا پتہ نہ چل سکا۔

جو کچھ بھی ہوا ایک معصوم لڑکی موت کی وادی میں چلی گئی، بوڑھے والدین کی تو دنیا ہی اجڑ گئی تھی اور صائمہ کی معصوم بچی بے سہارا ہوگئی تھی، صائمہ کے والدین نے آنسوؤں

کے ساتھ صائمہ کی لاش وصول کی اور اگلے دن چند رشتہ داروں کی موجودگی میں صائمہ کو منوں مٹی کے نیچے دفنا دیا گیا، اگلے دن کے اخبارات میں کئی دوسری خبروں کے ساتھ یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ باراتیوں سے بھری ہوئی بس کھائی میں جاگری اور مرنے والے دوسرے لوگوں کے ساتھ دولہا اور اس کے والدین بھی شامل تھے، یہ تینوں افراد دراصل مرنے والی لڑکی کے ساس سسر اور ظالم شوہر تھے جو اپنے بیٹے کی دوسری شادی کرنے جا رہے تھے مگر راستے میں ہی موت نے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا۔ ظالموں کو ظلم کی سزا مل گئی تھی اور قدرت نے ان سے انتقام لے لیا تھا۔ ❶

بیوہ عورت کے بچے پر ظلم کرنے والا قدرت کی پکڑ میں آ گیا

گوجرانوالہ میں میرے بہت قابلِ احترام دوست پروفیسر حافظ محمد ارشد صاحب نے ایک دردناک واقعہ سنایا۔ یہ ۹۸۔۱۹۹۷ء کی بات ہے، میں ان دنوں سول لائینز میں رہا کرتا تھا، ایک دوپہر کو میں ظہر کے بعد سو رہا تھا کہ باہر ایک خاتون نے دردناک لہجے میں مجھے آوازیں دیں، میں اٹھ کر باہر آیا تو دیکھا کہ ساتھ والی گلی کی ایک بیوہ عورت ہے جو حافظہ قرآن بھی تھی اور بچوں کو قرآن پاک پڑھایا کرتی تھی، وہ شدت سے رو رہی تھی اور میرے گھر کے سامنے واویلا کر رہی تھی، میں نے پوچھا کیا بات ہے تو اس نے بتایا کہ میرے گھر کے قریب ایک لڑکے نے میرے بیٹے کو ٹکر ماردی ہے اور اس کی ناک کی ہڈی توڑ دی ہے، میں تھانے میں گئی تھی، لیکن پولیس والوں نے میری بات نہیں سنی اور کیس درج نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹکر مارنے والے لڑکے کا خاندان بہت بااثر ہے، ان کی وزیر اعلی سے رشتہ داری ہے۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ میں نے اس خاتون کو صبر کی تلقین کی کہ جب صورت حال یہ ہے تو تھانے والے

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص۱۰۶ تا ۱۰۸

میری بات بھی نہیں سنیں گے، اس لئے معاملہ خدا پہ چھوڑ دو، وہی انصاف کرے گا اور مظلوم کی آہیں ضرور رنگ لائیں گی۔

اس واقعے کو صرف تین دن گزرے تھے، ٹکر مارنے والے نوجوان کے محلے ہی میں کسی لڑکی سے تعلقات تھے، یہ آدھی رات کو اس کی چھت پر چڑھ کر اس کے صحن میں اترا، تو گھر والوں نے چور چور کا شور مچا دیا، پولیس کے لوگ اتفاق سے قریب ہی گشت پر تھے، وہ شور سن کر گھر کے سامنے آ گئے، یہ لڑکا بھی شور سے پریشان ہو کر دوبارہ چھت پر آ گیا اور اس نے باہر کی طرف جھانکا، عین اس وقت گلی میں کھڑے ہوئے تھانیدار نے نشانہ لے کر گولی چلا دی جو اس کے سینے میں لگی اور یہ چکرا کر گلی میں آ گرا اور عین اس جگہ پر تڑپ تڑپ کر مر گیا جہاں اس نے بیوہ عورت کے بیٹے کو ٹکر ماری تھی اور جہاں اس کا خون گرا تھا۔

اللہ نے فوری طور پر ایک مظلوم کی فریاد سن لی اور ظالم کو کڑی سزا دے دی، خاص بات یہ ہے کہ جو پولیس ظالم کے خلاف مقدمہ درج کرنے پر تیار نہ تھی وہ اسی پولیس کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچا۔ ❶

ظالم ڈرائیور کی عبرتناک موت اور بوڑھی اماں کی غیبی نصرت

وہ بوڑھی عورت تھی جس کے سات بچے تھے، شوہر کچھ ہی دن قبل اسے داغ مفارقت دے چکا تھا، خاتون اور اس کے بچے اب بے سہارا ہو چکے تھے، اس لیے والدہ اور بھائیوں کی پرورش کی ذمہ داری نبھانے کے لیے بڑے لڑکے کو اپنا تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا، چنانچہ وہ اپنے والد کی دکان میں کام کرنے لگا اور خاصی محنت ومشقت سے زیادہ آمدنی حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگ گیا۔

❶ مکافات عمل: ص ۱۰۷، ۱۰۸

لیکن تین سالوں کے بعد اسے حکومت کی جانب سے لازمی فوجی ٹریننگ کے لیے بلوا لیا گیا، جس کی وجہ سے ان کی مشکلات میں اور اضافہ ہوگیا۔ گھر میں ایک ہی بحث تھی کہ اگر وہ ٹریننگ کے لیے چلا جاتا ہے تو گھر کے اخراجات کون پورے کرے گا کیونکہ دکان بند کرنی پڑے گی، اب یا تو بڑے سے چھوٹا تعلیم کو خیر باد کہہ دے یا پھر؟ مگر ایک مرتبہ تعلیم چھوٹ جائے تو پھر دوبارہ کون پڑھتا ہے۔

ادھر اُدھر سے مشورے لیے گئے، عراقی گورنمنٹ کا ایک نظام ہے جس کے تحت اگر حکومت کے خزانے میں ۴۰۰ دینار جمع کروا دیے جائیں تو لازمی ٹرینینگ سے چھٹی مل سکتی ہے۔ اب یہ رقم کہاں سے آئے، اتنی بڑی رقم؟ گھر کے افراد ایک مرتبہ پھر سنجیدگی سے غور کرنے بیٹھے، خاصے بحث مباحثے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ گھر کو گروی رکھ دیا جائے اور سرکاری خزانے میں ۴۰۰ دینار جمع کروا کر لازمی فوجی ٹریننگ سے استثناء حاصل کیا جائے۔

چنانچہ گورنمنٹ کو درخواست دی گئی کہ ہم رقم جمع کروا دیتے ہیں۔ وہاں سے منظوری آ گئی کہ فلاں تاریخ تک رقم خزانے میں جمع کروا دیں، بصورت دیگر بیٹے کو لازماً بھیجنا ہوگا۔ اب گھر کو گروی رکھنے کا معاملہ تھا، پیسے ملنے میں خاصا وقت لگ گیا، ادھر تاریخ قریب آ گئی تھی۔ رقم جمع کروانے کے لیے قریبی شہر جانا تھا جو کم و بیش ۲۴۰ کلومیٹر کی مسافت پر تھا۔ آخر وہ دن آ ہی گیا جب ۴۰۰ دینار بوڑھی اماں کی جیب میں تھے۔ رقم جمع کروانے کی مہلت میں صرف ایک دن باقی تھا، عصر ہوچکی تھی کہ وہ اکیلی ہی بسوں کے اڈے پر گئی، معلوم ہوا کہ آخری بس روانہ ہوچکی ہے، اگر مزید مسافر آ جائیں تو نئی بس روانہ ہوگی ورنہ اگلے دن جائے گی، اب بوڑھی عورت پریشان کہ مجھے تو ہر حالت میں آج شام وہاں پہنچنا ہے، کل آخری دن ہے۔ وہ خاصی دیر تک مزید مسافروں کا

انتظار کرتی رہی مگر اس روز کوئی مسافر نہ آیا، اڈے پر موجود لوگوں نے مشورہ دیا کہ وہ ٹیکسی سے چلی جائے، مسئلے کا یہی ایک حل ہے۔ چنانچہ اس نے ایک ٹیکسی والے سے کرایہ طے کیا اور ٹیکسی پر متعلقہ شہر کو چل دی۔ ڈرائیور نے بڑھیا سے اپنا پورا کرایہ وصول کرلیا تھا، گاڑی جانب منزل چل رہی تھی، اور دونوں شہروں کا درمیانی راستہ پہاڑوں اور وادیوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ جب گاڑی رہائشی علاقے سے بہت دور نکل چکی اور صحرائی علاقے میں داخل ہونے لگی تو ڈرائیور نے بوڑھی عورت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور پوچھا کہ اس کو کیا مجبوری تھی کہ وہ ٹیکسی پر خاصی رقم خرچ کر کے اس شہر کو جارہی ہے، بوڑھی عورت نے ساری داستان سنادی۔ جب ڈرائیور نے سنا کہ اس عورت کے پاس ۴۰۰ دینار ہیں تو اس کی نیت خراب ہوگئی، یہ بوڑھی عورت ہے، کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ میں راستے میں اس کا خاتمہ کردیتا ہوں، پہاڑوں کے درمیان ٹیکسی چلی جارہی تھی کہ اچانک ایک جھٹکے سے رک گئی۔ بوڑھی اماں نے آنکھیں کھولیں، کیا ہوا ہے؟ غالبًا گاڑی میں خرابی ہوگئی ہے، اچھا میں دیکھتا ہوں۔ ڈرائیور نیچے اترا، اس نے بونٹ اوپر اٹھایا۔ شام ہورہی تھی، سڑک بالکل سنسان تھی۔ اس نے ڈگی سے ایک سریا نکالا، اماں ذرا باہر نکلو گاڑی کو دھکا دینا ہے، اچھا اللہ خیر کرے شام ہورہی ہے۔ یہ گاڑی کیسے خراب ہوگئی؟ خوف کی ایک لہر سنسناتی ہوئی اس کے جسم سے گزر گئی۔ جب وہ باہر نکلی تو وہ بدبخت اس پر حملہ آور ہوگیا، اس کے ہاتھ میں سریا تھا۔ وہ کہاں تک برداشت کرتی، کیسے سہتی! ڈرائیور نے دینار چھین لیے۔

بوڑھی عورت خون میں نہائی ہوئی زمین پر گری پڑی ہے، سانس چل رہی ہے، سڑک سے ذرا دور اپنی زندگی کے غالبًا آخری سانس لے رہی ہے، خون مسلسل بہہ رہا ہے اور پھر وہ بے ہوش ہوگئی۔ ادھر ٹیکسی ڈرائیور نے سوچا کہ مجھے جلد ہی یہاں سے بھاگنا

چاہیے، کہیں کوئی گاڑی نہ آ جائے، میں پکڑا نہ جاؤں۔ اس کی منزل وہی شہر تھی جہاں وہ عورت جارہی تھی، جیسے ہی اڈے میں پہنچا، سواریاں اس کی منتظر تھیں۔ واپس نہیں جاؤ گے؟ انہوں نے سوال کیا، کیوں نہیں؟ وہ بول اٹھا۔ چند منٹ میں ٹیکسی بھر چکی تھی، اس نے واپسی کا رخ کیا، اب رات ہو چکی تھی، سڑک پر اندھیرا تھا جو آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جارہا تھا۔ قاتل جتنا بھی قوی اعصاب کا مالک ہو اس کے اندرونی احساسات اسے مسلسل زک پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ تم نے کیا کردیا! اس کا ضمیر اسے ملامت کررہا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے بوڑھی عورت کو قتل کیا تھا اور رقم چھینی تھی تو ایک غیر مرئی طاقت نے اسے مجبور کردیا کہ وہ گاڑی روک کر اس عورت کو دیکھے کہ وہ مرگئی ہے یا زندہ ہے؟ اور پھر اچانک جائے وقوعہ کے قریب اس نے بریکیں لگادیں۔ ٹیکسی کے مسافر کچھ نیند کی وادی میں تھے، اندر اندھیرا تھا، اس نے گاڑی کی لائٹیں عورت پر ڈالیں تو وہ ابھی تک ہل رہی تھی۔ مسافروں نے سمجھا کہ ڈرائیور حوائج ضروریہ کے لیے نیچے اترا ہے۔ جب قریب گیا تو وہ آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی۔ ملعون عورت، تم ابھی تک زندہ ہو۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا، ایک بڑا پتھر نظر آیا، ابھی دیکھتا ہوں تم کب تک زندہ رہتی ہو۔ بوڑھی عورت نے ایک حسرت بھری نگاہ سے اسے دیکھا، رحم کی اپیل کی، مگر اس پر شیطان مکمل طور پر سوار تھا۔ وہ پیچھے ہٹا اور بڑھیا کو مارنے کے لیے اس نے پوری قوت سے پتھر اٹھایا۔ لمحات کی دیر تھی، ابھی پتھر اس کے ہاتھوں میں تھا کہ اس نے زوردار چیخ ماری، پوری وادی گونج اٹھی۔ ٹیکسی کے مسافر بھی گھبرا کر باہر نکلے۔ گاڑی کی لائٹ میں عجب منظر دکھائی دیا۔ ڈرائیور زمین پر گرا تڑپ رہا تھا، ایک خوفناک اژدہا تیزی سے پہاڑ کے اوپر چڑھ رہا تھا۔

دراصل جب اس نے پتھر اٹھایا تو اس کے ساتھ ہی اژدہا تھا جس نے اسے آناً فاناً ڈس

لیا، اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ڈرائیور مر چکا تھا۔ مسافر جلدی سے بوڑھی عورت کی طرف گئے، اس میں جان باقی تھی، اس کو پانی پلایا، اٹھا کر گاڑی میں لائے۔ ایک مسافر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، قریبی ہسپتال لے جا کر اس عورت کو داخل کروادیا گیا۔ پولیس آئی اور اس نے تحقیقات شروع کردی۔

دوسرے دن بوڑھی عورت کو جب کچھ افاقہ ہوا تو پولیس نے اس سے حقیقت حال دریافت کی، اور پھر مجرم کے کپڑوں سے اس کے دینار برآمد ہو گئے۔ بڑھیا نے اپنے بیٹے سے بے ہوشی کے عالم میں کہا کہ یہ مال لے کر اپنا عوض فوراً ادا کردو پھر اس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور دوسری مرتبہ ایک طویل غشی طاری ہوگئی لیکن اس کی وفات نہیں ہوئی۔ اور ایک دن ایسا بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا کردی، اور پھر رفتہ رفتہ اس کے حالات بہتر ہوتے ہو گئے۔

قارئین کرام! یہ قصہ بیان کرنے والا کوئی عام آدمی نہیں، جس نے سنی سنائی باتوں کو بغیر جانچ پڑتال کے لکھ دیا ہو، بلکہ ''محمود شیث خطاب'' ہیں، جنہوں نے خود جا کر اس بوڑھی عورت سے حقیقت حال دریافت کی ہے، وہ اس بوڑھی خاتون کے نئے گھر گئے جس کو اس نے اس آفت کے بعد آباد کیا تھا اور پوچھا: اے خاتون! جب تو وادی میں زمین پر ڈھیر ہوگئی تھی اس وقت تیری زبان سے کیا دعا نکل رہی تھی؟ اس نے بتایا کہ میں یہ دعا پڑھتی رہی:

يَاجَبَّارَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ أَعْلَمُ بِحَالِي فَهَيِّئْ لِي بِقُدْرَتِكَ الْقَادِرَةِ أَسْبَابَ دَفْعِ الْبَدَلِ النَّقْدِيِّ عَنْ وَلَدِي لِيَعُودَ إِلَى أَهْلِهِ وَيُعِيلَهُمْ ،يَارَبِّ.

ترجمہ: اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! تو میری حالت کو زیادہ بہتر جانتا ہے، اس لیے تو اپنی قدرت کاملہ سے میرے بیٹے کی طرف سے بدل نقدی ادا کرنے

کے اسباب مہیا فرمادے تاکہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر ان کے نان ونفقہ کی ذمہ داریاں سنبھال لے اوران کی پرورش و پرداخت کر سکے، اے میرے پروردگار! توہی میری پکار سن سکتا ہے۔

ماں کی ممتا دیکھئے...... ماں کی اس عظیم قربانی پرغور کیجیے۔اس نے اپنے جسم سے بہتے خون کی قطعاً کوئی پروانہیں کی۔ اسے اس بات کی چنداں فکرنہیں ہوئی کہ اب تھوڑے ہی وقفہ میں اس کی زندگی کا چراغ گل ہونے والا ہےاوروہ اس دنیا سے کوچ کرنے والی ہے، بلکہ اگراسے کسی بات کی فکر دامنگیر تھی ،اگراسے کوئی غم ستائے جارہا تھا تو وہ صرف یہ کہ اس کی اولاد کی پرورش کیسے ہوگی؟ ان کی زندگی کے لیے نان ونفقہ کا بندو بست کون کرے گا؟ اس کی دعاومناجات کے بعد آسمانوں اورزمین کے پروردگار کی طرف سے کشادگی کا فیصلہ ہوتا ہے:

﴿أَمَّن يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾(النمل: ٦٢)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بیقرار اسے پکارتا ہےتو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے، اورتکلیف دور کردیتا ہےاور جوتمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہوکہ) اللہ کے ساتھ کوئی اورخدا ہے؟ نہیں! بلکہ تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ ❶

پانچ قاتلوں کی عبرتناک موت اورلاشیں مسخ ہوگئیں

اخباری اطلاعات کے مطابق یکم فروری ۱۹۹۵ء کو گورنمنٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد میں ایک طلبہ تنظیم کے لڑکوں نے وہاں ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ پروفیسر افتخار ملک کوقتل کردیا تھا، اورعوامی وصحافتی دباؤ کے تحت یہ مقدمہ لاہور کی ایک انسداد دہشت گردی عدالت

❶ سنہری کرنیں :ص ۳۰۶ تا ۳۱۱/عدالة السماء: ازمحمود شیث خطاب، معمولی تصرف کے ساتھ

میں منتقل کردیا گیا تھا۔اب قاتلوں نے یہ کیا کہ وہ افتخار ملک مرحوم کی رہائش گاہ پر جو ہوسٹل کے قریب ہی تھی، روزانہ فائرنگ کرتے تھے اور مرحوم کی بیوہ سے مطالبہ کرتے تھے کہ وہ قتل کا مقدمہ واپس لے لے ورنہ اس کے بچوں کو اغوا کرکے قتل کردیا جائے گا، چنانچہ تنگ آکر بے چاری بیوہ نے مقدمہ واپس لے لیا۔

افتخار ملک کے قتل میں متذکرہ تنظیم فیصل آباد کے پانچ لیڈر ملوث تھے اور ان کا سرغنہ نیازی نام کا ایک لڑکا تھا، مرحوم کی بیوہ نے عدالت سے مقدمہ واپس لے لیا، تو یہ پانچوں لڑکے فتح کا جشن منانے کے لئے ایک کار میں لاہور جارہے تھے کہ شاہکوٹ کے قریب ایک ٹرک ان کی کار پر چڑھ گیا اور پانچوں قاتل موقع پر مارے گئے اور ان کی لاشیں بری طرح مسخ ہوگئیں۔ ❶

ساس کو مارنے پیٹنے والی بہو قدرت کے انتقام میں

یہ فطری بات ہے کہ زیادہ تر لوگ بڑھاپے میں بچوں کی طرح ضدی اور چڑچڑے ہوجاتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جب ان کو اہمیت نہ دی جائے، بوڑھے لوگوں کو عملی طور پر ثابت کرکے بتائیں کہ وہ آپ کے لئے بہت ''اہم'' ہیں، بعض گھرانوں میں بزرگوں کو بوجھ تصور کیا جاتا ہے، یہ قصہ بھی ایسے ہی ایک گھرانے کا ہے اور نجانے ایسے کتنے گھرانے ہوں گے۔کسی زمانے میں ہمارے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی، اس کے پانچ بچے تھے جن کی عمریں بالترتیب تین سال سے بارہ سال کے درمیان تھی، دو بیٹے تھے، تین بیٹیاں تھیں، اس عورت کی ساس سیدھی سادھی عورت تھی، وہ عورت ساس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی تھی، بات بات پر طعنے دیتی وہ اپنے بڑے خاندان کے زعم میں مبتلا تھی، اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ وہ عورت ساس کو مارنے پیٹنے

❶ مکافات عمل: ص ۱۲۷

سے بھی گریز نہیں کرتی تھی، آخرایک دن ساس بھی اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔

پندرہ سال بعد اس عورت کی ایک جوان بیٹی پاگل ہوگئی، بیٹی کو اپنا کچھ ہوش نہیں رہتا اسے قید میں رکھنا پڑتا ہے، جب باتھ روم وغیرہ لے جانے کے لئے باہر نکالتے ہیں تو وہ وبال جان بن جاتی ہے، اپنی ماں کو نوچتی اور مارتی ہے، وہ عورت اس کے مرنے کی دعائیں کرتی ہے، کبھی اس لڑکی کو دورہ پڑتا ہے تو وہ خود کو چھڑا کر باہر بھاگ جاتی ہے، لوگوں کے بچوں کی گردنیں دباتی ہے، لوگوں کے گھروں میں گھس کر قیمتی چیزوں کا نقصان کردیتی ہے جو اس کی ماں کو پورا کرنا پڑتا، اس عورت کے ایک اٹھارہ سالہ بیٹے کو گٹکا پان اور چھالیہ کھانے کی لت پڑ گئی، پہلے معمولی کھانسی رہنے لگی، پھر شدید کھانسی کے دورے پڑنے لگے پھر ایک دن آیا کہ بلغم کے ساتھ ساتھ خون اور گوشت کے چھوٹے چھوٹے لوتھڑے بھی آنے لگے۔

ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ گٹکا نہایت مضر صحت ہوتا ہے اور یہ انسانی صحت کو اندر سے آہستہ آہستہ تباہ کردیتا ہے، ان تینوں چیزوں کی بدولت اس کے اندر زخم ہوگئے جو اتنے بڑھ گئے کہ خون اور لوتھڑے آنے لگے۔

چند مہینے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد وہ چل بسا، اس کے بعد اس عورت کی حالت دیوانوں جیسی ہوگئی، اسے ایک پل قرار نہیں آتا، وہ عورت اعتراف کرتی ہے کہ مجھے ساس کو مارنے پیٹنے کی سزا ملی ہے، میری زندگی میں سکون نہیں ہے، مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی، میں سونا چاہتی ہوں پھر بھی نیند نہیں آتی، وہ روتی ہے پچھتاتی ہے معافیاں مانگتی ہے۔

اپنی ساس کو مختلف طرح ایصال ثواب بھی کرتی ہے تاکہ اسے سکون میسر آجائے لیکن ساری دنیا جب نیند کے مزے لے رہی ہوتی ہے تب بھی نیند اس کی آنکھوں سے

کوسوں دور ہوتی ہے۔

کاش! انسان ظلم وستم ڈھاتے وقت یہ سوچ لے کہ کاتب تقدیر دیکھ رہا ہے اور یہ سب یا اس سے زیادہ ستم اس کے ساتھ ہوگیا تو کیا ہوگا۔ ❶

سوتیلی اولاد کو زہر دے کر ہلاک کرنے والی ظالم عورت کا عبرتناک انجام

ضلع مانسہرہ کے ایک دیہاتی علاقے میں ایک گھرانہ تھا، میاں بیوی اور تین بچوں پر مشتمل یہ گھرانہ بڑی خوشحال زندگی گزار رہا تھا، قحط سالی کا دور دورہ تھا لیکن عام قحط کے باوجود یہ گھرانہ اچھے حال میں تھا، اللہ کا فیصلہ کچھ اس طرح ہوا کہ اس گھر کی عورت کا انتقال ہوگیا اور تینوں بچے ماں کی مامتا سے محروم ہوگئے، بڑی لڑکی کی عمر تقریباً سات سال ہوگی اور اس کے بعد والے لڑکے کی عمر تقریباً پانچ سال ہوگی اور چھوٹا بچہ جو دودھ پینے کا زمانہ کاٹ رہا تھا، ان کے والد نے کافی دوست واحباب کے مشورے سے دوسری شادی کا پروگرام بنایا اور جگہ کا انتخاب کرنے لگے، بالآخر ایک جگہ رشتہ طے ہوگیا، وہ عورت بیوہ تھی، اس کے دو بچے بھی تھے، نکاح ہونے کے بعد وہ عورت دونوں بچوں سمیت اس شخص کے گھر آگئی، پہلے شوہر کا واقعہ مرگ بھی ایک عجیب دردناک ودلخراش منظر پیش کرتا ہے، اس عورت نے اپنے خاوند کو چھپکلی کھانے میں ملا کر کھلائی اور وہ آدمی موقعہ پر ہی ہلاک ہوگیا، بہر حال اس ظالم عورت نے ادھر دوسرے شوہر کے گھر آکر بھی ایک عجیب دردناک فعل کا ارتکاب کیا، وہ اس طرح کہ اپنے موجودہ شوہر کو ہر وقت پریشان کرنا شروع کردیا، کبھی کہتی کہ ان بچوں کو میرے سامنے سے دور کردو، کبھی کہتی کہ میں ان بچوں کو زہر دے کر ماردوں گی، خاوند بے چارہ اب مجبور تھا کچھ فیصلہ نہ کرسکا۔

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۱۲۲، ۱۲۳

ایک دن موقع پا کر اس عورت نے خاوند کی غیر موجودگی میں چائے کے پیالے میں زہر ملا کر ان تینوں کو پلا دی، جو بڑا بچہ تھا وہ انتہائی خوبصورت تھا اور انتہائی خوش اخلاق تھا، اس زہر آلود چائے کے ساتھ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا اور بڑی لڑکی کو قے آئی اور وہ قے کرتی رہی یہاں تک کہ زہر کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی، والد کے آنے پر اس کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا اور اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ وہ بچ گئی اور وہ دودھ پیتا بچہ بھی اللہ نے بچا دیا اور پھر ان دونوں کو اس ظالم عورت سے جدا کر کے بچوں کی دادی کے حوالے کر دیا، اور دادی جو انتہائی نیک تہجد گزار عورت تھی، اس نے ان بچوں کی اس طرح پرورش کی کہ ان بچوں کو کبھی بھی ماں کی یاد نہیں آئی، آج یہ دونوں جوان ہیں، شادیاں ہو گئی ہیں اور خوشحال ہیں لیکن اللہ نے اس ظالم عورت کے ظلم کا بدلہ اس طرح لیا کہ اس کا نوجوان بیٹا جو پہلے خاوند سے اس کے بطن سے پیدا ہوا، گاڑی سے گر کر اچانک موت کی وادی میں پہنچ گیا اور اس عورت کو اللہ نے ایک ایسی سزا میں مبتلا کر دیا کہ پورا جسم پھول جاتا ہے اور سارے گھر والے اوپر چڑھ کر دباتے ہیں اور گدھے کی طرح منہ سے آوازیں نکل رہی ہوتی ہیں، سخت تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہوتی ہے، جوان بیٹا حادثہ کا شکار ہو گیا، دوسرا بیٹا نافرمان ہو گیا، اور خود اذیت ناک اور عبرتناک سزا میں مبتلا ہو گئی۔ (۱)

ایک بے رحم سفاک ڈاکٹر کا اکلوتا بیٹا نظروں کے سامنے دم توڑ گیا

ڈاکٹر جمعہ انتہائی سفاک، بداخلاق اور بے رحم سرجن تھا۔ وہ پیسے کا پجاری تھا اور انسانی اخلاقیات سے قطعی عاری تھا، سنا یہ ہے کہ وہ آپریشن کے لئے مریض کی کھوپڑی کھول کر پھر مریض کے لواحقین سے سودے بازی کرتا تھا اور زیادہ سے زیادہ رقم کا مطالبہ

(۱) ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۱۰۴، ۱۰۵

کرتا تھا جو اس نازک موقع پر متعلقہ لوگوں کو دینی پڑتی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک رات ایک خداترس آدمی نے سڑک پر ایک نوجوان کو بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا، اس کی موٹر سائیکل پاس گری ہوئی تھی، اس شخص نے اس نوجوان کو اپنی گاڑی میں ڈالا اور ڈاکٹر جمعہ کے پاس لے آیا، اور ڈاکٹر صاحب سے مل کر اس نے بتایا کہ میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو سڑک پر بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا، کوئی گاڑی والا اس کی موٹر سائیکل کو ٹکر مار کر چلا گیا تھا، میں اسے اٹھا کر آپ کے پاس لے آیا ہوں، براہ کرم اُسے جلد دیکھئے، ہوسکتا ہے آپ کی کوشش سے اس کی جان بچ جائے۔

لیکن ڈاکٹر جمعہ نے حسبِ عادت کمال بے نیازی سے کہا: صاحب میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں ایسے ہی مریضوں کو بے مقصد دیکھتا ہوں، میں پچاس ہزار روپے فیس لوں گا، نہیں ہے تو جائیے، اسے کسی دوسرے ہسپتال میں لے جائیے۔ اس شخص نے بڑی آزردگی سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! اتنی رقم تو میں نہیں دے سکتا، یہ لڑکا میرا عزیز نہیں ہے، میں تو محض انسانی ہمدردی کے تحت اسے آپ کے پاس لایا ہوں، آپ اسے دیکھ تو لیں۔ لیکن ڈاکٹر جمعہ نے انکار کردیا کہ میں مریض کو نہیں دیکھ سکتا، پہلے رقم طے کیجئے اور ادائیگی کیجئے، پھر میں مریض کو دیکھوں گا۔

اس خداترس آدمی نے بالآخر ڈاکٹر جمعہ سے وعدہ کرلیا کہ وہ اِس کی قیمت ادا کرے گا، تب ڈاکٹر اپنے دفتر سے باہر نکلا اور لاؤنج میں سٹریچر پر خون میں لت پت بے ہوش نوجوان کو دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں، اس نے بری طرح سر پیٹ لیا، یہ نوجوان اس کا اپنا ہی لختِ جگر، اکلوتا بیٹا تھا، بہر حال اپنے نوجوان بیٹے کا ڈاکٹر نے بہتے آنسوؤں اور لرزتی انگلیوں کے ساتھ آپریشن کیا، لیکن وہ جانبر نہ ہوسکا اور اس کی نظروں کے سامنے اس کے ہاتھوں میں دم توڑ گیا۔

اس طرح اللہ کی بے نیازی نے ایک سفاک، بے رحم اور زر پرست ڈاکٹر کو اس کی زندگی ہی میں نقد اور کڑی سزا دے دی۔ درست فرمایا مولانا ظفر علی خان صاحب نے:

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اُس کی
ڈر اُس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اُس کا ❶

مظلوم بیوہ عورت کی بددعا کے سبب قبضہ کئے ہوئے پلاٹ میں باپ بیٹے کی قبریں بن گئیں

رانا آصف نے غریب بیوہ عورت کے پلاٹ پر زبردستی قبضہ کیا، تو اس عورت نے بہت واویلا کیا اور اپنا دوپٹہ پھیلا کر بددعا دی کہ اللہ کرے اس پلاٹ میں تمہارے بیٹے کی قبر بنے۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ رانا آصف نے جی ٹی روڈ پر کاموں نکے سے ذرا آگے ایک سی این جی سٹیشن کے قریب ایک پلاٹ کا سودا کیا اور وہاں سی این جی سٹیشن بنانے کا پروگرام بنالیا، پڑوس کے سی این جی سٹیشن کے مالکان نے اس کا برا منایا اور رانا آصف کو وارننگ دی کہ وہاں سی این جی اسٹیشن نہ بنائے، ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا، لیکن رانا نے ان کی دھمکی کو چنداں اہمیت نہ دی اور اپنے پروگرام پر عمل کرتا رہا، تا آنکہ تقریباً ایک سال پہلے اس کا اکلوتا بیٹا اپنی پجارو میں سمبڑیال جارہا تھا، جب کسی دشمن نے اس پر نہر اپر جناب کے قریب اندھا دھند فائرنگ کردی اور پجارو کے اندر ہی اسے گولیوں سے چھلنی کردیا اور مظلوم بیوہ عورت کی بددعا انتہائی دردناک صورت میں اس طرح پوری ہوئی کہ رانا آصف کی بیوی کے اصرار پر ان کے اکلوتے بیٹے کی قبر اسی پلاٹ میں ٹاوروں کے نیچے تیار ہوئی۔

رانا آصف اس قدر شقی القلب اور بے حس تھا کہ اکلوتے بیٹے کی انتہائی ہولناک موت

❶ مکافات عمل: ص ۱۲۸، ۱۲۹

کے بعد بھی اس نے صورت حال سے کوئی عبرت حاصل نہ کی، وہ سوگ کے دنوں میں بھی بے تکلف دوستوں کے ساتھ چہلیں کرتا رہتا اور لطیفے سنتا اور سناتا رہتا تھا، نرمی، گداز اور خوفِ خدا گویا اس کی سَرِشْت ہی میں نہ تھے۔

اور اکتوبر ۲۰۰۹ء کی بات ہے، وہ زمین کے مقدمے ہی کے سلسلے میں حافظ آباد گیا تھا، اس نے اپنی پجارو میں سفر کیا تھا اور دو گارڈ اس کے ساتھ تھے، وہ حافظ آباد کے بار روم میں براجمان تھا، اس کے دونوں گارڈ باہر بیٹھے ہوئے تھے، اور وہ بے فکری سے دوستوں کے ساتھ قہقہے لگا رہا تھا کہ اچانک ایک نوجوان اندر داخل ہوا، سیدھا رانا آصف کے پاس گیا اور اس کی کنپٹی پر گولی مار کر چشم زدن میں باہر بھاگ گیا، گارڈ اندر آئے تو رانا خون میں لت پت تڑپ رہا تھا، فوراً ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

مزید خوفزدہ کردینے والی بات یہ ہے کہ رانا کی بیوی کی خواہش پر اس کی قبر بھی بیوہ عورت والے پلاٹ میں بیٹے کے پہلو میں بنائی گئی، مظلوم عورت نے ایک قبر کے لئے بددعا کی تھی، اللہ کے غضب نے باپ کو بھی وہیں گاڑھ دیا اور ایک کی بجائے دو قبریں بنا دیں، قرآن پاک کا فیصلہ کس قدر اٹل ہے ''إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ'' بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، اور رانا آصف کا انجام اس کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ ❶

ایک ظالم بادشاہ کا زمین میں دھنس جانا

ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا، طرح طرح کی بنیاد ظلم کی ڈالتا تھا۔ چنانچہ ایک مکان بنانا شروع کیا، ملازموں کو حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے اینٹ گارا ڈلواؤ اور جلد تیار کراؤ، ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے، اس کو پکڑا، ہر چند

❶ مکافات عمل: ص ۱۳۳، ۱۳۴

اس نے عذر کیا کہ مجھ کو ذرا مہلت دو کہ میں جننے کے درد سے نجات پاؤں، پھر میں تمہارے کام میں مستعد رہوں گی۔ ظالم ملازموں نے نہ مانا، بلکہ اس کو مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اس مصیبت زدہ کو دکھ اور درد سے اٹھنا بیٹھنا بھی دشوار تھا، سر پر بوجھ اٹھانے کا کیا ذکر۔ آخرکار جب اس کی طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی، اس کو اپنی زندگی پہاڑ لگنے لگی، جان سے تنگ آ کر جناب الٰہی میں بکمال نالہ و آہ رو کر کہنے لگی کہ اے میرے مالک! تیری لونڈی اس مصیبت و آفت میں گرفتار ہے، اس حال سراپا وبال میں سوا تیرے کون اس کا غمگسار ہے، کیا تو اس حال سے خبردار نہیں ہے۔ ایسی زندگی سے موت بھلی ہے۔ پھر یکایک قہر الٰہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب دربار کے فوراً زمین میں دھنس گیا۔

بے رحم ڈاکٹر خاندان سمیت حادثہ کا شکار ہو گیا

یہ ۱۳ ر نومبر ۲۰۰۳ء کا واقعہ ہے۔ ضلع بہاولپور کے مشہور قصبے ڈونگا بونگا کے قریب ایک گاؤں میں لڑائی ہو گئی، ایک آدمی مارا گیا، اب جب تک پوسٹ مارٹم رپورٹ نہ ملتی، پولیس ''ایف آئی آر'' درج نہیں کر سکتی تھی، چنانچہ مقتول کے ورثاء میت اٹھا کر ڈونگا بونگا سول ہسپتال لے آئے، شام کا وقت ہو گیا تھا، ہسپتال کے سرکاری میڈیکل آفیسر نے کمال سنگدلی کا مظاہرہ کیا اور ان لوگوں سے بات کرنے کی زحمت نہ کی بلکہ انتہائی سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہسپتال کے برآمدے سے میت کی چارپائی زبردستی باہر نکلوا دی اور ہسپتال کا دروازہ بند کروا دیا، شدید سردی تھی، ڈاکٹر نے ذرا رحم نہ کیا اور یہ لوگ میت کے ساتھ ہسپتال کے باہر درختوں کے نیچے کھلی جگہ پر رات گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے، ڈاکٹر ان لوگوں کے سامنے بازار سے انڈین فلم لایا اور بڑے سکون سے ''وی سی آر'' پر فلم دیکھنے لگ گیا۔

مقتول کا تعلق میواتی قبیلے سے تھا اور ڈونگا بونگا کے قریب اس برادری کے بہت سے دیہات ہیں، میت کیساتھ آنے والے لوگ ڈاکٹر کی بداخلاقی اور غیر انسانی رویّے سے سخت نالاں تھے، وہ رات کو اپنے گاؤں گئے اور اردگرد کے دیہات سے سینکڑوں لوگ اکٹھے ہو کر سول ہسپتال آ گئے، صبح ہونے پر ان لوگوں نے ہسپتال پر ہلہ بول دیا اور قریب تھا کہ ہجوم ہسپتال کو آگ لگا دیتا اور ڈاکٹر کو خاندان سمیت جلا کر بھسم کر دیتا کہ پولیس نے اے سی کے حکم پر آ کر گولی چلادی جس سے متعدد افراد ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔

ڈاکٹر اس وقت تو بچ گیا، لیکن اس کی غیر معمولی خباثت کی سزا اسے یہ ملی کہ چار ہی مہینے کے بعد فروری ۲۰۰۴ء میں وہ اپنے سارے خاندان کے ساتھ اپنے بھتیجے کے عقیقے سے واپس آ رہا تھا، جب اس کی کار کو حادثہ پیش آیا اور سارے افراد موقع پر ہی ختم ہو گئے۔ اللہ کے غصے نے بے رحم ڈاکٹر کا نشان تک مٹا دیا۔ ❶

اس لئے اگر کسی پر ظلم کیا ہے تو دنیا ہی میں معافی مانگ لیں اور اس کا حق دے کر اُسے راضی کر لیں، ورنہ ظالم کا دنیا اور آخرت میں بھیانک اور عبرت ناک انجام ہوتا ہے، جیسا کہ ماقبل میں نصوص اور واقعات کے تناظر میں بالتفصیل بات گزر چکی ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو عدل وانصاف اور اعتدال کے ساتھ شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم سب کو دوسروں کی حق تلفی اور ظلم سے بچائے۔

آمین

❶ مکافات عمل: ص ۱۰۸، ۱۰۹

۵۱...... جہاد وشہادت کی فضیلت اور اسلافِ امت کی شجاعت وبہادری کا ایمان افروز تذکرہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة:٢١٦)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِى سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾(آل عمران:١٦٩)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿فَلْيُقَاتِلْ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾(النساء:۷۴)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ:أَىُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟فَقَالَ:إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ.قِيلَ:ثُمَّ مَاذَا؟قَالَ:اَلْجِهَادُ فِى سَبِيْلِ

اللَّهِ،قِيلَ :ثُمَّ مَاذَا؟قَالَ :حَجٌّ مَبْرُورٌ. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ،أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. ❷

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ،وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ. ❸

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ،قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللَّهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. ❹

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابل صد احترام بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث مبارکہ کا تذکرہ کیا ان میں جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت کی ترغیب وفضائل بیان ہوئے ہیں ۔جہاد ایک عظیم عبادت ہے،جہاد کی وجہ سے اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت ہوتی ہے،اور جہاد ہی سے اللہ کی زمین پر اللہ کا دین

❶صحیح البخاری: کتاب الإیمان،باب من قال إن الإیمان هو العمل،رقم الحدیث:۲۶

❷صحیح البخاری: کتاب الجهادو السیر،باب درجات المجاهدین فی سبیل اللّٰه ......الخ،رقم الحدیث: ۲۷۹۰

❸صحیح البخاری: کتاب الجهاد،باب من یجرح فی سبیل اللّٰه،رقم الحدیث:۲۸۰۳

❹سنن الترمذی:أبواب فضائل الجهاد،باب ما جاء فی فضل المرابط، رقم الحدیث:۱۶۶۹

غالب ہوتا ہے، کفار پر رعب اسی عظیم عبادت کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی جہاد کی وجہ سے مسلمان سر اٹھا کر چلتا ہے، جب سے جہاد کو مسلمانوں نے چھوڑا تو کفار غالب ہو گئے اور مسلمان سر جھکا کر چلنے لگا۔

جہاد کا معنی و مفہوم

لفظِ جہاد، ''جھد'' سے ماخوذ ہے۔لفظ ''جھد'' جیم پر زبر کے ساتھ ''جَھْدٌ'' اور پیش کے ساتھ ''جُھْدٌ'' دونوں طرح مستعمل ہے، یہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے، جس کے لغوی معنی سخت محنت و مشقت، طاقت و اِستطاعت، کوشش اور جدو جہد کے ہیں۔

ذیل میں ہم چند مشہور آئمہ لغت کی کتب سے جہاد کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

امام ابن فارس رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ) لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جَهْدٌ اَلْجِيمُ وَالْهَاءُ وَالدَّالُ أَصْلُهُ الْمَشَقَّةُ،ثُمَّ يُحْمَلُ عَلَيْهِ مَا يُقَارِبُهُ. ❶

ترجمہ: لفظِ جہد (جیم، ھاء اور دال) کے معنی اَصلاً محنت و مشقت کے ہیں، پھر اس کا اطلاق اس کے قریب المعنی الفاظ پر بھی کیا جاتا ہے۔

امام ابو منصور محمد بن احمد ازہری رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) معروف لغوی امام لیث رحمہ اللہ کے حوالے سے لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہیں:

اَلْجَهْدُ: مَا جَهَدَ الْإِنْسَانَ مِنْ مَرَضٍ أَوْ أَمْرٍ شَاقٍّ فَهُوَ مَجْهُودٌ. قَالَ: وَالْجُهْدُ لُغَةً بِهٰذِهِ الْمَعْنٰى، قَالَ: وَالْجُهْدُ: شَيْءٌ قَلِيْلٌ يَعِيْشُ بِهِ الْمُقِلُّ عَلٰى جَهْدِ الْعَيْشِ. قَالَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ: (وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ) عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى. ❷

---

❶ معجم مقاييس اللغة: كتاب الجيم، ج ۱ ص ۴۸۶

❷ تهذيب اللغة: أبواب الهاء والجيم، ج ۶ ص ۲۶

ترجمہ:"جَھْــدٌ"(جیم کی فتح کے ساتھ) سے مراد وہ شے ہے جو انسان کو تھکا دے، خواہ وہ کوئی بیماری ہو یا کوئی دوسرا مشقت آمیز کام۔ انہوں نے کہا: لغوی طور پر"جُھْدٌ" کا بھی یہی معنی ہے۔ "جُھْــــدٌ" کا ایک معنی قلیل شی ہے، جس پر کوئی مفلس شخص بڑی مشکل کے ساتھ گزارا کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"وَالَّـذِيْـنَ لَا يَـجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ" جو اپنی محنت ومشقت کے سوا(کچھ زیادہ مقدار) نہیں پاتے۔

جہاد کا شرعی مفہوم

شیخ علی احمد الجرجاوی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں جہاد کے مفہوم اور مقصود کو واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اَلْـجِهَادُ فِي الْإِسْلَامِ هُوَ قِتَالُ مَنْ يَّسْعَونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا لِتَقْوِيْضِ دَعَائِمِ الْأَمْـنِ وَإِقْلَاقِ رَاحَةِ الـنَّـاسِ وَهُـمْ اٰمِـنُـونَ فِي دِيَارِهِمْ أَوِ الَّذِيْنَ يُثِيرُوْنَ الْـفِتَـنَ مِـنْ مَـكَـامِنِهَا إِمَّا بِالْحَادٍ فِي الدِّيْنِ وَخُرُوْجٍ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَشَقِّ عَصَا الطَّاعَةِ أَوِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ إِطْفَاءَ نُوْرِ اللهِ وَيَنَأَوُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْعَدَاءَ وَيُـخْـرِجُوْنَهُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ وَيَنْقُضُونَ الْعُهُوْدَ وَيَخْفِرُوْنَ بِالذِّمَمِ فَالْجِهَادُ إِذَنْ هُوَ لِدَفْعِ الْأَذٰى وَالْمَكْرُوهِ وَرَفْعِ الْمَظَالِمِ وَالذَّوْدِ عَنِ الْمَحَارِمِ. (1)

ترجمہ: اِسلام میں جہاد کا مفہوم ان لوگوں کی سرکوبی کرنا ہے جو بناء اَمن کو تباہ و برباد کرنے، اِنسانوں کے آرام وسکون کو ختم کرنے اور اللہ کی زمین میں فساد انگیزی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً اُس وقت جب لوگ اپنے گھروں میں انتہائی پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہوں۔ یا ان لوگوں کے خلاف جدو جہد کرنا جو پوشیدہ جگہوں اور خفیہ طریقوں سے (اَمنِ عالم کو تباہ کرنے کے لیے) فتنہ وفساد کی آگ بھڑکاتے

(1) حكمة التشريع وفلسفته :حكمة الجهاد، ج۲ ص۲۱۷

ہیں، خواہ (یہ کاوش) کسی کو دین سے منحرف کرنے کی صورت میں ہو، یا جماعت سے باغی کرنے اور اطاعت کی زندگی سے رُوگردانی کرنے کے لیے ہو، یا ان لوگوں کے خلاف ہو جو اللہ کے نور کو (ظلم و جبر سے) بجھانا چاہتے ہوں اور مسلمانوں کو جنہیں وہ اپنا دشمن قرار دیتے ہیں (اپنے وطن سے نکال کر) دور بھگانا چاہتے ہوں اور انہیں اپنے ہی گھروں سے بے گھر کرتے ہوں، عہد شکنی کرتے ہوں اور باہمی اَمن وسلامتی کے معاہدات کی پاس داری نہ کرتے ہوں۔ غرض یہ کہ جہاد اِنسانیت کے لیے اَذیت و تکلیف دہ ماحول اور ناپسندیدہ، ظالمانہ اور جابرانہ نظام کو ختم کرنے اور محارم کی حفاظت کرنے کا نام ہے۔

سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر میں لفظِ جہاد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْجِهَادَ بَذْلُ الْجُهْدِ فِي دَفْعِ مَا لَا يُرْضٰى.[1]

ترجمہ: کسی ناپسندیدہ اور ضرر رساں شے کو دور کرنے کے لیے کوشش کرنے کا نام جہاد ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں لفظِ جہاد کا مفہوم یہ ہوگا کہ کسی بھی نیکی اور بھلائی کے کام کے لیے جد و جہد میں اگر اِنتہائی طاقت اور محنت صرف کی جائے اور حصولِ مقصد کے لیے ہر قسم کی تکلیف اور مشقت برداشت کی جائے تو اس کوشش کو جہاد کہیں گے۔ جہاد کا مقصد نہ تو مالِ غنیمت سمیٹنا ہے اور نہ ہی اس کا مقصد ملک وسلطنت کی توسیع ہے۔ توسیع پسندانہ عزائم اور ہوسِ ملک گیری کا کوئی تعلق اِسلام کے فلسفہ جہاد سے نہیں اور نہ ہی دہشت گردی کا جہاد سے کوئی دور کا واسطہ ہے۔

[1] روح المعانی: سورۃ التوبۃ، ج۵ ص۳۲۷

جہاد کی قسمیں

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْجِهَادَ يَنْقَسِمُ أَقْسَامًا ثَلاثَةً: أَحَدُهَا: اَلدُّعَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِاللِّسَانِ، وَالثَّانِي: اَلْجِهَادُ عِنْدَالْحَرْبِ بِالرَّأْيِ وَالتَّدْبِيرِ، وَالثَّالِثُ: اَلْجِهَادُ بِالْيَدِ فِي الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ. ❶

ترجمہ: بے شک جہاد تین اَقسام میں منقسم ہے: پہلی قسم یہ ہے کہ زبان سے دعوت اِلی اللہ دی جائے، دوسری قسم یہ ہے کہ جنگ مسلط ہونے کی صورت میں حکمت اور تدبر کے ساتھ لڑنا، اور تیسری قسم یہ ہے کہ (حملہ آور کے جواب میں اپنا دفاع کرتے ہوئے) ہاتھ سے چوب یا چوٹ لگا کر جہاد کرنا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْجِهَادُ بِكَسْرِ الْجِيمِ، أَصْلُهُ لُغَةً الْمَشَقَّةُ، يُقَالُ: جَهَدْتُّ جِهَادًا بَلَغْتُ الْمَشَقَّةَ، وَيُطْلَقُ أَيْضًا عَلٰى مُجَاهَدَةِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَالْفُسَّاقِ، فَأَمَّا مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ فَعَلٰى تَعَلُّمِ أُمُورِ الدِّينِ، ثُمَّ عَلَى الْعَمَلِ بِهَا، ثُمَّ عَلٰى تَعْلِيمِهَا، وَأَمَّا مُجَاهَدَةُ الشَّيْطَانِ فَعَلٰى دَفْعِ مَا يَأْتِي بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، وَمَا يُزَيِّنُهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ. وَأَمَّا مُجَاهَدَةُ الْكُفَّارِ فَتَقَعُ بِالْيَدِ وَالْمَالِ وَاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ. وَأَمَّا مُجَاهَدَةُ الْفُسَّاقِ فَبِالْيَدِ ثُمَّ اللِّسَانِ ثُمَّ الْقَلْبِ. ❷

ترجمہ: لفظِ جہاد جیم کی کسرہ کے ساتھ ہے اور لغوی اعتبار سے اِس کا حقیقی معنی مشقت ہے۔ کہا جاتا ہے: ''جَهَدْتُّ جِهَادًا'' (میں نے بڑی مشقت اٹھائی) اس کا اطلاق

❶ منهاج السنة النبوية: المنهج الرابع، ج۸ ص۸۷

❷ فتح الباري: كتاب الجهاد، ج۶ ص۳

نفس، شیطان اور نافرمانوں سے جہاد کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ نفس سے جہاد اُمورِ دینیہ کا سیکھنا اور پھر ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور پھر اُن اُمور کی (دوسروں کو بھی) تعلیم دینا ہے اور شیطان سے جہاد اُس کی طرف سے پیدا ہونے والے شبہات اور اس کی سجائی ہوئی شہوات سے دوری اختیار کرنا ہے۔ کفار سے جہاد ہاتھ، مال، زبان اور دل سے ہوتا ہے۔ جب کہ نافرمانوں سے جہاد ہاتھ سے، پھر زبان سے اور پھر دل سے ہوتا ہے۔

بہر حال یہاں جس قسم کا بیان ہوگا وہ جہاد بالسیف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کفار سے لڑنا اور اپنے جانوں کا نذرانہ پیش کرنا۔

قرآن کریم کی روشنی میں جہاد وشہادت کی اہمیت وفضیلت

جہاد کرو یہاں تک کہ دین غالب ہو جائے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَقَاتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَیْثُ أَخْرَجُوکُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقَاتِلُوکُمْ فِیهِ فَإِنْ قَاتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ کَذٰلِکَ جَزَاءُ الْکَافِرِینَ. فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِیْمٌ. وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُونَ فِتْنَةٌ وَیَکُونَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَی الظَّالِمِیْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۹۰ تا ۱۹۳)

ترجمہ: اور ان لوگوں سے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تم ان لوگوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، اور انہیں اس جگہ سے نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا، اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین برائی ہے، اور تم ان سے مسجد حرام کے پاس اس وقت

تک لڑائی نہ کرو جب تک وہ خود اس میں تم سے لڑائی شروع نہ کریں، ہاں اگر وہ تم سے اس میں لڑائی شروع کر دیں تو تم ان کو قتل کر سکتے ہو، ایسے کافروں کی سزا یہی ہے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔ اور تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے پھر اگر وہ باز آ جائیں تو (سمجھ لو کہ) تشدد سوائے ظالموں کے کسی پر نہیں ہونا چاہیے۔

تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ٢١٦)

ترجمہ: تم پر (دشمنوں سے) جنگ کرنا فرض کیا گیا ہے، اور وہ تم پر گراں ہے، اور یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو، اور (اصل حقیقت تو) اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔

شہداء اللہ کے یہاں زندہ ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (آل عمران: ١٦٩)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں، انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

شہید کیلئے انعامات

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾ (آل عمران: ۱۹۵)

ترجمہ: چنانچہ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کی (اور کہا) کہ میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب آپس میں ایک جیسے ہو، لہذا جن لوگوں نے ہجرت کی، اور انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا، اور میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں، اور جنہوں نے (دین کی خاطر) لڑائی لڑی اور قتل ہوئے، میں ان سب کی برائیوں کو مٹادوں گا، اور انہیں ضرور بالضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے انعام ہوگا، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بہترین انعام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو دوسروں پر فضیلت دی ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (النساء: ۹۵، ۹۶)

ترجمہ: جن مسلمانوں کو کوئی معذوری لاحق نہ ہو اور وہ (جہاد میں جانے کے بجائے گھر میں) بیٹھ رہیں وہ اللہ کے راستے میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں ہیں، جو لوگ اپنے مال و جان سے جہاد کرتے ہیں ان کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے اور اللہ نے سب سے اچھائی کا وعدہ کر رکھا ہے، اور اللہ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دے کر بڑا ثواب بخشا ہے۔ یعنی خاص اپنے پاس سے بڑے درجے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

جہاد کرنے والے ہی کامیاب ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ. يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيْمٌ مُقِيْمٌ خَالِدِيْنَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (التوبة: ۲۰ تا ۲۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہے اور اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کیا ہے، وہ اللہ کے نزدیک درجے میں کہیں زیادہ ہیں، اور وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا پروردگار انہیں اپنی طرف سے رحمت اور خوشنودی کی اور ایسے باغات کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی نعمتیں ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یقیناً اللہ ہی ہے جس کے پاس عظمت والا اجر موجود ہے۔

اللہ تعالی نے مومنین کی جانوں کو خرید لیا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰـهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(التوبة: ۱۱۱)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے، وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں مارتے بھی ہیں، اور مرتے بھی ہیں، یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے، اور قرآن میں بھی، اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو، لہذا اپنے اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے اور یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

عذاب الیم سے نجات دینے والی تجارت جہاد ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ.وَأُخْرَى تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الصف: ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلا دے؟ (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور

اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہترین بات ہے، اگر تم سمجھو۔ اس کے نتیجے میں اللہ تمہاری خاطر تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ایسے عمدہ گھروں میں بسائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں واقع ہوں گے، یہی زبردست کامیابی ہے۔

یہ چند آیات ہیں جن میں جہاد کی ترغیب اور فضائل بیان ہوئے ہیں، اس کے علاوہ بیسوں آیات ہیں جن میں جہاد کے موضوع کو اجاگر کیا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں جہاد وشہادت کی اہمیت وفضیلت

جہاد اللہ کے ہاں محبوب عمل ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

أَیُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَی اللَّهِ؟

ترجمہ: کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلاۃُ عَلَی وَقْتِهَا.

ترجمہ: اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔

میں نے پوچھا: پھر کونسا عمل محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَیْنِ

ترجمہ: پھر والدین کیساتھ نیکی کرنا۔

میں نے پوچھا: پھر کونسا عمل محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْجِهَادُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

جہاد میں ایک دن کے پہرہ کی فضیلت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا دوسرے مقامات پر ہزار دنوں سے زیادہ افضل ہیں۔

ایک پہرہ کی اتنی بڑی فضیلت ہے تو جہاد کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ہوگی؟

جہاد میں تھوڑا وقت لگانے والے کے لئے بھی جنت واجب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی ایک مقام سے گزرے تو وہاں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جو اِن کو اچھا لگا، تو اس نے کہا کہ کاش میں لوگوں سے الگ ہو جاتا اور اس مقام پر ٹھہرتا پھر کبھی نہیں نکلتا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مُقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ، اُغْزُوْ فِي

❶ صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، رقم الحديث: ٥٢٧

❷ سنن الترمذي: أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط، رقم الحديث: ١٦٦٧

سَبِيلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. ❶

ترجمہ: ایسا مت کرو، اس لئے تم میں سے اللہ کے راہ میں ایک کا مقام ستر سال گھر میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہاری مغفرت کریں اور تمہیں جنت میں داخل کریں؟ اللہ کے راہ میں جہاد کریں، جو اللہ کی راہ میں اتنے وقت لڑے جتنا ایک اونٹی کا دودھ نکالتے میں لگتا ہے تو اس پر جنت واجب ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي، وَإِيمَانًا بِي، وَتَصْدِيقًا بِرُسُلِي، فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِينَ كُلِمَ، لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيحُهُ مِسْكٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَبَدًا، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي أَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ. ❷

---

❶ سنن الترمذی: أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الغدو والرواح فی سبيل اللّٰه، رقم الحديث: ۱۶۵۰

❷ صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج فی سبيل اللّٰه، رقم الحديث: ۱۸۷۶

ترجمہ: اللہ فرماتا ہے کہ جو شخص میری راہ میں اس طرح نکلا کہ درحقیقت میری راہ میں جہاد کا جذبہ مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق ہی نے اسے نکلنے پر مجبور کیا تو میری ذمہ داری ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں، یا جہاں سے وہ نکلا ہے اس مسکن تک اسے اس طرح واپس کروں کہ وہ اجر یا غنیمت سے مالا مال ہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اللہ کی راہ میں جو زخم بھی آئے گا تو قیامت کے روز وہ اس ہیئت میں اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوگا، اس زخم کا رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر میری امت کے لیے دشوار نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں لڑنے والی کسی فوجی مہم سے پیچھے ہٹ کر نہ بیٹھتا، لیکن نہ تو مجھے وسعت حاصل ہے کہ میں سب مسلمانوں کو سامانِ جنگ مہیا کر کے دوں اور نہ ان کو اس قدر فراوانی حاصل ہے کہ وہ ہر حال میں میرے پیچھے نکلتے رہیں، مگر ان کو یہ بھی ناگوار ہے کہ میں نکلوں اور وہ پیچھے بیٹھ رہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ اختیار میں محمد کی جان ہے میری خواہش تو یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں اور مارا جاؤں۔

جہاد کے برابر کوئی عبادت نہیں

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟

کون سا ایسا عمل ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے ہم پلہ ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عمل کی تمہارے اندر استطاعت نہیں ہے، دریافت کرنے والوں نے سوال کا اعادہ کیا، دو بار یا تین بار ہر مرتبہ آپ فرماتے رہے کہ اس عمل کی تمہارے اندر استطاعت نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللَّهِ، لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ،وَلَا صَلَاةٍ،حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى. ❶

ترجمہ: مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص برابر روزے رکھ رہا ہو، برابر نماز پڑھ رہا ہو، برابر آیات الٰہی کی تلاوت کر رہا ہو، اپنے روزوں اور اپنی نمازوں میں کوئی توقف نہ کر رہا ہو یہاں تک کہ مجاہد گھر لوٹ آئے۔

ترجمہ: یہ کسی انسان کی بس کی بات نہیں ہے کہ وہ مسلسل ایک مہینے یا دو مہینے کی مدت اس انداز سے گزارے کہ بلاتوقف روزے رکھے، نماز پڑھتا رہے اور ہمیشہ تلاوت کلام کرتا رہے۔ جہاد میں نکلنے والا شخص کا اجر اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل روزے، نماز اور تلاوت کرتا رہے۔

کامل مؤمن کون ہے؟

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْمَلُ إِيمَانًا؟

مؤمنین میں سے کس کا ایمان کامل ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ،وَرَجُلٌ يَعْبُدُ اللَّهَ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ قَدْ كُفِيَ النَّاسُ شَرَّهُ. ❷

ترجمہ: اس شخص کا جو اللہ کے راستہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتا ہے اور اس شخص کا جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں جا کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔

❶ صحيح مسلم: كتاب الإمارة: باب فضل الشادة فى سبيل الله، رقم الحديث: ١٨٧٨

❷ سنن أبى داود: كتاب الجهاد، باب فى ثواب الجهاد، رقم الحديث: ٢٤٨٥

مجاہدین کیلئے جنت میں سو درجات ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ،أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. ❶

ترجمہ: جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں، دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

جہاد میں لگنے والے زخم کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَايُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ،وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ. ❷

ترجمہ: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوگا اور اللہ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے، وہ قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے خون کا رنگ بالکل تازہ خون کی طرح ہوگا اور اس میں مشک کی خوشبو آئے گی۔

❶ صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب درجات المجاهدین فی سبیل اللّٰه ......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۹۰

❷ صحیح البخاری: کتاب الجهاد، باب من یجرح فی سبیل اللّٰه، رقم الحدیث: ۲۸۰۳

دو محبوب قطرے اور دو نشان اللہ کو محبوب ہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ، قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانیوں سے بڑھ کر دنیا کی کوئی چیز محبوب نہیں، ایک اللہ کے خوف سے بہایا ہوا آنسو کا قطرہ، دوسرا میدان جہاد میں گرنے والا خون کا قطرہ۔

تین شخصوں کا ذمہ اللہ نے لیا ہے

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: تین شخص ایسے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی آفات و مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا۔ ایک تو وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے، چنانچہ وہ اللہ کی ذمہ داریوں میں ہے کہ یا تو اسے موت یعنی شہادت کا درجہ دے کر جنت میں پہنچا دے یا اس کو ثواب و مال غنیمت دے کر گھر واپس پہنچا دے۔ دوسرا

❶ سنن الترمذی: أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل المرابط، رقم الحديث: ۱۶۶۹

❷ سنن أبی داود: كتاب الجهاد: باب فضل الغزو فی البحر، رقم الحديث: ۲۴۹۴

وہ شخص ہے جو مسجد جائے تو اللہ اس کا بھی ضامن ہے کہ عبادت کے لئے اس کی کوشش اور اس کا ثواب ضائع نہ کرے گا۔ تیسرا وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں سلام کرتا ہوا داخل ہو تو وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔

شہید کے لیے چھ انعامات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ. [1]

ترجمہ: شہید کے لئے اللہ کے ہاں چھ خصلتیں ہیں: (۱) اس کو پہلی مرتبہ میں ہی (یعنی اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی) بخش دیا جاتا ہے (۲) اس کو جان نکلتے وقت ہی جنت میں اپنا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے (۳) وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے (۴) وہ بڑی گھبراہٹ یعنی آگ کے عذاب سے مامون رہے گا (۵) اس کے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھا جائے گا، جس کا ایک یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا (٦) اس کی زوجیت میں بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) حوریں دی جائیں گی اور اس کے عزیز واقرباء میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] سنن الترمذی: أبواب فضائل الجهاد، باب في ثواب الشهيد، رقم الحديث: ۱٦٦۳

نے ارشاد فرمایا:

يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ. ❶

ترجمہ: قرض کے علاوہ شہید کا ہر گناہ معاف کیا جاتا ہے۔

اللہ اپنے حقوق سب معاف کر دیتا ہے لیکن قرض کا تعلق چونکہ بندوں سے ہے اس لئے اسکا ادا کرنا یا ان سے معاف کرانا ضروری ہے۔

شہداء کیلئے جنت میں خوبصورت محل

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي،فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ،لَمْ أَرَقَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا،قَالَا :هٰذِهِ الدَّارُفَدَارُالشُّهَدَاءِ. ❷

ترجمہ: میں رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک درخت پر لے گئے پھر ایسے محل میں داخل کیا کہ ایسا خوبصورت محل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، ان فرشتوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا محل ہے۔

شہداء کی روحیں جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الإمارة،بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدَّيْنَ، رقم الحديث: ١٨٨٦

❷ صحيح البخارى: كتاب الجهاد والسير،باب درجات المجاهدين فى سبيل الله ......الخ،رقم الحديث: ٢٧٩١

إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ أَوْشَجَرِ الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت کے درختوں اور پھلوں میں چرتی رہتی ہے۔

شہداء کے لئے جنت میں رزق کا انتظام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ جَاءَ قَوْمٌ وَاضِعِي سُيُوفِهِمْ عَلَى رِقَابِهِمْ، تَقْطُرُ دَمًا، فَازْدَحَمُوا عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَقِيلَ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قِيلَ: الشُّهَدَاءُ، كَانُوا أَحْيَاءَ مَرْزُوقِينَ. ❷

ترجمہ: جب بندے حساب کیلئے کھڑے ہونگے تو کچھ لوگ گردنوں میں تلواریں لٹکائے ہوئے آئیں گے جن سے خون ٹپک رہا ہوگا اور جنت کے دروازوں پر ان کا رش لگ جائے گا، پوچھا جائے گا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا یہ (اللہ کی راہ کے) شہید ہیں جوزندہ ہیں اور انکو (شہادت کے بعد بھی) روزی دی جاتی تھی۔

شہید جنت میں کیا تمنا کرے گا؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى

❶ سنن الترمذی: أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی ثواب الشهيد، رقم الحديث: ۱۶۴۱

❷ المعجم الاوسط: باب الألف، ج۲ ص ۲۸۵، رقم الحديث: ۱۹۹۸

مِنَ الكَرَامَةِ. ❶

ترجمہ: جو شخص جنت میں داخل ہوتا ہے وہ اس بات کو نہیں چاہتا کہ دنیا کی طرف پھر لوٹ جائے، چاہے دنیا میں پھر اسے دنیا بھر کی چیزیں مل جائیں، البتہ شہید یہ چاہتا ہے کہ وہ ہر بار دنیا کی طرف لوٹایا جاتا رہے تاکہ وہ دس مرتبہ قتل کیا جائے، کیونکہ وہ قتل فی سبیل اللہ کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔

ان احادیث سے اندازہ لگائیں کہ جہاد اور اس میں شہید ہونے کی کس قدر فضیلت ہے، محدثین نے تو باقاعدہ جہاد کے ابواب باندھ کر اس کی ڈھیروں فضیلتیں بیان کی ہیں، یہ دین کا اہم شعبہ ہے، اس لیے اگر خود جہاد نہ کرسکیں تو کم ازکم مجاہدین کے ساتھ مالی تعاون فرمائیں، اِن کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، اِن کے گھر والوں کا خیال رکھیں اور ان کے بچوں کی کفالت کریں، حتی الامکان جتنا ہو سکے اِن کے ساتھ تعاون کریں، مجاہدین کے دست و بازو اور معاون بنیں، مخالف نہ بنیں، جہاد کی مخالفت کرنے والوں کے حق میں سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام کے جہاد اور شوقِ شہادت کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یمن والوں کو جہاد کی ترغیب واہمیت پر خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِلَىٰ مَنْ قُرِئَ عَلَيْهِ كِتَابِي هٰذَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكُمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ كَتَبَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ الْجِهَادَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا، وَيُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فَرِيضَةٌ

❶ كتاب الجهاد والسير: باب تمنى المجاهد أن يرجع إلى الدنيا، رقم الحديث: ۲۸۱۷

مَفْرُوضَةٌ، وَالثَّوَابُ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ.وَقَدِ اسْتَنفَرْنَا الْمُسْلِمِينَ إِلَى جِهَادِ الرُّومِ بِالشَّامِ، وَقَدْ سَارَعُوا إِلَى ذَلِكَ، وَقَدْ حَسُنَتْ فِي ذَلِكَ نِيَّتُهُمْ، وَعَظُمَتْ حِسْبَتُهُمْ فَسَارِعُوا عِبَادَ اللَّهِ إِلَى مَا سَارَعُوا إِلَيْهِ، وَلْتُحْسِنْ نِيَّتَكُمْ فِيهِ، فَإِنَّكُمْ إِلَى إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا الشَّهَادَةُ، وَإِمَّا الْفَتْحُ وَالْغَنِيمَةُ فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَرْضَ مِنْ عِبَادِهِ بِالْقَوْلِ دُونَ الْعَمَلِ،وَلَا يَزَالُ الْجِهَادُ لِأَهْلِ عَدَاوَتِهِ حَتَّىٰ يَدِينُوا بِدِينِ الْحَقِّ، وَيُقِرُّوا لِحُكْمِ الْكِتَابِ حَفِظَ اللَّهُ لَكُمْ دِينَكُمْ، وَهَدَى قُلُوبَكُمْ، وَزَكَّى أَعْمَالَكُمْ، وَرَزَقَكُمْ أَجْرَ الْمُجَاهِدِينَ الصَّابِرِينَ. ❶

ترجمہ: خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے یمن کے اُن تمام مؤمنوں اور مسلمانوں کے نام خط ہے جن کے سامنے میرا یہ خط پڑھا جائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اَمابعد! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد کو فرض فرمایا اور انہیں ہر حال میں نکلنے کا حکم دیا چاہے ہلکے ہوں یا بھاری، اور اللہ کے راستے میں مال وجان لے کر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جہاد ایک زبردست فریضہ خداوندی ہے جس کا ثواب اللہ کے ہاں بہت بڑا ملتا ہے۔ ہم نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ ملکِ شام میں جا کر رومیوں سے جہاد کریں، اس کے لیے وہ جلدی سے تیار ہو گئے، اور اس میں اُن کی نیت بڑی عمدہ ہے (کہ وہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے جا رہے ہیں) اور (اس سفرِ جہاد میں جا کر) اللہ سے ثواب لینے کی اُن کی نیت بہت بڑی ہے۔ تو اے اللہ کے بندو! جیسے یہاں کے مسلمانوں نے جلدی

❶ تاریخ مدینة دمشق: باب ذکر إهتمام أبی بکر الصدیق بفتح الشام وحرصه علیه، ج۲ ص ۶۵، ۶۶

سے تیاری کرلی تم بھی (اس سفرِ جہاد کی) تیاری جلدی سے کرلو، لیکن اس سفر میں آپ لوگوں کی نیت ٹھیک ہونی چاہیے، تمہیں دوخوبیوں میں سے ایک خوبی تو ضرور ملے گی: یا تو شہادت یا تو فتح اور مالِ غنیمت، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ وہ صرف باتیں کریں اور عمل نہ کریں۔ اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ دین حق کو اختیار کرلیں اور کتاب اللہ کے فیصلہ کو مان لیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دین کی حفاظت فرمائے اور تمہارے دلوں کو ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے اعمال کو پاکیزہ فرمائے اور جم کر مقابلہ کرنے والے مہاجرین کا ثواب تمہیں عطا فرمائے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ خط دے کر (یمن) بھیجا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد کی اہمیت وضرورت پر مؤثر وعظ

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: اے لوگو! فارس کی طرف جانے کو تم لوگ مشکل اور بھاری کام نہ سمجھو۔ ہم نے فارس کی سرسبز اور شاداب زمین پر قبضہ کرلیا ہے، اور عراق کے دو ٹکڑوں میں سے بہترین ٹکڑا ہم نے اُن سے لے لیا ہے، اور ہم نے اُن سے آدھا ملک لے لیا ہے، اور ہم نے اُن کو خوب نقصان پہنچایا ہے، اور ہمارے آدمی اُن پر جری ہوگئے ہیں، اور اِن شاء اللہ بعد والا علاقہ بھی ہمیں مل جائے گا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہوکر فرمایا:

إِنَّ الْحِجَازَ لَيْسَ لَكُمْ بِدَارٍ إِلَّا عَلَى النُّجْعَةِ، وَلَا يَقْوَى عَلَيْهِ أَهْلُهُ إِلَّا بِذٰلِكَ، أَيْنَ الطُّرَّاءُ الْمُهَاجِرُونَ عَنْ مَوْعُودِ اللّٰهِ، سِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ

الَّتِی وَعَدَکُمُ اللَّهَ فِی الْکِتَابِ أَنْ یُّورِثَکُمُوهَا،فَإِنَّهُ قَالَ:لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ،وَاللَّهُ مُظْهِرٌ دِینَهُ،وَمُعِزٌّ نَاصِرَهُ،وَمُوَلِّی أَهْلَهُ مَوَارِیثَ الْأُمَمِ أَیْنَ عِبَادُ اللَّهِ الصَّالِحُونَ؟

ترجمہ: سرزمینِ حجاز تمہارے رہنے کی اصلی جگہ نہیں ہے، وہ تو تمہیں جہاں گھاس ملتا ہے وہاں جا کرتم کچھ دن رہ لیتے ہو، اور حجاز والے اس سرزمین میں اسی طرح ہی گزارا کرسکتے ہیں۔ جو مہاجرین اللہ کے دین کے لیے ایک دم دوڑ کر آیا کرتے تھے اور آج اللہ کے وعدے سے کہاں دور جا پڑے ہیں؟ تم اس سرزمین میں جہاد کے لیے چلو جس کے بارے میں اللہ نے تم سے (قرآن میں) وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں اس زمین کا وارث بنائے گا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لِیُظْهِرَه عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهِ﴾

تاکہ اللہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کردے۔

اور اللہ اپنے دین کو ضرور غالب کریں گے اور اپنے مددگار کو عزّت دیں گے اور اپنے دین والوں کو تمام قوموں کی میراث کا وارث بنائیں گے۔ اللہ کے نیک بندے کہاں ہیں؟ اس دعوت پر سب سے پہلے حضرت ابوعبید بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی، پھر سعد بن عبید یا سَلِیط بن قیس رضی اللہ عنہ نے (یوں ایک ایک کر کے بڑا لشکر تیار ہو گیا) جب یہ تمام حضرات جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ مہاجرین اور انصار میں سے کسی پرانے کو اُن کا امیر بنادیں، فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! (آج) میں ایسے نہیں کروں گا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بلندی اس وجہ سے دی تھی کہ تم ہر نیکی میں سبقت کرتے تھے اور دشمن کی طرف تیزی سے چلتے تھے، لہٰذا جب تم بزدل بن گئے ہو اور دشمن سے مقابلہ تمہیں برا لگنے لگا ہے تو اب تم سے زیادہ امیر بننے کا حق دار وہ

آدمی ہے جو دشمن کی طرف جانے میں سبقت لے جائے اور جانے کی دعوت کو پہلے قبول کرے۔لہٰذا میں ان کا امیر اسی کو بناؤں گا جس نے (میری دعوت پر) سب سے پہلے لبیک کہی تھی۔

پھر حضرت ابوعبید، حضرت سَلِیط اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کو بلا کر کہا: تم دونوں اگر (دعوت پر لبیک کہنے میں) ابوعبید سے سبقت لے جاتے تو میں تم دونوں کو امیر بنا دیتا۔ پرانے ہونے کی صفت تو تمہیں حاصل ہے ہی، اس طرح تمہیں اِمارت بھی مل جاتی۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس لشکر کا حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور ان سے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی بات ضرور سننا اور ان کو مشورہ میں شریک رکھنا اور جب تک تحقیق کر کے تسلی نہ کر لو کسی کام کے فیصلہ میں جلد بازی سے کام نہ لینا، کیوں کہ یہ جنگ ہے اس میں وہی آدمی ٹھیک چل سکتا ہے جو سنجیدہ، دِھیما اور موقع شناس ہو، اسے معلوم ہو کہ کب دشمن پر حملہ کرنا چاہیے اور کب رُک جانا چاہیے۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری

حضرت عبید اللہ بن کعب بن مالک اَنصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن عمرو بن عبدِ وَد بہادروں کی نشانی لگا کر جنگ میں اپنے موجود ہونے کو بتانے کے لیے نکلا، جب وہ اور اس کے گھوڑے پر سوار ساتھی کھڑے ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اے عمرو!

إِنَّکَ کُنْتَ عَاهَدْتَّ اللّٰهَ لَا یَدْعُوکَ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ إِلَی إِحْدَی خَلَّتَیْنِ إِلَّا أَخَذْتَهَا مِنْهُ.

[1] تاریخ الطبری: سنة ثلاث عشرة من الهجرة، ج۳ص ۴۴۵/المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: سنةثلاث عشرة، ج۴ص ۱۴۵

ترجمہ:تم نے قریش کے لیے اللہ سے عہد کیا تھا کہ جب بھی تمہیں کوئی آدمی دو باتوں کی دعوت دے گا تم ان دو میں سے ایک کو ضرور اختیار کرلو گے۔اس نے کہا:ہاں (میں نے یہ عہد کیا تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:"فَإِنِّی أَدْعُوکَ إِلَی اللّٰهِ وَإِلَی رَسُولِهِ وَإِلَی الْإِسْلَامِ" میں تمہیں اللہ اوراس کے رسول کی اور اِسلام کی دعوت دیتا ہوں۔عمرو نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "فَإِنِّی أَدْعُوکَ إِلَی النِّزَالِ" میں مقابلہ کے لیے میدان میں اُترنے کی تم کو دعوت دیتا ہوں۔عمرو نے کہا:اے میرے بھتیجے! (مجھے) کیوں (میدان میں مقابلے کے لیے اُترنے کی دعوت دے رہے ہو؟ کیوں کہ) اللہ کی قسم!میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا ہوں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔یہ سن کر عمرو آگ بگولہ ہوگیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا۔دونوں اپنی سواریوں سے اُترے اور دونوں نے میدان کا کچھ چکر لگایا (پھرلڑائی شروع ہوگئی) آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کردیا۔❶

امام ابنِ اسحاق رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدِ وَد ہتھیاروں سے پوری طرح لیس ہوکر باہر نکلا اور بلند آواز سے پکارا:"مَنْ يُّبَارِزُ؟" مقابلہ کے لیے کون آتا ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر کہا:یا نبی اللہ!میں اس کے مقابلے کے لیے جاتا ہوں۔آپ نے فرمایا:یہ عمرو ہے،بیٹھ جاؤ۔پھر عمرو زور سے پکارا:
أَلَا رَجُلٌ يَبْرُزُ؟فَجَعَلَ يُؤَنِّبُهُمْ وَيَقُولُ:أَيْنَ جَنَّتُكُمُ الَّتِي تَزْعُمُونَ أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنْكُمْ دَخَلَهَا أَفَلَا تُبْرِزُونَ إِلَيَّ رَجُلًا؟

❶تاریخ الإسلام للذهبی:غزوة الخندق، ج۲ص ۲۹۰/البدایة والنهایة:سنة خمس من هجرة النبویة، ج۴ص ۱۲۰

ترجمہ: کیا ہے کوئی مرد جو میرے مقابلہ کے لیے میدان میں آئے؟ اور مسلمانوں کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: کہاں گئی تمہاری وہ جنت جس کے بارے میں تم لوگ یہ کہتے ہو کہ تم میں سے جو مارا جاتا ہے وہ اس جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ تم لوگ میرے مقابلہ کے لیے ایک آدمی بھی نہیں بھیج سکتے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم بیٹھ جاؤ۔ عمرو نے تیسری مرتبہ پھر بلند آواز سے مقابلہ کے لیے آنے کی دعوت دی اور یہ اشعار بھی کہے:

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ عمرو ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: چاہے عمرو ہو (میں جانے کو تیار ہوں)، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دے دی۔ وہ یہ اَشعار پڑھتے ہوئے اس کی طرف چلے:

لَا تَعْجَلَنَّ فَقَدْ اَتَاکَ مُجِیْبُ صَوْتِکَ غَیْرَ عَاجِزْ

ترجمہ: ہرگز جلدی نہ کر، کیوں کہ تیری آواز کا جواب دینے والا آ گیا ہے جو عاجز نہیں ہے۔

فِیْ نِیَّةٍ وَّبَصِیْرَةٍ وَالصِّدْقُ مُنْجِی کُلَّ فَائِزْ

ترجمہ: یہ آنے والا سوچ سمجھ کر اور پکے ارادے کے ساتھ آیا ہے (یہ بات میں تم سے سچی کہہ رہا ہوں، کیوں کہ) سچ ہی ہر کامیاب ہونے والے کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔

اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُقِیْمَ عَلَیْکَ نَائِحَةَ الْجَنَائِزْ

ترجمہ: مجھے پوری امید ہے کہ مردوں پر نوحہ کرنے والیوں کو میں تیرے اوپر (نوحہ

کرنے کے لیے) کھڑا کردوں گا۔

مِنْ ضَرْبَةٍ نَجْلَاءَ　　　　يَبْقٰى ذِكْرُهَا عِنْدَ الْهَزَاهِزُ

ترجمہ: میں تجھے (تلوار کی) ایسی لمبی چوڑی ضرب لگاؤں گا جس کا تذکرہ بڑی بڑی لڑائیوں میں بھی باقی رہے گا۔

عمرو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں علی ہوں۔ عمرو نے کہا کہ کیا تم عبدِ مناف (یہ ابو طالب کا نام ہے) کے بیٹے ہو؟ انہوں نے کہا: (ہاں) میں علی بن ابی طالب ہوں۔ عمرو نے کہا: اے میرے بھتیجے! (میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے مقابلے کے لیے) تمہاری جگہ تمہارے چچاؤں میں سے کوئی چچا آئے جو عمر میں تم سے بڑا ہو، کیوں کہ مجھے تمہارا خون بہانا پسند نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن اللہ کی قسم! میں تمہارے خون بہانے کو برا نہیں سمجھتا ہوں۔ وہ غضبناک ہوکر اپنے گھوڑے سے نیچے اُترا اور اپنی تلوار سونت لی، وہ تلوار آگ کے شعلے کی طرح چمک دار تھی۔ پھر وہ غصہ میں بھرا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھال والی ڈھال لے کر اس کے سامنے آئے۔ عمرو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر تلوار کا ایسا زوردار وار کیا کہ تلوار ڈھال کو کاٹ کر اُن کے سر تک جا پہنچی جس سے سر زخمی ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری جس سے وہ زمین پر گر گیا اور (اس کے گرنے سے بہت سا) غبار اُڑا۔ اور حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنے کی آواز سنی جس سے ہم لوگ سمجھ گئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کر دیا ہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اَشعار پڑھ رہے تھے:

اَعَلَيَّ تَقْتَحِمُ الْفَوَارِسُ هٰكَذَا عَنِّيْ　　　　وَعَنْهُمْ اَخِّرُوْا اَصْحَابِيْ

ترجمہ: کیا گھوڑے سواریوں اچانک مجھ پر حملہ کردیں گے؟ اے میرے ساتھیو! تم سب کو مجھ سے اور مجھ پر اچانک حملہ کرنے والوں سے پیچھے ہٹا دو (میں اکیلا ہی ان سے نمٹ لوں گا)۔

اَلْیَوْمَ یَمْنَعُنِیَ الْفِرَارَ حَفِیْظَتِیْ وَمُصَمِّمٌ فِی الرَّاْسِ لَیْسَ بِنَابِیْ

ترجمہ: میدانِ جنگ میں مجھے جو غصہ آتا ہے اس نے آج مجھے بھاگنے سے روکا ہوا ہے، اور اس تلوار نے روکا ہے جس کا وار سر کاٹ کر آتا ہے اور خطا نہیں ہوتا ہے۔

پھر یہ اَشعار پڑھے:

عَبَدَ الْحِجَارَۃَ مِنْ سَفَاھَۃِ رَاْیِہٖ وَعَبَدْتُّ رَبَّ مُحَمَّدٍ بِصَوَابِیْ

ترجمہ: اس نے اپنی احمقانہ رائے سے پتھروں کی عبادت کی اور میں نے اپنی درست رائے سے محمد کے ربّ کی عبادت کی۔

فَصَدَرْتُ حِیْنَ تَرَکْتُہٗ مُتَجَدِّلًا کَالْجِذْعِ بَیْنَ دَکَادِکٍ وَّرَوَابِیْ

ترجمہ: جب میں اس کا کام تمام کرکے واپس آیا تو وہ زمین پر ایسے پڑا ہوا تھا جیسے کھجور کا تنا سخت زمین اور ٹیلوں کے درمیان پڑا ہوا ہو۔

وَعَفَفْتُ عَنْ اَثْوَابِہٖ وَلَوْ اَنَّنِیْ کُنْتُ الْمُقَطَّرَ بَزَّنِیْ اَثْوَابِیْ

ترجمہ: میں نے اس کے کپڑے نہیں لیے اور یوں میں پاک دامن رہا، اور اگر میں گر جاتا تو وہ میرے کپڑے چھین لیتا۔

لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ خَاذِلَ دِیْنِہٖ وَنَبِیِّہٖ یَا مَعْشَرَ الْاَحْزَابِ

ترجمہ: اے (کافروں کی) جماعتو! یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اور اپنے نبی کی مدد چھوڑ دیں گے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے اور اُن کا چہرہ خوشی

سے دمک رہا تھا۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم نے اس (عمرو بن عبدِ وَد) کی زرہ کیوں نہیں لے لی، کیوں کہ عربوں کے پاس اس زرہ سے بہتر زرہ نہیں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس پر تلوار کا وار کیا، اس نے اپنی شرم گاہ کے ذریعہ مجھ سے بچاؤ کیا یعنی شرم گاہ کھل گئی، اس وجہ سے مجھے شرم آئی کہ میں اپنے چچازاد بھائی کی اس حال میں زرہ اُتارلوں۔ ❶

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی جہاد میں شجاعت و بہادری

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی خاطر سب سے پہلے تلوار سونتنے والے حضرت زُبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں، ایک دن وہ دوپہر کو قیلولہ کر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے یہ آواز سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے، (یہ سنتے ہی فوراً) برہنہ تلوار لے کر باہر نکلے، یہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک دوسرے کو بالکل آمنے سامنے آ کر ملے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے زُبیر! تمہیں کیا ہو گیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے سنا کہ آپ شہید کر دیے گئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: پھر تمہارا کیا کرنے کا ارادہ تھا؟ انہوں نے عرض کیا: میرا یہ ارادہ تھا کہ میں (آنکھ بند کر کے) مکہ والوں پر ٹوٹ پڑوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعائے خیر فرمائی، ان ہی کے بارے میں اَسدی شاعر نے یہ اَشعار کہے ہیں:

هٰذَاکَ اَوَّلُ سَیْفٍ سُلَّ فِیْ غَضَبٍ　　　لِلّٰهِ سَیْفُ الزُّبَیْرِ الْمُرْتَضٰی اَنَفَا

ترجمہ: حضرت زُبیر مرتضٰی سردار کی تلوار ہی وہ تلوار ہے جو اللہ کی خاطر غصہ کرنے میں سب سے پہلے سونتی گئی ہے۔

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: علی بن أبی طالب، ۴۲/ص ۷۹، ۸۰/البدایة والنهایة: سنة خمس من هجرة النبویة، ج۴ص ۱۲۱، ۱۲۲

حَمِيَّةٌ سَبَقَتْ مِنْ فَضْلِ نَجْدَتِهٖ　　قَدْيَحْبِسُ النَّجَدَاتِ الْمُحْبِسُ الْاَرْفَا ❶

ترجمہ: یہ دینی حمیت ہے جو اُن کے زیادہ بہادر ہونے کی وجہ سے ظاہر ہوئی ہے، اور کبھی زیادہ سننے والا کئی قسم کی بہادریوں کو جمع کرلیا کرتا ہے۔

امام ابنِ اسحاق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے غزوہ خندق کے دن دشمن کی صف سے باہر نکل کر مسلمانوں کو اپنے مقابلہ کے لیے نکلنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس کے مقابلہ کے لیے حضرت زُبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نکلے اور اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ اس کی وجہ سے اُن کی تلوار میں دندانے پڑ گئے، اور وہ واپس آتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

إِنِّي امْرُوٌ اَحْمِيْ وَاَحْتَمِيْ　　عَنِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْاُمِّيْ ❷

ترجمہ: میں ایسا آدمی ہوں کہ (دشمن سے) اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی امی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے غزوہ یرموک کے دن حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم (کافروں پر) حملہ نہیں کرتے ہوتا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ کریں؟ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے حملہ کیا تو تم اپنی بات پوری نہیں کرسکو گے اور میرا ساتھ نہیں دے سکو گے۔ انہوں نے کہا: ہم ایسا نہیں کریں گے (بلکہ آپ کا ساتھ دیں گے۔) چنانچہ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے کافروں پر اس زور سے حملہ کیا کہ اُن کی صفوں کو چیرتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے اور صحابہ میں سے کوئی بھی اُن کے ساتھ نہیں تھا، پھر وہ اسی طرح دشمن کی صفوں کو چیرتے

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: الزبير بن العوام، ج۱۸ ص ۳۵۱، رقم الترجمة: ۲۲۳۹

❷ البداية والنهاية: سنة خمس من هجرة النبوية، ج۴ ص ۱۰۷

ہوئے واپس آئے تو کافروں نے اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اُن کے کندھے پر تلوار کے دو ایسے وار کیے جو اُن کو جنگِ بدر والے زخم کے دائیں بائیں لگے۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا اور ان زخموں کے نشانات میں انگلیاں دے کر کھیلا کرتا تھا اور (غزوہ یرموک کے) اس دن حضرت عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ بھی اُن کے ساتھ تھے اور اُن کی عمر اس وقت دس سال تھی، اور حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے اُن کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک آدمی کے سپرد کر دیا تھا۔ ❶

حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کا شوقِ شہادت

ایک صحابی حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں مشرکین کو قریب ہوتا دیکھا تو فرمایا کہ اس جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے، حضرت عمیر نے کہا کہ "بخ بخ" یعنی واہ واہ، آپ نے پوچھا کہ تم نے واہ واہ کیوں کہا؟ تو عرض کرنے لگے کہ میں بھی ان لوگوں میں داخل ہونے کی امید وآرزو رکھتا ہوں جو اس میں جانے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم بھی ان لوگوں میں ہو، پھر وہ اپنی تھیلی سے کھجوریں نکال کر کھانے لگے، پھر کہا کہ:

لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ،قَالَ فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ،ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. ❷

ترجمہ: اگر میں ان کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہوں تو یہ بڑی لمبی زندگی ہے یہ کہہ کر بقیہ کھجوریں پھینک دیں اور جانثاری کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي،باب قتل أبي جهل،رقم الحديث: ۳۹۷۵

❷ صحيح مسلم: كتاب الإمارة،باب ثبوت الجنة للشهيد،رقم الحديث: ۱۹۰۱

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری کا ایمان افروز تذکرہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلی جنگ جو آپ نے مشرکین سے کی ہے، میں اس میں شریک نہ تھا، اگر اللہ مجھے مشرکوں کی جنگ اب دکھا دے، تو بیشک اللہ آپ کو دکھلا دے گا کہ میں کیا کیا کروں گا۔ (یعنی ان شاء اللہ نصرتِ الٰہی کے ساتھ بڑی بہادری کے ساتھ لڑوں گا) جب غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کو عارضی شکست سے دوچار ہونا پڑا تو انہوں نے کہا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعْتَذِرُ إِلَيْکَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاءِ يَعْنِی أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْکَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاءِ يَعْنِی الْمُشْرِكِينَ.

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے اس حرکت کی عذر خواہی کرتا ہوں جو ان مسلمانوں نے کی ہے اور میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں، اس حرکت سے جو ان لوگوں نے کی ہے۔

جب وہ آگے بڑھے، تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان سے ملے، انہوں نے کہا:

اَلْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّی أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُوْنِ أُحُدٍ.

ترجمہ: اے سعد! قسم ہے نضر کے پروردگار کی! جنت قریب ہے، مجھے احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

سعد کہا کرتے تھے، یا رسول اللہ! اگرچہ میں بھی عربی بہادر اور جانباز ہوں، لیکن انس نے جو کیا وہ میں نہیں کرسکتا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے چچا کو میدانِ جنگ میں اس طرح مقتول پایا کہ اسّی (۸۰) سے کچھ اوپر زخم تلوار کے اور نیزوں اور تیر کے ان کے جسم پر آئے تھے اور مشرکوں نے ان کا مثلہ بھی کر دیا تھا (یعنی

ان کے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے) اس سبب سے ان کی بہن کے سوائے کسی نے ان کو نہیں پہچانا، انہوں نے ان کو ان کی انگلیوں سے پہچان لیا۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے، ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دوسرے مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَه وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾(الأحزاب:۲۳)

ترجمہ:انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا، پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کردیا، اور کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں۔اورانہوں نے (اپنے ارادوں میں) ذراسی بھی تبدیلی نہیں کی۔

نیزحضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی بہن نے جن کا نام ربیع تھا،ایک عورت کے آگے والے دانت توڑ ڈالے تھے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیدیا تھا،انس بن نضر نے کہا کہ یارسول اللہ!قسم ہے اس کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے،میری بہن کے دانت ہیں توڑے جائیں گے،اس کے بعد مدعی لوگ دیت پر راضی ہوگئے اور انہوں نے قصاص معاف کردیا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالی اُن کی لاج رکھتے ہوئے اُن کی قسم کو پورا کرلیتا ہے،(یعنی محبت الٰہی اور تعلق مع اللہ کے سبب رب العالمین اُن کی قسموں کی لاج رکھتا ہے،اوراُن کی منشا کے مطابق اُسے پوری کرتا ہے۔)❶

❶صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسير،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ......الخ،رقم الحديث:۲۸۰۵

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جہاد میں شجاعت و بہادری

حضرت زُہری فرماتے ہیں کہ حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاز کے علاقہ رابغ کی جانب ایک جماعت کو بھیجا جس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے تیروں سے مسلمانوں کی خوب حفاظت کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا اور یہ اِسلام کی سب سے پہلی جنگ تھی۔

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے تیر چلانے کے بارے میں یہ اَشعار کہے:

اَلَا هَلْ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّىْ ۔۔۔ حَمَيْتُ صَحَابَتِىْ بِصُدُوْرِ نَبْلِىْ

ترجمہ: ذرا غور سے سنو! کیا حضور کو یہ بات پہنچ گئی ہے کہ میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی ہے؟

اَذُوْدُ بِهَا عَدُوَّهُمْ زِيَادًا ۔۔۔ بِكُلِّ حُزُوْنَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلٍ

ترجمہ: ہر سخت اور نرم زمین میں، میں نے مسلمانوں کے دشمن کو تیروں کے ذریعہ خوب اچھی طرح بھگایا ہے۔

فَمَا يُعْتَدُّ رَامٍ فِىْ عُدُوٍّ ۔۔۔ بِسَهْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلِىْ (1)

ترجمہ: یا رسول اللہ! کوئی بھی مسلمان مجھ سے پہلے دشمن پر تیر چلانے والا شمار نہیں کیا جاتا (کیوں کہ میں نے سب سے پہلے تیر چلایا ہے۔)

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوہ اُحد کے دن ایک تیر سے تین کافروں کو قتل کیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ دشمن نے اُن کی طرف

(1) تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: سعد بن مالک، ج۲۰ ص ۳۱۹، ۳۲۰، رقم الترجمۃ: ۲۴۲۶/البدایۃ و النہایۃ: السنۃ الثانیۃ من الھجرۃ، ج۳ ص ۲۹۹

تیر پھینکا، انہوں نے وہ تیر کافروں پر چلایا اور ایک کو قتل کر دیا، کافروں نے وہ تیر پھر اُن پر چلایا، انہوں نے اس تیر کو لے کر کافروں پر دوبارہ چلا دیا اور ایک اور کافر کو قتل کر دیا۔ کافروں نے وہ تیر اُن پر تیسری مرتبہ چلایا، انہوں نے پھر وہ تیر لے کر ان کافروں پر چلایا اور تیسرے کافر کو قتل کر دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس کارنامے سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور بڑے حیران ہوئے۔ حضرت سعد نے بتایا کہ یہ تیر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ (کافروں کی طرف سے آیا ہوا یہ تیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو پکڑایا ہوگا)۔ راوی کہتے ہیں کہ (اس دن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ ❶

حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت وبہادری

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر، دلیر اور میدانِ جنگ میں اگلی صفوں میں لڑنے والے مجاہد تھے، ان کا نام سماک بن اوس بن خرشہ ہے۔ غزوہ احد میں ان کے بہادری کے کارنامے اسلامی تاریخ کا حصہ ہیں۔ انہوں نے بدر واُحد کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت فرمائی۔ اُحد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَأْخُذُ هَذَا السَّيْفَ بِحَقِّهِ؟

اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا۔

لوگ اس کے لیے آگے بڑھے لیکن آپ نے انہیں تلوار نہیں دی۔ اتنے میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھا:

وَمَا حَقُّهُ؟

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: سعد بن مالك، ج ۲۰ ص ۳۰۸، رقم الترجمة: ۲۴۲۶

اس کا حق کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تَضْرِبَ بِهِ الْعَدُوَّ حَتَّى يَنْحَنِيَ.

حق یہ ہے کہ اس سے دشمن کو اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔

چنانچہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے تلوار لی اور لال پٹی سر پر باندھ کر اکڑتے ہوئے دشمن کی صف میں جا گھسے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چال دیکھ کر فرمایا:

إِنَّهَا لَمِشْيَةٌ يُبْغِضُهَا اللَّهُ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مِثْلَ هَذَ الْمَوْطِنِ.

یہ ایسی چال ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، مگر اس مقام پر نہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی قبائل اسلام سے مرتد ہو گئے اور مسیلمہ کذاب ان کا لیڈر بن گیا، چنانچہ ان مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔ مرتدین کو سرکوبی کے لیے جو لشکر روانہ ہوا اس میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یمامہ کے مقام پر بنو حنیفہ کے مرتدین سے جو جنگ ہوئی، اس میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے بہادری کے وہی جوہر دکھائے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دکھائے تھے۔

یمامہ میں ایک بڑے باغ کے درمیان قلعہ تھا، جس میں مرتدین جمع تھے، وہ قلعہ بند ہو کر لڑائی کر رہے تھے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی شخص قلعہ کے اندر کود جائے اور قلعے کا دروازہ کھول دے تا کہ مجاہدین قلعے میں داخل ہو سکیں۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کسی طرح مجھے

اُٹھا کر قلعے کے اندر اتار دو تاکہ میں دروازہ کھول سکوں۔ ساتھیوں نے تأمل کیا کہ انھیں اکیلا دشمن کے نرغے میں چھوڑا جائے، ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے اپنے مطالبے کو دہرایا، جب ادھر سے انکار ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور ساتھیوں کو مجبور کیا کہ انہیں لازماً قلعہ کے اندر اتارا جائے۔ چنانچہ سپاہیوں نے ان کو اُٹھا کر قلعے میں اتارا۔ جب انہوں نے دیوار سے چھلانگ لگائی تو ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی، مگر ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے ٹانگ کی قطعاً پروانہ کی، اپنی تلوار اٹھائی اور مرتدین سے اکیلے ہی قلعے میں اندر لڑائی شروع کردی، وہ لڑتے لڑتے دشمنوں کو دروازے کی طرف لے آئے اور اچانک دروازہ کھول دیا ادھر مسلمان دروازہ کھلنے کے منتظر تھے، وہ طوفان کی طرح اندر داخل ہوئے، ادھر ابودجانہ رضی اللہ عنہ اپنی ٹانگ کے درد کو چھپائے مسلسل لڑتے رہے۔ لڑائی کے دوران ان کی ٹانگ کثرت حرکت کی وجہ سے اور زیادہ خراب ہوگئی اور درد میں بے تحاشا اضافہ ہوگیا۔

ادھر مرتدین ان کی تاک میں تھے، بالآخر یہ بہادر مجاہد زمین پر گر پڑے، کثرت سے خون بہنے کی وجہ سے وہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے اور رہتی دنیا تک تاریخ کے سنہرے اوراق میں اپنا نام رقم کر گئے۔ ❶

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دردناک واقعہ

حضرت جعفر بن عمرو بن اُمیّہ ضمری فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں باہر نکلے۔ اس روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ ہم لوگ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے پاس جا بیٹھے اور ہم نے اُن

❶ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: أبو دجانة سماک بن خرشة، ج٦ ص ٩٢، رقم الترجمة: ٥٨٦٣

سے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تاکہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کیسے شہید کیا تھا؟ حضرت وحشی نے فرمایا: میں تمھیں یہ قصہ اسی طرح سنادوں گا جیسا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تھا۔ میں حضرت جبیر بن مطعم کا غلام تھا، اُن کا چچا طُعَیمہ بن عدی غزوہ بدر میں مارا گیا تھا، جب قریش جنگِ اُحد کے لیے چلے تو جبیر نے مجھ سے کہا: اگر تم میرے چچا کے بدلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو گے تو تم آزاد ہو۔ اور میں ایک حبشی آدمی تھا اور حبشیوں کی طرح نیزہ پھینکا کرتا تھا اور میرا نشانہ بہت کم خطا جاتا تھا، میں بھی کافروں کے ساتھ اس سفر میں گیا۔ جب دونوں لشکروں میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے نکلا اور میں بڑے غور سے انہیں دیکھتا رہا یعنی تلاش کرتا رہا، بالآخر میں نے اُن کو لشکر کے کنارے پر دیکھ لیا (اُن کے جسم پر گرد وغبار خوب پڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے) وہ خاکستری رنگ کے اُونٹ کی طرح نظر آرہے تھے، اور وہ لوگوں کو اپنی تلوار سے اس زور سے ہلاک کر رہے تھے کہ اُن کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اللہ کی قسم! میں اُن کے لیے تیار ہو رہا تھا، انھیں قتل کرنا چاہتا تھا اور کسی درخت یا بڑے پتھر کے پیچھے چھپتا پھر رہا تھا تاکہ وہ میرے قریب آجائیں کہ اتنے میں سِباع بن عبدالعزّٰی مجھ سے آگے ہوکر اُن کی طرف بڑھا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو اس سے کہا: او عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے! اور یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک دم سرتن سے جدا کر دیا، ایسے نظر آیا کہ بلا ارادہ ہی سر کاٹ دیا۔ پھر میں نے اپنے نیزے کو ہلایا اور جب مجھے اطمینان ہو گیا (کہ نیزہ نشانے پر جاکر لگے گا) تو میں نے اُن کی طرف نیزہ پھینکا جو اُن کی ناف کے نیچے جاکر اس زور سے لگا کہ دونوں ٹانگوں کے درمیان

میں سے پیچھے نکل آیا۔ وہ میری طرف اُٹھنے لگے لیکن اُن پر بے ہوشی طاری ہوگئی، پھر میں نے اُن کو اور نیزے کو اسی حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوگیا، پھر میں اُن کے قریب گیا اور اپنا نیزہ لے لیا اور پھر اپنے لشکر میں واپس آگیا اور جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے علاوہ مجھے اور کوئی کام نہیں تھا، اور میں نے اُن کو اس لیے قتل کیا تھا تا کہ میں آزاد ہو جاؤں۔ چنانچہ جب میں مکہ آیا تو میں آزاد ہو گیا، پھر میں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کرلیا تو میں بھاگ کر طائف چلا گیا اور وہاں جا کر ٹھہر گیا۔ پھر جب طائف کا وفد مسلمان ہونے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو سارے راستے مجھ پر بند ہوگئے اور میں نے کہا کہ میں شام چلا جاؤں یا یمن یا کسی اور جگہ۔ میں ابھی اسی سوچ میں تھا کہ ایک آدمی نے مجھ سے کہا: تیرا بھلا ہو۔ اللہ کی قسم! جو بھی کلمہ شہادت پڑھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو جاتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے قتل نہیں کرتے ہیں۔ جب اس آدمی نے یہ بات مجھے بتائی تو میں (طائف سے) چل پڑا یہاں تک کہ میں مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے آنے کا پتہ نہ چلا بلکہ) جب میں آپ کے سرہانے کھڑا ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے لگا تو آپ ایک دم چونکے، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: کیا تم وحشی ہو؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کیسے قتل کیا تھا؟ چنانچہ میں نے سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح سنایا جس طرح میں نے تم دونوں سے بیان کیا۔ جب میں سارا واقعہ بیان کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تیرا بھلا ہو! تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لو میں تمہیں آئندہ کبھی نہ دیکھوں (یعنی تم سامنے مت آیا کرو اس سے

میرے چچا کے قتل کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہوا کرتے تھے میں وہاں سے ہٹ جایا کرتا تھا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر نہ پڑے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک میں ایسے ہی کرتا رہا۔ جب مسلمان یمامہ والے مُسَیلمہ کذّاب سے مقابلہ کے لیے چلے تو میں بھی اُن کے ساتھ گیا، اور میں نے اپنے جس نیزے سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اس نیزے کو بھی ساتھ لے لیا۔ جب دونوں لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کھڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور میں اس کو پہچانتا نہیں تھا، میں اسے مارنے کی تیاری کرنے لگا، اور دوسری طرف سے ایک اَنصاری آدمی بھی اسے مارنے کی تیاری کرنے لگا۔ ہم دونوں اسی کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی اور جب مجھے اطمینان پورا ہو گیا کہ نیزہ نشانے پر لگے گا تو وہ نیزہ میں نے اس کی طرف پھینکا جو اسے جا کر لگا، اور اَنصاری نے بھی اس پر حملہ کیا اور اس پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔ تمہارا ربّ ہی زیادہ جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔ اگر میں نے اسے قتل کیا ہے تو پھر میں نے ایک تو وہ آدمی قتل کیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہترین تھا، اور ایک وہ آدمی قتل کیا ہے جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ برا ہے۔ ❶

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری اور شہادت کی تمنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کتاب زندگی کا سب سے جلی عنوان اور سب سے روشن باب جہاد فی سبیل اللہ ہے، ان کی زندگی کا بیشتر حصہ اسی میں گزرا، ان کے اسی

❶ الروض الأنف: غزوة أحد، ج۵ ص ۳۱۴، ۳۱۵/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: وحشي بن حرب، ج۶۲ ص ۴۰۹، ۴۱۰/ البداية والنهاية: سنة ثلاث من الهجرة، ج۴ ص ۲۰، ۲۱

ذوق جہاد اور شجاعانہ کارناموں کے صلہ میں ان کو دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ''سیف اللہ'' کا لقب ملا، تقریباً سوا سولڑائیوں میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے، جسم میں ایک بالشت حصہ بھی ایسا نہ تھا جو تیروں اور تلواروں کے زخم سے زخمی نہ ہوا ہو۔

ذوقِ جہاد میں کہا کرتے تھے کہ مجھے میدان جنگ کی وہ سخت رات جس میں اپنے دشمنوں سے لڑوں، اس شب عروسی سے زیادہ مرغوب ہے جس میں میری محبوبہ مجھ سے ہمکنار ہو۔

آخروقت جب اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے تو بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ کہتے تھے کہ میری ساری زندگی میدان جنگ میں گزری اور آج میں بستر مرگ پر جانور کی طرح ایڑیاں رگڑ کے جان دے رہا ہوں۔❶

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خاندان کے آزاد کردہ غلام حضرت زِیاد کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا:

مَا كَانَ فِي الْأَرْضِ لَيْلَةٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الْجَلِيدِ فِي سَرِيَّةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، أُصَبِحُ بِهِمُ الْعَدُوَّ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ.❷

ترجمہ: جو رات سخت سردی والی ہو جس میں پانی جم جائے اور میں مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ ہوں اور صبح کو دشمن پر حملہ کروں، رُوئے زمین پر کوئی رات مجھے اس رات سے زیادہ محبوب نہیں ہے لہٰذا تم لوگ جہاد کرتے رہنا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا لَيْلَةٌ تُهْدَى إِلَى بَيْتِي فِيهَا عَرُوسٌ، أَنَا لَهَا مُحِبٌّ وَأُبَشَّرُ فِيهَا بِغُلَامٍ

❶الإستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: خالد بن الوليد بن المغيرة، ج۲ص ۴۳۰/أسد الغابة: ترجمة: خالدبن الوليد، ج۲ص ۱۴۰

❷بغية الطلب في تاريخ حلب: ترجمة: خالد بن الوليد، ج۷ص ۳۱۵۳

بِأَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الْجَلِيدِ فِي سِرِيَّةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أُصَبِّحُ بِهَا الْعَدُوَّ. ❶

ترجمہ: جس رات میرے گھر میں نئی دلہن آئے جس سے مجھے محبت بھی ہو اور مجھے اس سے لڑکے کے ہونے کی بشارت بھی اس رات مل جائے، یہ رات مجھے اس رات سے زیادہ محبوب نہیں ہے جس رات میں پانی جما دینے والی سخت سردی پڑ رہی ہو اور میں مہاجرین کی ایک جماعت میں ہوں اور صبح کو دشمن پر حملہ کرنا ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ مَنَعَنِي كَثِيرًا مِنَ الْقِرَاءَةِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. ❷

ترجمہ: جہاد فی سبیل اللہ (کی مشغولی کی وجہ سے) میں زیادہ قرآن نہ پڑھ سکا۔

روزِ محشر تیرے دربار میں اس حال میں آؤں کہ میرے اعضاء تیرے راستے میں کاٹ دیئے گئے ہوں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگِ اُحد کے دن کہا: کیا تم اللہ سے دعا نہیں مانگتے ہو؟ اس پر وہ دونوں حضرات ایک کونے میں گئے اور پہلے حضرت سعد نے یہ دعا مانگی:

يَا رَبِّ، إِذَا لَقِينَا الْقَوْمَ غَدًا، فَلَقِّنِي رَجُلًا شَدِيدًا بَأْسُهُ شَدِيدًا حَرْدُهُ، فَأُقَاتِلَهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ ارْزُقْنِي عَلَيْهِ الظَّفَرَ حَتَّى أَقْتُلَهُ وَآخُذَ سَلَبَهُ.

ترجمہ: اے میرے ربّ! کل کو جب میں دشمن سے لڑنے جاؤں تو میرے مقابلہ میں

❶ مجمع الزوائدومنبع الفوائد: كتاب المناقب، باب ما جاء في خالد بن الوليد رضي الله عنه، ج ۹ ص ۳۵۰، رقم الحديث: ۱۵۸۸۵. رواه أبويعلى ورجاله رجال الصحيح.

❷ مجمع الزوائدومنبع الفوائد: كتاب المناقب، باب ما جاء في خالد بن الوليد رضي الله عنه، ج ۹ ص ۳۵۰، رقم الحديث: ۱۵۸۸۶. رواه أبويعلى ورجاله رجال الصحيح.

ایسے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو اور بہت غصہ والا ہو، میں اس پر زوردار حملہ کروں اور وہ مجھ پر سخت حملہ کرے، پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما یہاں تک کہ میں اسے قتل کر کے اس کا مالِ غنیمت لے لوں۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی، پھر انہوں نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی غَدًا رَجُلًا شَدِیدًا حَرْدُہُ، شَدِیدًا بَأْسُہُ، أُقَاتِلُہُ فِیکَ وَیُقَاتِلُنِی ،ثُمَّ یَأْخُذُنِی فَیَجْدَعُ أَنْفِی، فَإِذَا لَقِیتُکَ غَدًا قُلْتَ :یَا عَبْدَ اللَّہِ، فِیمَ جُدِعَ أَنْفُکَ وَأُذُنُکَ؟ فَأَقُولُ :فِیکَ وَفِی رَسُولِکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! کل کو میدانِ جنگ میں ایک بہادر سے میرا مقابلہ کرا جو بہت غصے والا اور سخت حملے والا ہو، میں اس پر تیری وجہ سے حملہ کروں اور وہ مجھ پر زوردار حملہ کرے، پھر وہ مجھے پکڑ کر میرے ناک اور کان کاٹ دے۔ پھر کل جب تیرے حضور میں میری پیشی ہو تو تُو کہے کہ تیرے ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ تو میں کہوں: تیرے اور تیرے رسول کی وجہ سے۔

پھر تو کہے کہ ہاں! تم نے ٹھیک کہا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بیٹے! حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی، چنانچہ میں نے دن کے آخری حصہ یعنی شام کو دیکھا کہ اُن کے ناک اور کان ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی اطاعتِ رسول اور فرشتوں کا غسل دینا

ایک نوجوان صحابی حضرت حنظلہ بن ابو عامر رضی اللہ عنہ شادی کی پہلی رات اپنی بیوی

❶ السنن الکبریٰ للبیہقی: کتاب قسم الفیء والغنیمۃ، باب السلب للقاتل، ج٦ ص ۳۰۷، رقم الحدیث: ۱۲۷۶۹

کے ساتھ حجلۂ عروسی میں تھے کہ کسی پکارنے والے نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جہاد کے لئے پکارا، وہ صحابی اپنے بستر سے اُٹھے، دلہن نے کہا کہ آج رات ٹھہر جاؤ، صبح جہاد پر روانہ ہوجانا، مگر وہ صحابی محبت رسول سے سرشار تھے، کہنے لگے: اے میری رفیقۂ حیات! مجھے جانے سے کیوں روک رہی ہو؟ اگر جہاد سے صحیح سلامت واپس لوٹ آیا تو زندگی کے دن اکٹھے گزارلیں گے ورنہ کل قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اسی جذبۂ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اللہ رب العزت کے فرشتوں نے انہیں غسل دیا اور وہ "غسیل الملائکہ" کے لقب سے ملقب ہوئے۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب جنگ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ کو انہیں غسل دیتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوئے:

إِنَّ صَاحِبَكُمْ لَتُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَاسْأَلُوا أَهْلَهُ مَا شَأْنُهُ.

ترجمہ: تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتوں نے غسل دیا، ان کے اہلِ خانہ سے پوچھو کہ ایسی کیا بات ہے جس کی وجہ سے فرشتے اِسے غسل دے رہے ہیں۔

ان کی اہلیہ محترمہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ:

خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ كَمَّا سَمِعَ الْهَاتِفَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِذَلِكَ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ. (۱)

(۱) معرفة الصحابة لأبي نعيم: ترجمة: حنظلة بن أبي عامر، ج۲ ص۸۵۳/ أسد الغابة: ترجمة: حنظلة بن أبي عامر، ج۲ ص۸۵/ سير أعلام النبلاء: ج۱ ص۴۱۱/ البداية والنهاية: ج۴ ص۲۳، ۲۴

ترجمہ: حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنگ کی پکار پر حالتِ جنابت میں گھر سے روانہ ہوئے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے اسے غسل دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے مقام ومرتبے کے لئے یہی کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جسم پر ستر سے زائد زخموں کا لگنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جنگِ اُحد کا ذکر فرماتے تو یہ ارشاد فرماتے کہ یہ دن سارے کا سارا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے حساب میں ہے۔ پھر (تفصیل سے) بیان فرماتے ہیں کہ میدانِ جنگ سے منہ موڑنے والوں میں سے سب سے پہلے واپس لوٹنے والا میں تھا، تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے بڑے زور وشور سے جنگ کر رہا ہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کرے یہ حضرت طلحہ ہوں، اس لیے کہ جو ثواب مجھ سے چھوٹنا تھا وہ تو چھوٹ گیا، اب مجھے زیادہ پسند یہ ہے کہ یہ ثواب میری قوم کے کسی آدمی کو ملے (اور حضرت طلحہ میری قوم کے آدمی تھے)۔ اور میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی اور تھا جسے میں پہچان نہیں رہا تھا اور میں بہ نسبت اس آدمی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھا لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز چل رہا تھا، تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوعبیدہ بن جرّاح ہیں۔ ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا اگلا دانت شہید ہو چکا ہے اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہے اور خَود کی دو کڑیاں آپ کے رُخسار مبارک میں گھس گئی ہیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا: اپنے ساتھی طلحہ کی خبر لو جو کہ زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی حالت میں دیکھ کر) ہم لوگ آپ کے اس فرمان کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ (ہم بہت پریشان ہو گئے تھے) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے چہرے سے کڑیاں نکالنے کے لیے آگے بڑھا، تو حضرت ابو عبیدہ نے مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا کہ (یہ سعادت لینے کے لیے) مجھے چھوڑ دو۔ میں نے (یہ موقع) اُن کے لیے چھوڑ دیا، انہوں نے ہاتھ سے کڑیاں نکالنا پسند نہ کیا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی بلکہ دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی نکالی، کڑی کے ساتھ ان کا سامنے کا ایک دانت بھی نکل کر گر گیا۔ جو انہوں نے کیا اسی طرح کرنے کے لیے میں آگے بڑھا، انہوں نے پھر مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا: (یہ سعادت لینے کے لیے) مجھے چھوڑ دو، اور انہوں نے پہلی مرتبہ کی طرح دانتوں سے پکڑ کر کڑی کو نکالا، اس دفعہ کڑی کے ساتھ اُن کا دوسرا دانت نکل کر گر گیا۔ دانتوں کے ٹوٹنے کے باوجود حضرت ابو عبیدہ لوگوں میں بڑے خوب صورت نظر آتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضرت طلحہ کے پاس آئے، وہ ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے، اور اُن کے جسم پر نیزے اور تیر اور تلوار کے ستّر سے زیادہ زخم تھے، اور اُن کی انگلی بھی کٹ گئی تھی، ہم نے اُن کی دیکھ بھال کی۔ ❶

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بڑھاپے میں جذبہ جہاد اور سمندری سفر میں انتقال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سورہ براءت پڑھنی شروع کی، جب اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا'' پر پہنچے تو فرمایا:

لَا أَرَى رَبَّنَا إِلا اسْتَنْفَرَنَا شُبَّانًا وَشُيُوْخًا، يَابُنَيَّ، جَهِّزُوْنِي جَهِّزُوْنِي.

ترجمہ: مجھے تو یہی نظر آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہم جوان ہوں یا بوڑھے، دونوں حالتوں میں (اللہ کے راستے میں) نکلیں۔ اے میرے بیٹو! (اللہ کے راستے میں جانے کے لیے) مجھے تیار کرو، مجھے تیار کرو۔

❶ مسند أبي داود للطيالسي: أحاديث أبي بكر رضی اللّٰه عنه، ج ۱ ص ۸ رقم الحديث: ٦

ان کے بیٹوں نے ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک رہے یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا، اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوگیا، اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ (آپ تو اللہ کے راستے میں بہت جا چکے ہیں، اب آپ نہ جائیں) آپ ہمیں اپنی طرف سے جہاد میں جانے دیں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، تم لوگ مجھے (جہاد میں جانے کے لیے) تیار کرو۔ چنانچہ جہاد میں انہوں نے سمندر کا سفر کیا اور سمندر ہی میں اُن کا انتقال ہوگیا، اور سات دن کے بعد اُن کے ساتھیوں کو ایک جزیرہ ملا جس میں انہیں دفن کیا۔ (اتنے دن گزرنے کے باوجود) ان کے جسم میں ذرا بھی فرق نہیں پڑا تھا (اُن کا جسم بالکل تروتازہ اور بالکل محفوظ تھا، یہ اُن کی کرامت ہے۔) ❶

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت

حضرت ابوالبَخْترِی اور حضرت مَیْسَرہ فرماتے ہیں کہ جنگِ صِفّین کے دن حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ لڑ رہے تھے لیکن شہید نہیں ہو رہے تھے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر کہتے: اے امیر المؤمنین! یہ فلاں دن ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس دن شہید ہونے کی خوش خبری دی تھی وہ دن یہی ہے۔) حضرت علی رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے: ارے! اپنے اس خیال کو جانے دو، اس طرح تین مرتبہ ہوا، پھر اُن کے پاس دودھ لایا گیا جسے انہوں نے پی لیا پھر فرمایا کہ ''إِنَّ هٰذِهِ لَآخِرَ شَرْبَةٍ أَشْرَبُهَا مِنَ الدُّنْيَا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دودھ ہی

❶ الإستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: زيد بن سهل، ج۲ ص ۵۵۴، رقم الترجمة: ۸۵۰/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: زيدبن سهل، ۱۹ ص ۴۲۳

وہ چیز ہے جسے میں دنیا سے جاتے وقت سب سے آخر میں پیوں گا۔ پھر کھڑے ہو کر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو سنان دُوَلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے غلام سے پینے کی کوئی چیز منگوائی، وہ اُن کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا، چنانچہ انہوں نے وہ دودھ پیا اور پھر فرمایا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ آج میں اپنے محبوب دوستوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی جماعت سے (شہید ہو کر) ملوں گا۔

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جنگِ صفّین کے دن جس دن وہ شہید ہوئے اُونچی آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں جبار یعنی اللہ تعالیٰ سے ملوں گا اور حورِ عین سے شادی کروں گا۔ آج ہم اپنے محبوب دوستوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی جماعت سے ملیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ دنیا میں تمہارا آخری توشہ دودھ کی لسی ہوگی (اور وہ میں پی چکا ہوں اور میں اب دنیا سے جانے والا ہوں۔) ❷

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری اور واقعہ شہادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ کچھ گنگنا رہے تھے، میں نے اُن سے کہا: اللہ نے تمہیں ان اشعار کے بدلے ان سے بہتر چیز یعنی قرآن عطا فرمایا ہوا ہے (تم قرآن پڑھو)۔ انہوں نے کہا:

---

❶ مسند أبي يعلى: مسند عمار بن ياسر، ج۳ص ۱۹۶، رقم الحديث: ۱۶۲۶/

مسندأحمد: ج ۳۱ ص ۲۷۱، رقم الحديث: ۱۸۸۸۰

❷ حلية الأولياء: ترجمة: عماربن ياسر، ج ۱ ص ۱۴۱

أَتَرْهَبُ أَنْ أَمُوتَ عَلَى فِرَاشِي، لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَحْرِمَنِي ذٰلِكَ، وَقَدْ قَتَلْتُ مِائَةً مُنْفَرِدًا سِوَىٰ مَنْ شَارَكْتُ فِيهِ. ❶

ترجمہ: کیا تمہیں اس بات کا ڈر ہے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا؟ نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس (نعمتِ شہادت) سے محروم نہیں فرمائیں گے، میں اکیلا سو کافروں کو قتل کر چکا ہوں، اور جن کو میں نے دوسروں کے ساتھ مل کر قتل کیا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ جب جنگِ عَقَبہ کے دن فارس میں مسلمان شکست کھا کر ایک کونے میں سمٹ آئے تھے، تو حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک آدمی اسے پیچھے سے ہانک رہا تھا۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم نے اپنے مقابلہ والوں کو بری عادت ڈال دی ہے (کہ ہر دفعہ اُن سے شکست کھا لیتے ہو،) یہ کہہ کر انہوں نے دشمن پر ایسا حملہ کیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمادی اور وہ خود اس دن شہید ہو گئے۔ ❷

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد اور شہادت

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کے ہر غزوہ میں شریک ہوتے رہے، لیکن ایک سال لشکر کا امیر ایک نوجوان کو بنا دیا گیا اس وجہ سے اس سال وہ اس غزوہ میں نہ گئے، لیکن اس سال کے بعد وہ

❶ الإصابة: ترجمة: البراء بن مالك، ج ١ ص ٤١٣، رقم الترجمة: ٦٢٠

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم، ج٣ص ٣٣١، رقم الحديث: ٥٢٧٥

ہمیشہ افسوس کرتے رہے اور تین مرتبہ فرمایا کرتے کہ مجھے اس سے کیا غرض کہ میرا امیر کس کو بنایا گیا ہے؟ (میری غرض تو مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جانا ہے)۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ایک غزوہ میں گئے (جس میں) وہ بیمار ہوگئے اور لشکر کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔ وہ اُن کی عیادت کے لیے ان کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ جب میں مرجاوں تو میری لاش کو کسی سواری پر رکھ دینا اور جہاں تک ہوسکے مجھے دشمن کے علاقہ میں لے جانا، اور جب آگے لے جانے کا راستہ نہ ملے تو وہاں مجھے دفن کر دینا اور وہاں سے تم واپس آجانا۔ چنانچہ جب اُن کا انتقال ہوگیا تو یزید نے اُن کی لاش کو ایک سواری پر رکھا اور دشمن کے علاقہ میں لے کر گیا اور جب آگے لے جانے کا راستہ نہ ملا تو اُن کو وہاں دفن کر دیا اور وہاں سے واپس ہوگیا۔ ❶

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شہادت کے بعد کلام

حضرت منہال بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کو سر اٹھاتے ہوئے دیکھا، ان دنوں میں دمشق میں تھا۔ جب لوگوں نے اِن کے سر مبارک کو اٹھایا تو آگے آگے ایک شخص سورۃ کہف پڑھتے جا رہا تھا، جب وہ اس آیت پر پہنچا:

﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾ (الكهف: ۹)

ترجمہ: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ غار اور رقیم والے لوگ ہماری نشانیوں میں سے کچھ

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو أيوب الأنصاري، ج٣ص ٣٦٩/تاريخ مدينة دمشق: ج١٦ ص ٥٨، ٥٩/سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو أيوب الأنصاري، ج٢ ص ٤٠٤

(زیادہ) عجیب چیز تھے؟

تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک نے بلند آواز سے یہ جملہ کہا:

أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَحَمْلِيْ. ❶

ترجمہ: میرا قتل ہونا اور میرا اٹھایا جانا اصحاب کہف سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔

حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کا شوقِ جہاد

حضرت ابونوفل بن ابی عقرب بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (ملکِ شام جانے کے لیے) مکہ سے روانہ ہونے لگے، تو تمام مکہ والے (اُن کے یوں ہمیشہ کے لیے چلے جانے کی وجہ سے) بڑے غمگین اور پریشان تھے۔ دودھ پینے والے بچوں کے علاوہ باقی سب چھوٹے بڑے رخصت کرنے اُن کے ساتھ شہرِ مکہ سے باہر آئے، جب وہ بطحا مقام کی اونچی جگہ یا اُس کے قریب پہنچے تو وہ رک گئے اور تمام لوگ اُن کے اِردگرد رُک گئے اور تمام لوگ رو رہے تھے، جب انہوں نے ان لوگوں کی یہ پریشانی دیکھی تو کہا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي وَاللَّهِ مَا خَرَجْتُ رَغْبَةً بِنَفْسِي عَنْ أَنْفُسِكُمْ وَلَا اخْتِيَارَ بَلَدٍ عَلَى بَلَدِكُمْ، وَلَكِنْ كَانَ الْأَمْرُ. فَخَرَجَتْ فِيهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَاللَّهِ مَا كَانُوا مِنْ ذَوِي أَنْسَابِهَا وَلَا فِي بُيُوتَاتِهَا، فَأَصْبَحْنَا وَلَوْ أَنَّ جِبَالَ مَكَّةَ ذَهَبٌ فَأَنْفَقْنَاهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا أَدْرَكْنَا يَوْمًا مِنْ أَيَّامِهِمْ، وَاللَّهِ لَئِنْ فَاتُوْنَا بِهِ فِي الدُّنْيَا لَنَلْتَمِسَنَّ أَنْ نُشَارِكَهُمْ فِي الْآخِرَةِ، فَاتَّقَى اللَّهَ امْرُؤٌ. ❷

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: منهال بن عمرو، ج ۶۰ ص ۳۶۹، ۳۷۰/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج ۲۵ ص ۲۷۴

❷ المنتظم في تاريخ الملوك والأمم: ترجمة: الحارث بن هشام، ج ۴ ص ۲۵۷، ۲۵۸، رقم الترجمة: ۲۰۰

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کی قسم! میں اس وجہ سے نہیں جا رہا ہوں کہ مجھے اپنی جان تمہاری جان سے زیادہ پیاری ہے، یا میں نے تمہارے شہر (مکہ) کو چھوڑ کر کوئی اور شہر اختیار کرلیا ہے، بلکہ اس وجہ سے جا رہا ہوں کہ (اِسلام لانے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کی) بات چلی تھی تو اس وقت قریش کے بہت سے ایسے آدمیوں نے نکلنے میں پہل کرلی جو نہ تو قریش کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور نہ وہ قریش کے اعلیٰ خاندانوں میں سے تھے۔ (قریش کے بڑے لوگ تو ہم تھے اور ہمارے خاندان اعلیٰ تھے) اب ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ اللہ کی قسم! اگر ہم مکہ کے پہاڑوں کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دیں تو بھی ہم اُن کے ایک دن کے ثواب کو نہیں پا سکتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ دنیا میں ہم سے آگے نکل گئے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم ہم آخرت میں تو اُن کے برابر ہو جائیں۔ عمل کرنے والے کو (اپنے عمل کے بارے میں) اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

چنانچہ وہ ملکِ شام روانہ ہوگئے اور اُن کے تمام متعلقین بھی اُن کے ساتھ گئے اور وہاں وہ شہید ہوگئے۔ اللہ تعالی ان پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرمائے۔

صحابیات اور خواتین اسلام کے جہاد اور شوقِ شہادت کے ایمان افروز واقعات

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی بحری جنگ میں شرکت اور شہادت

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں کبھی کبھی آیا کرتے تھے، اور یہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ایک روز آپ ان کے ہاں گئے، تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا، کھانا کھانے کے بعد آرام کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار

ہو گئے، وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: امت کے کچھ لوگ راہِ خدا میں جنگ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں، وہ اس سمندر کے بڑے حصے پر سوار ہوں گے، اور وہ خاندان پر بادشاہ ہوں گے یا خاندان پر بادشاہوں کی مانند ہوں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالی مجھے بھی ان میں شامل کردے، آپ نے ان کے لئے دعا کی، پھر سر رکھ کر سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ راہِ خدا میں جنگ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں، جیسا کہ آپ نے پہلی بار فرمایا تھا، وہ بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالی مجھے ان میں شامل کردے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پہلے لوگوں میں شامل ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ام حرام بنت ملحان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندر کا سفر کیا اور جب سمندر سے باہر نکلیں تو آپ کی سواری نے آپ کو گرا دیا اور آپ فوت ہو گئیں۔ [1]

حضرت اُم زیاد رضی اللہ عنہا کی چند عورتوں کے ساتھ جہاد میں شرکت

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مردوں کو تو جہاد کی شرکت کا شوق تھا ہی جس کے واقعات کثرت سے نقل کیے جاتے ہیں، عورتیں بھی اس چیز میں مردوں سے پیچھے نہیں تھیں، ہمیشہ مشتاق رہتی تھیں اور جہاں موقع مل جاتا پہنچ جاتیں۔ ام زیاد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں ہم چھ عورتیں جہاد میں شرکت کے لئے آئیں،

[1] الطبقات الكبرى: ترجمة: أم حرام بنت ملحان، ج۸ ص ۳۱۹، ۳۲۰/ معرفة الصحابة لأبي نعيم: ترجمة: أم حرام بنت ملحان، ج۶ ص ۳۴۷۹، رقم: ۷۸۹۴

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو ہم کو بلایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر غصہ کے آثار تھے، ارشاد فرمایا کہ تم کس کی اجازت سے آئیں اور کس کے ساتھ آئیں؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم کو اُون بننا آتا ہے اور جہاد میں اس کی ضرورت پڑتی ہے، زخموں کی دوائیں بھی ہمارے پاس ہیں، اور کچھ نہیں تو مجاہدین کو تیر ہی پکڑانے میں مدد دیں گی، اور جو بیمار ہوگا اس کی تیمارداری کی مدد ہو سکے گی، ستو وغیرہ گھولنے اور پلانے میں کام دیدیں گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر جانے کی اجازت دیدی۔

فائدہ: حق تعالیٰ شانہ نے اس وقت عورتوں میں بھی کچھ ایسا ولولہ اور جرأت پیدا فرمائی تھی جو آج کل مردوں میں بھی نہیں ہے، دیکھئے یہ سب اپنے شوق سے خود ہی پہنچ گئیں اور کتنے کام اپنے کرنے کے تجویز کر لئے۔ حُنین کی لڑائی میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا باوجود یہ کہ حاملہ تھیں، عبداللہ بن ابی طلحہ پیٹ میں تھے، شریک ہوئیں اور ایک خنجر ساتھ لئے رہتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس لئے ہے؟ عرض کیا کہ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے گا تو اس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی، اس سے پہلے اُحد وغیرہ کی لڑائی میں بھی یہ شریک ہوئی تھیں، زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کرتی تھیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نہایت مستعدی سے مشک بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب خالی ہو جاتی تو پھر بھر لاتیں۔ (اُس وقت تک پردے کے احکامات نہیں آئے تھے۔) ❶

---

❶ فضائلِ اعمال: ص ۱۳۱/ سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، ج ۳ ص ۷۴، رقم الحديث: ۲۷۲۹

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا اپنے چاروں بیٹوں کو جہاد کے لیے تیار کرنا

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ ہیں، اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ آ کر مسلمان ہوئیں، علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی عورت نے ان سے بہتر شعر نہیں کہا، نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۱۶ ھ میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت اُبھارا، کہنے لگیں:

يَا بُنَيَّ إِنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ مُخْتَارِيْنَ،وَاللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهٗ، إِنَّكُمْ لَبَنُوْرَجُلٍ وَاحِدٍ، كَمَا أَنَّكُمْ بَنُوْ إِمْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ،مَا خُنْتُ أَبَاكُمْ وَلَا فَضَحْتُ خَالَكُمْ،وَلَا هَجَّنْتُ حَسَبَكُمْ،وَلَا غَيَّرْتُ نَسَبَكُمْ. وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيْلِ فِيْ حَرْبِ الْكَافِرِيْنَ. وَاعْلَمُوْا أَنَّ الدَّارَ الْبَاقِيَةَ خَيْرٌ مِنَ الدَّارِ الْفَانِيَةِ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو، اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی، نہ تمہارے ماموں کو رُسوا کیا، نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا، نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا

ہوجانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہے: اے ایمان والو! تکالیف پر صبر کرو (اور کفار کے مقابلہ میں) صبر کرو اور مقابلہ کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پورے کامیاب ہو۔

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہوکر رہو گے۔

فَخَرَجَ بَنُوْهَا قَابِلِيْنَ لِنُصْحِهَا، وَتَقَدَّمُوْا فَقَاتَلُوْا وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ، وَأَبْلُوْ بَلَاءً حَسَنًا، وَاسْتُشْهِدُوْا رَحِمَهُمُ اللّٰهَ.

ترجمہ: چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر اُمنگ پیدا کرتا تھا اور جب شہید ہوجاتا تھا تو اُسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا، بالآخر چاروں شہید ہوئے۔

اور جب ماں کو چاروں کے شہید ہونے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔ ❶

حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا کی غزوات میں شرکت اور زخمیوں کا علاج

حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا نے جہاد اور جنگ میں بڑا پراثر کردار ادا کیا، کیونکہ عورت کے معاملات کو خوب اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے مجاہدین کی صفوں میں

❶ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: خنساء بنت عمرو، ج٦ ص ٩٠

زخمیوں کو پانی پلانے اور بیماروں کا علاج معالجہ کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔علاوہ ازیں اسے گھڑسواری اور لڑائی اور داؤ پیچ کے میدان میں بھی کافی تجربہ حاصل تھا۔اس سلسلے میں حضرت ام سنان بیان کرتی ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف روانگی کا ارادہ کیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ روانہ ہونگی، بیمار اور زخمیوں کا علاج کروں گی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُخْرُجِیْ عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ فَإِنّ لَک صَوَاحِبُ قَدْ کَلَّمْنَنِی وَأَذِنَتُ لَهُنَّ مِنْ قَوْمِکِ وَمِنْ غَیْرِهِمْ، فَإِنْ شِئْتِ فَمَعَ قَوْمِکِ وَإِنْ شِئْتِ فَمَعَنَا قُلْتُ: مَعَکَ، قَالَ:فَکُونِیْ مَعَ أُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجَتِی. ❶

ترجمہ:اللہ کی برکت سے نکلو، تیری چند سہیلیوں نے مجھ سے بات کی تھی، میں نے ان کو اجازت دے دی، کچھ ان میں تیری قوم اور قبیلے کی تھیں اور کچھ دوسرے قبیلے کی، اگر تو چاہے تو اپنی قوم کے ساتھ چلی جا اور اگر چاہے تو ہمارے ساتھ چل، میں نے عرض کی میں تو آپ کے ساتھ روانہ ہوں گی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اہلیہ ام سلمہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز زرہ پہن کر رجیع کی جانب روانہ ہوتے اور شام کو ہمارے پاس واپس آتے،سات روز اسی طرح گذرے آخر اللہ تعالی نے النطاۃ قلعہ فتح کرنے کی توفیق عطا کی، جب وہ فتح ہو گیا تو شق نامی قلعے کا رخ کیا۔

جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں مال غنیمت تقسیم کیا،آپ نے مجھے سرخ ریشم کی چادر، چاندنی کا زیور عطا کیا،یمنی چادر اور حمائل تانبے کی ہنڈیا عنایت

❶المغازي للواقدي:غزوۃ خیبر، ج ۲ ص ۶۸۵، ۶۸۶

کی۔آپ کے چند صحابہ زخمی تھے، میں ان کا علاج ایک ایسی دوا سے کرتی تھی جو میرے خاندان میں معروف تھی۔

ایک صحابیہ کی غزوہ اُحد میں بھائی، شوہر اور بیٹے کی شہادت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احد روانگی کے بعد خیریت معلوم کرنے کے لئے ہم اندھیرے ہی میں نکل پڑے، جیسے ہی صبح نمودار ہوئی ہم نے ایک اونٹ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا، جس میں ایک عورت سوار تھی اور اس کے دونوں طرف گٹھڑیاں لدی ہوئی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم ان کے قریب گئے تو پتہ چلا وہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ہم نے ان سے کہا: کیا خبر ہے؟ تو وہ بولیں: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور مؤمنوں میں سے شہید چن لئے۔

پھر انہوں نے اپنے اونٹ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور اس پر سے اتر پڑیں، ہم نے ان سے پوچھا، یہ تمہارے ساتھ کیا ہے؟ تو وہ بولیں: یہ میرا بھائی عبداللہ، میرا بیٹا خلاد اور میرا شوہر عمرو بن جموح ہیں، یہ تینوں جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔

کیا کوئی عورت ایسی صورتحال برداشت کر سکتی ہے؟ کیا کوئی بیوی ایسی بہادری اور ہمت کا ثبوت پیش کر سکتی ہے؟ پہاڑوں جیسا صبر اور ایسی ہمت کہ مرد بھی جہاں بے بس ہو جائیں۔

ان کے شوہر عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اپنے شیروں جیسے بہادر چار بیٹوں کے ساتھ جنگِ احد میں شریک ہوئے تھے۔ بیٹوں نے باپ کو روکنا چاہا تھا کیونکہ وہ ایک پاؤں سے معذور تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں معافی تھی، مگر عمرو رضی اللہ عنہ نے جنگ میں شرکت کے لئے اصرار کیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوکر کہا: یارسول اللہ! میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جہاد پر جانے سے روک رہے ہیں، جبکہ اللہ کی قسم! میری تمنا ہے کہ میں اپنے معذور پاؤں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں، اور پھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو شرف شہادت حاصل ہو ہی گیا، اور وہ احد میں رسالتِ مآب کا دفاع کرتے کرتے اور اپنی پوری قوت سے اللہ کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے اپنے پاکیزہ لہو میں تر بتر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گذرے تو فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جنت میں اپنے اسی پاؤں سے چل رہے ہو جو بالکل صحیح ہو چکا ہے۔

عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُحد کے مقام پر ایک چشمہ جاری کرنا چاہا، تو ان کے منادی نے اعلان کیا: احد میں جس کا کوئی عزیز دفن ہو وہ حاضر ہو، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس مقام پر کھدائی کی، جہاں میرے والد کو دفنایا گیا تھا، تو میں نے اپنے والد کو قبر میں ایسے پایا جیسے کہ وہ بے خبر سو رہے ہوں، اور ان کی قبر میں ہی ان کے پڑوسی اور ساتھی حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا، جن کا ہاتھ ان کے زخم پر رکھا ہوا تھا، جیسے ہی ان کا ہاتھ وہاں سے ہٹایا گیا زخم سے خون بہنے لگا، اور ان کی قبر سے پھوٹتی مشک کی خوشبو ہر سو بکھر گئی، یہ واقعہ ان کو دفنانے کے چھیالیس سال کے بعد پیش آیا۔ ❶

ایک قابل فخر ماں کا جذبہ جہاد اور بیٹے کا واقعہ شہادت

حضرت ابوقدامہ شامی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں امیر لشکر تھا، تو میں ایک

❶ دلائل النبوة للبيهقي: جماع أبواب غزوة أحد، ج۳ ص ۲۹۳/السيرة الحلبية: باب ذكر مغازيه، غزوة أحد، ج۲ ص ۳۳۰/ سبل الهدى والرشاد: أبواب المغازى، الباب الثالث عشر فى غزوة أحد، ج۴ ص ۲۱۳

شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ثواب میں رغبت دلائی، اور میں نے شہادت اور شہید کے فضائل بیان کئے، پھر لوگ منتشر ہو گئے، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی قیام گاہ کو چلا، اچانک دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت مجھے آواز دے رہی ہے۔

اس عورت نے آواز دی ''اے ابوقدامہ! تو میں نے دل میں کہا ضرور یہ شیطان کا کوئی مکر وحیلہ ہے'' تو میں نے کوئی جواب نہ دیا اور چلتا رہا (یہ اسلاف کا طریقہ تھا کہ وہ ہر غلط بات اور معصیت سے ڈرا کرتے تھے اور شیطانی وساوس اور اس کے فریب پر بہت زیادہ متنبہ تھے، نفس کی لغزشوں، خواہشات اور خواہش کی سرکشی سے بچنا بہت خوب جانتے تھے۔)

اتنے میں اس عورت نے دوبارہ کہا نیک لوگ اس طرح نہیں کرتے تھے، تو میں رک گیا تو اس نے مجھے ایک رقعہ اور ایک بندھا ہوا تھیلا دیا اور روتی ہوئی چلی گئی، تو میں نے رقعے میں دیکھا کہ لکھا تھا:

'' آپ نے ہمیں جہاد کی دعوت دی اور ثواب کی ترغیب دی، میں جہاد پر جانے کی طاقت نہیں رکھتی، اس لئے میں نے اپنے وجود کی سب سے خوبصورت چیز کاٹ دی ہے، یہ میری چٹیا ہے اور یہ میں آپ کو اس لئے دے رہی ہوں تاکہ آپ اس سے گھوڑے کی لگام بنالیں شاید اللہ تعالی اپنے راستے میں آپ کے گھوڑے کی رسی بنے میرے بالوں کو دیکھ کر میری مغفرت فرمادے۔''

جب صبح ہوئی اور جنگ چھڑی تو میں قتال کی صفوں میں ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ لڑ رہا ہے، میں نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے لڑکے! ایک تو پیدل ہے اور کم عمر ہے مجھے ڈر ہے کہ گھوڑے جب دوڑیں گے تو تجھے کچل دیں گے تو اس جگہ سے پیچھے ہو جا۔ تو لڑکا

کہنے لگا کیا تو مجھے پیچھے جانے کے لئے کہہ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ﴾(الأنفال:۱۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کافروں سے تمہارا آمنا سامنا ہو جائے، جبکہ وہ چڑھائی کر کے آرہے ہوں، تو ان کو پیٹھ مت دکھاؤ۔

تو میں نے اسے اپنے ایک خچر پر سوار کرلیا، پھر اس لڑکے نے مجھے کہا۔ ''اے ابوقدامہ مجھے تین تیر ادھار دے دو'' تو میں نے کہا یہ قرض لینے کا کون سا وقت ہے؟ تو اس نے بہت ضد کی تو میں نے کہا ایک شرط پر دوں گا ''اگر اللہ تعالی نے شہادت کا انعام دیا تو میں تیری شفاعت میں ہوں گا'' اس نے کہا ٹھیک ہے۔

میں نے اسے تین تیر دیئے اس نے تیر اپنی کمان میں چڑھایا اور کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَبَا قُدَامَةَ'' اور تیر چلا دیا اور ایک رومی مارا گیا۔ اس نے دوسرا تیر چڑھایا پھر کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَبَا قُدَامَةَ'' اور تیر چلا دیا ایک اور رومی مارا گیا۔ اس نے تیسرا تیر بھی چلا دیا اور کہا: '' يَا أَبَا قُدَامَةَ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ '' یہ الوداعی سلام ہے۔ اتنے میں ایک تیر آیا اور اس کی آنکھوں کے درمیان لگا، اس تیز دھار تیر کے لگنے سے مسلسل خون بہنے لگ گیا، اس نے اپنا سر زمین پر ٹکا دیا، میں آگے بڑھا اور اسے کہا:

لَا تَنْسَهَا، فَقَالَ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ لِي إِلَيْکَ حَاجَةٌ: إِذَا دَخَلْتَ الْمَدِينَةَ، فَأْتِ وَالِدَتِي وَسَلِّمْ خُرْجِي إِلَيْهَا، وَأَخْبِرْهَا، فَهِيَ الَّتِي أَعْطَتْکَ شَعْرَهَا لِتُقَيِّدَ بِهِ فَرَسَکَ، وَسَلِّمْ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا الْعَامَ الْأَوَّلَ أُصِيبَتْ بِوَالِدِي، وَفِي هٰذَا الْعَامِ بِي، ثُمَّ مَاتَ.

ترجمہ: ہمیں نہ بھولنا، اس نے کہا ہاں لیکن میرا ایک کام کرنا، وہ یہ کہ جب تم شہر میں داخل ہو تو میری والدہ کے پاس جانا اور میری یہ تھیلی اُسے دے دینا، اور اُسے میری

شہادت کی خبر دینا۔ میری والدہ وہی عورت ہے جس نے اپنے بال تمہارے گھوڑے کی زین کے لئے دیئے تھے، اُسے میرا اسلام کہنا اس سے پہلے سال اُسے میرے والد کا صدمہ پہنچا تھا، اوراس سال میرا صدمہ پہنچا ہے، یہ کہہ کر وہ شہید ہوگیا۔

میں نے اس کی قبر کھودی اور اسے دفن کیا، جب ہم اس کی قبر سے ہٹنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے تو اس کی لاش قبر سے باہر آگئی، یہ دیکھ کر میرے ساتھیوں نے کہا کہ زمین تو برے لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے اِسے کیوں قبول نہ کیا۔ پھر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو میں نے ایک آواز سنی ''اے ابوقدامہ اللہ کے ولی کو چھوڑ دو'' تھوڑی ہی دیر میں اس پر سفید پرندوں کی ٹولی اتری اور اُسے کھا گئی۔

جب میں شہر آیا تو اس کی ماں کے گھر پہنچا، جب دروازہ بجایا تو اس کی بہن آئی، جب اس نے مجھے دیکھا تو واپس لوٹ گئی اور اپنی ماں سے بولی ''امی'' یہ ابوقدامہ ہے، اس کے ساتھ میرا بھائی نہیں آیا، پچھلے سال ابا بچھڑ گئے اور اس سال بھائی بچھڑ گیا، پھر اس کی ماں نکلی اس نے کہا تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارکباد دینے؟ میں نے کہا کیا مطلب؟ اس نے کہا اگر وہ مر گیا ہے تو مجھ سے تعزیت کرو اور شہید ہوا ہے تو مجھے مبارکباد دو۔

دیکھا! اس عورت نے کیا کہا؟ اس نے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سنی مگر نہ روئی، نہ سینہ پیٹا، نہ گال پیٹے، نہ اپنے کپڑے پھاڑے اور نہ تیز آواز میں چیخی بلکہ صدمہ کی بات مطمئن دل اور ایمان والے راضی نفس کے ساتھ سنی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اللہ نے اسے یہ تحفہ دیا تھا اور اسی نے اپنا یہ تحفہ واپس لے لیا، اور سارے کام اسی کے ہاتھ میں وہ جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے۔ ابوقدامہ شامی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا، بَلْ مَاتَ شَهِيدًا فَقَالَتْ: لَهُ عَلَامَةٌ، فَهَلْ رَأَيْتَهَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، لَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ، وَنَزَلَتِ الطُّيُورُ فَأَكَلَتْ لَحْمَهُ، وَتَرَكَتْ عِظَامَهُ، فَدَفَنْتُهَا.

فَقَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ فَسَلَّمْتُ إِلَيْهَا الْخُرْجَ، فَفتَحَتْهُ، فَأَخْرَجَتْ مِنْهُ مِسْحًا وَ غِلًّا مِنْ حَدِيدٍ، وَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ إِذَا جَنَّهُ اللَّيْلُ، لَبِسَ هٰذَا الْمِسْحَ، وَغَلَّ نَفْسَهُ بِهٰذَا الْغِلِّ، وَنَاجىٰ مَوْلَاهُ، وَقَالَ فِي مُنَاجَاتِهِ: أُحْشُرْنِي مِنْ حَوَاصِلِ الطُّيُورِ فَقَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهُ. (1)

ترجمہ: میں نے اسے کہا کہ نہیں بلکہ وہ شہید ہو گیا ہے، اس نے کہا کہ اس کی ایک علامت تھی کیا تو نے دیکھی؟ میں نے کہا ہاں زمین نے اس کو قبول نہیں کیا، پرندوں نے اتر کر اس کا گوشت کھالیا اور ہڈیاں چھوڑ دیں، تو میں نے انہیں دفن کر دیا، اس کی ماں نے کہا اللہ تعالی کا شکر ہے۔ میں نے اس کی تھیلی اسے دی، اس نے کھولا اس میں بالوں کا ایک جبہ، اور لوہے کی زنجیر نکالی، اور کہا ''جب رات ہوتی تھی تو وہ اس جبہ کو پہن کر خود کو اس زنجیر سے باندلیتا تھا اور اپنے رب سے سرگوشی کرتا اور اپنی مناجات میں کہتا ''اے اللہ! مجھے روزِ محشر پرندوں کے پیٹ سے اُٹھانا۔'' اللہ تعالی نے اس کی دعا قبول کر لی۔

ایک ماں کا جذبہ جہاد، بیٹے کی شہادت اور حورِعین سے نکاح

ایک مرتبہ بصرہ کے نواح میں دشمن نے حملہ کیا، لوگ جہاد کے لئے کھڑے ہوئے، عبدالواحد بن زید بصری (حاکم بصرہ) نے کھڑے ہو کر جہاد کی لوگوں کو ترغیب دلائی، ام ابراہیم مجلس میں موجود تھی، یہ بصرہ کی بڑی عابدہ اور زاہدہ عورت تھی، جب عبدالواحد نے حورعین کی تعریف کی تو ام ابراہیم نے کہا: اے عبدالواحد! کیا تو میرے بیٹے ابراہیم کو جانتا ہے؟ وہ اتنا حسین وجمیل ہے کہ بصرہ کے بڑے بڑے رؤسا اس کے لئے اپنی بیٹیوں کے نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے تو حورِعین سب سے

---

(1) صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات الرقة، عابدة أخرى من أهل الشام، ج۲ ص ۳۶۳، ۳۶۴، رقم الترجمة: ۷۳۷

زیادہ پسند آئی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اپنے بیٹے کا نکاح اس سے کروں، کیا تمہارے اختیار میں ہے کہ تو میرے بیٹے کا نکاح حورِعین سے کردے اور مجھ سے دس ہزار دینار حق مہر بھی لے لو۔ وہ تیرے ساتھ اس معرکہ میں جائے اور اللہ کے راستہ میں لڑے تاکہ اللہ کو شہادت کی موت عطا فرمادے اور وہ میرے لئے اور اپنے باپ کے لئے سفارش کرنے والا بن جائے؟ عبدالواحد رحمہ اللہ نے جواب دیا: اگر تو اپنے بیٹے کو راہِ جہاد میں بھیجے گی تو وہ تیری اور سارے خاندان کی کامیابی کا باعث بن جائے گا۔ ام ابراہیم نے اپنے بیٹے کو بلایا، وہ مجمع کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا ماں! میں حاضر ہوں۔ کہا بیٹا تو حورِعین سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں جی! اللہ کی قسم میں اس پر راضی ہوں۔ ام ابراہیم نے کہا: اے اللہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اس کی جان کے عوض حورِعین سے کیا۔ اے رب العالمین! تو اس کو قبول فرمالے۔ پھر وہ گھر گئی اور دس ہزار دینا لاکر عبدالواحد رحمہ اللہ کو دے دیئے کہ یہ اس کے بیٹے کے نکاح کا حق مہر ہیں۔ ان کو غازیوں پر خرچ کیا جائے، پھر گئی اور اپنے بیٹے کے لئے نیا گھوڑا خریدا اور بہترین ہتھیار اس کو فراہم کئے۔ چنانچہ وہ عبدالواحد کی قیادت میں لشکر میں شریک ہوگئے، اِن کی والدہ نے جب الوداع کہا تو اپنے بیٹے کو کفن اور حنوط نامی خوشبو دی اور کہا کہ بیٹے جب تو دشمن کے مقابلہ میں جائے تو کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر جانا اور بزدلی نہ دکھانا۔ پھر بیٹے کو سینے سے لگایا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا بیٹا! اب حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جناب میں دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے مقابلہ کا موقع آیا تو ابرہیم مقدمۃ الجیش میں تھا۔ اس نے دشمنوں کی صفوں کو درہم برہم کردیا اور بڑی تعداد میں کافروں کو جہنم رسید کیا۔

دشمن نے یکبارگی اس پرحملہ بولا اور وہ شہید ہوگیا۔ جب ہم بصرہ پہنچے تو میں نے ساتھیوں سے کہا کہ ابتداء میں ام ابراہیم کو بیٹے کی شہادت کی اطلاع نہ دینا۔ پہلے حوصلہ دینا اور اس کے بعد اطلاع دینا تاکہ وہ بے صبری نہ کرے اور اجر ضائع نہ ہو، بصرہ میں داخل ہوئے تو ام ابراہیم سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے پوچھا ابوعبیدہ! اگر میرا ہدیہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا ہے تو مجھے مبارکباد دیجئے اور اگر واپس لوٹا دیا ہے تو مجھ سے تعزیت کیجئے۔ میں نے کہا: کہا ام ابراہیم! اللہ نے تیرا ہدیہ قبول کرلیا ہے اور وہ اللہ کے ہاں زندہ ہے اور رزق حاصل کررہا ہے۔ یہ سنتے ہی ام ابراہیم سجدہ میں گرگئی اور کہا سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے مجھے خائب خاسر نہیں کیا اور میری قربانی قبول کی، دعا کے بعد واپس گھر چلی گئی۔ اگلے دن پر آئی اور کہا: ابوعبیدہ مبارک ہو، رات خواب میں میرا بیٹا ملا، وہ جنت کے بالاخانے میں تھا اور کہہ رہا تھا کہ امی! تمہیں خوشخبری ہو حق مہر قبول کرلیا گیا اور حورِعین سے رشتہ ازواج قائم کردیا گیا۔ ❶

مولانا محمد علی جوہر کی والدہ بی اماں کی بیت اللہ میں دعا اور جذبہ جہاد

مولانا محمد علی جوہری رحمہ اللہ کی والدہ بی اماں حج کے لئے تشریف لے گئیں تو بیت اللہ کے غلاف کو تھام کر بی اماں نے دعا کی، اے میرے پرودگار! تو نے محض اپنے فضل سے ان بچوں کی پرورش کروائی، میں اس قابل نہ تھی، اب اتنی دعا ہے کہ ان کو سچا مسلمان بنادے، اور ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کی کہ میں لاوارث بیوہ عورت ہوں، تیری شان کے مطابق کوئی نذرانہ میرے پاس نہیں ہے، یہ دو یتیم بچے حاضر ہیں، اے اللہ! شوکت و محمد کو اسلام کے لئے قبول فرمالے۔

فرماتیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بھائیوں کو اپنی راہ میں لگالیا ہے، مولانا عبدالرحمٰن

❶ فضائل جہاد: باب ۴، دعوت جہاد کی فضیلت، ص۱۴۴تا۱۴۷/مشارع الأشواق إلى مصارع العشاق: الباب الرابع: في فضل التحريض على الجهادفي سبيل الله، ص ۲۱۵تا۲۱۸

ندوی کی نگرانی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ تحریک آزادی کے دو سپوت مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی رحمہما اللہ سے آج ہر کوئی واقف ہے لیکن حریت کے ان علمبرداروں نے جس آغوش میں آنکھ کھولی اور پروان چڑھے، جن کی بے پناہ محبت، توجہ و تربیت نے ان دونوں بھائیوں کو افق عالم پر چمکایا، آج ان سے کم لوگ واقف ہیں، بی اماں مرحومہ بڑی خوش قسمت ماؤں میں سے ہیں کہ انہیں علی برادران جیسے چشم و چراغ ملے۔ ❶

جنگ میں فتح یاب ہو کر لشکر کے بغیر گھر پہنچنے والے مجاہد کی باحمیت بیوی کی ناراضگی

تیموریوں کے دور زوال میں مرہٹے اس قدر زور پکڑ گئے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ اس نازک وقت میں افغانستان کے فرمانروا احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر یلغار کی اور جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ میں ایک خونریز لڑائی کے بعد پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو تباہ کن شکست ہوئی۔ اس فتح عظیم کے بعد اس نے جلد ہی افغانستان کو مراجعت کی۔ جب قندھار دو منزل کے فاصلے پر رہ گیا تو احمد شاہ نے اپنی فوج کو تین روز کے لئے قیام کا حکم دیا کہ تھکے ماندے سپاہی طویل سفر کی زحمتوں اور کلفتوں کو دور کر لیں، اطمینان کے ساتھ نہا دھو لیں، کپڑے بدل لیں اور تر و تازہ ہو کر قندھار میں داخل ہوں۔

ایک افغان سپاہی جسے اپنے اہل و عیال سے بچھڑے ہوئے مدت گذر چکی تھی عین وطن کے قریب پہنچ کر توقف و تاخیر کے حکم کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے سوچا وہ ایک مجاہد کی حیثیت سے احمد شاہ کے ساتھ ہندوستان پہنچا، مرہٹوں کے خلاف جہاد میں کامیابی

❶ بیس بڑی خواتین: ص ۱۵۲

کے بعد وطن واپس آیا اب وہ یہاں تین دن کیوں ٹھہرے؟ یہ سوچ کر وہ لشکر سے نکل گیا اور خاموشی کے ساتھ اپنے گھر پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ دو دن اپنے گھر میں ٹھہرنے کے بعد شاہی لشکر کے قندھار میں داخل ہونے سے پہلے اس سے جا ملے گا۔

سپاہی گھر پہنچا تو بچے موجود تھے مگر بیوی پانی لانے کے لئے قریب کی ندی گئی ہوئی تھی، سپاہی نے بچوں کو اپنے قریب کر کے پیار کیا، اتنے میں اس کی بیوی بھی آ گئی۔ وہ شوہر کو گھر میں بیٹھا دیکھ کر حیران رہ گئی، اس کو پانی پت کی لڑائی اور اس کے نتیجے کا کچھ علم نہ تھا اور نہ ہی شاہی لشکر کے قندھار کے قریب پہنچنے کی اطلاع تھی۔ وہ تو بس اتنا جانتی تھی کہ اس کا شوہر بادشاہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے گیا ہوا ہے اور کافروں کے خلاف لڑتے ہوئے یا تو اس نے اپنی جان قربان کر دی ہوگی یا فتح وکامرانی کے بعد شاہی لشکر کے ساتھ گھر واپس آئے گا، لیکن اس کے اس طرح تنہا وطن واپس آنے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ اس نے مسرت وشادمانی کا اظہار کرنے کے بجائے غصے کے ساتھ شوہر سے سوال کیا:

''احمد شاہ بابا اور شاہی لشکر کہاں ہے اور جس مقصد کے لئے تم ہندوستان گئے تھے اس کا کیا بنا؟''

شوہر نے جواب دیا: ''کافروں کو شکست فاش ہوئی ہے، شاہی لشکر فتح کے پھریرے اڑاتا وطن واپس پہنچ چکا ہے اور قندھار سے صرف دو منزل کے فاصلے پر ٹھہرا ہوا ہے، میں اہل وعیال کی محبت سے مجبور ہو کر جلد یہاں آ گیا۔''

بیوی: ''مجھے کیسے یقین آئے کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ درست ہے، لوگ تمہیں دیکھیں گے تو یہی کہیں گے کہ تو جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرا کر بھاگ آیا ہے''۔

شوہر: ''لیکن یہ شک کا کون سا موقع ہے شاہی لشکر دو دن بعد قندھار پہنچ جائے گا''

بیوی: ''اگر یہ سچ ہے تو تم اسی وقت واپس چلے جاؤ، جب تک احمد شاہ ابدالی کا لشکر قندھار نہ پہنچے گا میں تمہاری شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں۔ میں عورتوں سے یہ طعنہ نہیں سن سکتی کہ میرا شوہر جہاد سے بھاگ آیا ہے۔''

شوہر نے ہر چند کہا کہ وہ ایک دن گھر میں ٹھہر کر چلا جائے گا لیکن غیور اور باحمیت بیوی نے صاف کہہ دیا کہ میں ایک لمحے کے لئے بھی تمہیں گھر میں نہیں بٹھا سکتی۔ مجبور ہو کر شوہر اٹھا اور شاہی لشکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لشکر میں پہنچا تو اجازت کے بغیر لشکر سے نکلنے کے جرم میں اسے گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ احمد شاہ نے اس سے لشکر چھوڑنے کا سبب پوچھا تو اس نے ساری کہانی شروع سے لے کر آخر تک سچ سچ بیان کر دی۔ احمد شاہ ابدالی وطن کی ایک بیٹی کی قومی حمیت کا حال سن کر بہت خوش ہوا۔ سپاہی کو سچ بولنے کی بناء پر فوراً رہا کر دیا۔ قندھار پہنچا تو حکم دیا کہ سپاہی کی بیوی کو جس کا نام عینو تھا ایک کاریز (وہ زمین دوز نہر جس میں چشموں سے پانی آتا ہے) انعام کے طور پر دی جائے۔ (افغانستان اور بلوچستان جیسے سنگلاخ علاقوں میں کاریز کی بے انتہا قدر و قیمت ہے) اس کاریز کا نام اب تک اس غیور خاتون کے نام پر ''کاریز عینو'' مشہور ہے۔ یہ قندھار سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر مشرقی سمت میں واقع ہے۔ ❶

بچوں کے جذبہ جہاد کے ایمان افروز واقعات

ایک ماں کا اپنے بچے کو جہاد کے لئے لیکر آنا

حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے جنگِ اُحد کے دن اپنے بیٹے کو ایک تلوار دی جسے وہ اُٹھا نہیں سکتا تھا، تو اس عورت نے چمڑے کے تسمے سے وہ تلوار

❶ تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین: ص ۴۸۵، ۴۸۶ بحوالہ روزنامہ انقلاب لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

اس کے بازو کے ساتھ مضبوط باندھ دی، پھر اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا یہ بیٹا آپ کی طرف سے لڑائی کرے گا۔ پھر آپ نے اس بچہ سے کہا: اے میرے بیٹے! یہاں حملہ کرو، اے میرے بیٹے! یہاں حملہ کرو، بالآخر وہ زخمی ہوکر گر گیا۔ پھر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! شاید تم گھبرا گئے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں۔ ❶

چھوٹے بچوں کا جہاد میں شرکت کے لئے رونا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن ابی وقاص کو چھوٹا سمجھ کر غزوہ بدر میں جانے سے روک دیا، تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دے دی۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی تلوار کے تسمے میں گرہیں لگائیں اور میں خود بھی جنگِ بدر میں شریک ہوا اور اس وقت میرے چہرے پر ایک بال تھا جسے میں ہاتھ میں پکڑ لیا کرتا تھا۔ ❷

جذبہ جہاد اور سولہ سال کی عمر میں شہادت

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہونے سے پہلے دیکھا کہ وہ چھپتے پھر رہے تھے۔ میں نے کہا: اے میرے بھائی! تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ مجھے ڈر رہے

❶ مصنف ابن أبی شیبة: کتاب المغازی، ج۷ص ۳۷۰، رقم الحدیث: ۳۶۷۸۲

❷ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: سعد بن مالک، ج۲۰ص۲۹۷، ۲۹۸، رقم الترجمة: ۲۴۲۶

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں گے اور مجھے چھوٹا سمجھ کر واپس فرما دیں گے اور میں اللہ کے راستہ میں نکلنا چاہتا ہوں، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے۔ چنانچہ جب اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو واپس فرما دیا، جس پر وہ رونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دے دی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمیر چھوٹے تھے اس لیے میں نے اُن کی تلوار کے تسمے میں گرہیں باندھی تھیں، اور وہ سولہ سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔ ❶

اسلافِ امت کے جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت کے ایمان افروز واقعات

شہادت کی دعا اور قبولیت

حضرت ابو عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میرے ماموں پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ہم نے ان کو کپڑے سے ڈھانک دیا، اس کے بعد غسل دینے لگے تو انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا:

اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِی حَتّٰی تَرْزُقَنِی غَزْوًا فِی سَبِیْلِکَ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میں آپ کے راستے میں کسی جہاد میں شریک نہ ہو جاؤں۔

چنانچہ اس کے بعد آپ زندہ رہے یہاں تک کہ بقال کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے۔

---

❶ الإصابة: ترجمة: عمير بن وهب، ج۴ ص۶۰۳، ۶۰۴، رقم الترجمة: ۶۰۷۳

❷ من عاش بعد الموت: ص۲۰، الرقم: ۱۳

شہید کا مقام اور اعزاز

حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں گئے، ہم نے دورانِ سفر اپنے ایک ساتھی کو کم پایا، تلاش کرنے کے بعد اس کی لاش ایک ریگستان میں پڑی ہوئی ملی، اس پر تلوار کی ضرب لگی ہوئی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ کئی لڑکیاں اس کے سرانے اشعار پڑھ رہی تھیں، جب ہم لاش کے قریب گئے تو وہ لڑکیاں ایسی غائب ہوئیں کہ ہم نے پھر انہیں نہیں دیکھا۔ (1)

شہید کا اعزاز واکرام اور حوروں کے ساتھ ہم کلام ہونا

حضرت ابوادریس مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیاد نامی مدینہ منورہ کا ایک شخص ہمارے پاس آیا، ہم نے سرزمین روم کی ایک عمارت پر جو کہ گرجا گھر کے مشابہ تھی حملے کا پروگرام بنایا، تو زیاد سمیت ہم تین مجاہد ساتھیوں نے عمارت والے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ ان میں ایک تو میں تھا اور ایک زیاد اور تیسرا مدینہ منورہ کا ایک مجاہد تھا۔ محاصرے کے دوران ایک دن ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لانے بھیجا، وہ ابھی نکلا ہی تھا کہ زیاد کے قریب منجنیق نے پتھروں کی بارش کردی اور زیاد کے گھٹنے پر ایک پتھر زور سے آلگا جس سے وہ بے ہوش ہوگیا، تو میں نے اس کو کھینچ کر کسی محفوظ جگہ لے جانے کی کوشش شروع کردی، اتنے میں ہمارا کھانا لانے والا ساتھی آ گیا، میں نے اس کو آواز دی، وہ آیا، ہم دونوں زیاد کو تیر یا منجنیق کے پتھروں کی زد سے باہر ایک محفوظ جگہ لے آئے، یہ واقعہ صبح کو ہوا تھا، اس وقت سے لے کر اب تک کافی وقت گزر چکا تھا مگر زیاد کے کسی عضو میں کوئی حرکت محسوس نہیں ہوئی۔ ہم پریشان تھے کہ اچانک زیاد ہنس پڑا یہاں تک کہ اس کے دانت ظاہر ہو گئے، پھر ساکت ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رونے لگا

---

(1) من عاش بعد الموت: ص ۳۸، الرقم: ۴۰

یہاں تک کہ اس کے آنسو اس کے رخساروں پر بہہ پڑے، پھر خاموش ہو گیا، اس کے بعد دوبارہ ہنس پڑا، پھر رونا شروع کر دیا، اس کے بعد خاموش ہو گیا۔ ہم یہ سب دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں یہاں کیسے آیا؟ ہم نے کہا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ہم نے کہا کہ کیا تمہارے قریب جو منجنیق کے پتھر گرے تھے تمہیں یاد نہیں؟ اس نے کہا: ہاں یاد تو ہے۔ ہم نے کہا اس منجنیق کے پتھر سے تم زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے، تو ہم نے تمہیں یہاں منتقل کر دیا (کہ یہ محفوظ جگہ ہے۔)

اس نے کہا ٹھیک ہے، اب میں تمہیں اپنا حال سناتا ہوں کہ مجھے ایک یاقوت یا زبرجد پتھروں سے بنے ہوئے محل میں لے جایا گیا، جہاں تہ بہ تہ بستر رکھے ہوئے تھے اور ان کی دو جانب چھوٹے چھوٹے تکیئے سجے ہوئے تھے، جب میں ان بستروں پر سیدھا ہو کر بیٹھا تو میں نے اپنی دائیں طرف زیورات کی جھنجھناہٹ سنی اور فوراً ایک عورت نکلی، مجھے نہیں معلوم کہ وہ زیادہ خوبصورت تھی یا اس کا لباس یا پھر اس کے زیورات زیادہ خوبصورت تھے۔ تکیوں کی ایک طرف سے ہو کر وہ میرے پاس آئی اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا ہم آپ کی فلاں اہلیہ کی طرح نہیں ہیں۔ (جو آپ کو تکلیف پہنچائیں۔) میں نے اِن سے ہم کلام ہوا وہ میری دائیں جانب آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں آپ کی (جنتی) اہلیہ ''خوذ'' ہوں۔ یہ سن کر میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگی ابھی رک جائیں، آپ ہمارے پاس ظہر کے وقت ہی آ رہے ہیں، یہ سن کر میں رونے لگا۔ اتنے میں میری بائیں جانب زیورات کی جھنجھناہٹ محسوس ہوئی، مڑ کر دیکھا تو اس شان کی ایک اور خوبصورت عورت کھڑی نظر آئی، اس نے بھی بتایا کہ وہ میری ہی (جنتی) اہلیہ ہے تو میں مسکرا گیا، وہ میری بائیں جانب بیٹھ

گئی۔ میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگی ذرا ٹھہریئے، ابھی ظہر کے وقت ہی آپ ہمارے پاس آنے والے ہیں، یہ سن کر میں پھر رونے لگا۔ حضرت ابو ادریس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بیٹھے بیٹھے ہمارے ساتھ اس طرح باتیں کررہا تھا، اتنے میں ظہر کی اذان ہوئی تو وہ ایک طرف جھک گیا اور اس کی روح پرواز کرگئی۔ ❶

جہاد اور سرحدوں کی حفاظت کے سبب جنت میں حورِ عین سے ہم کلام ہونا

محمد بن فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل سب سے افضل پایا؟ انہوں نے کہا کہ:

اَلْأَمْرُ الَّذِی کُنْتُ فِیهِ.

وہ عمل جس پر میں کاربند رہا۔

میں نے پوچھا کہ جہاد اور سرحد پر پہرہ داری کا عمل؟ فرمایا کہ ہاں، پھر میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا:

غُفِرَتْ لِی مَغْفِرَةٌ لَیْسَ بَعْدَهَا مَغْفِرَةٌ وَ کَلَّمَتْنِی امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْحُوْرِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میری ایسی مغفرت فرمائی کہ اس کے بعد مغفرت کا کوئی درجہ نہیں اور اہل جنت کی عورت یعنی حور عین نے میرے ساتھ کلام کیا۔

شہید کی کرامت سے ایک کافر مسلمان ہوگیا

بعض صاحب کشف بزرگوں نے فرمایا کہ دمیاط کی فتح ایک یمنی شخص کے ہاتھ پر ہوگی،

❶ من عاش بعد الموت: ص ۳٦، الرقم: ۳۸

❷ المنامات لابن أبی الدنیا: عبد اللّٰه بن المبارک، ص ۵۳ / تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰه بن مبارک بن واضح، ج ۳۲ ص ۴۸۳، رقم الترجمة: ۳۵۵۵

دمیاط کے جہاد میں شریک ہونے والوں میں ایک حضرت فقیہ عالم ولی عارف عبدالرحمٰن نویری رحمہ اللہ بھی تھے جو اس میں شہید بھی ہوئے۔ آپ کا قاتل غیر مسلم کہتا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا، پھر کہا: اے مسلمانوں کے قیس! (عالم) تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں، انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

میں نے کہا یہ بھی تو تمہارا عالم ربانی ہے، اس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا کے کہا:

ہاں زندہ ہیں اور رب العالمین کے پاس رزق سے لطف واندوز ہو رہے ہیں، پھر خاموش ہوگئے۔ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا اور ان کی گفتگو سنی تو اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے کفر کو نکالا اور میں ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کلمہ پڑھ لیا، وہی نومسلم کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی برکت سے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں گے اور جب ہی سے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کو شہید ناطق کہتے ہیں۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔ [1]

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور شہادت کی تمنا

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے جو جذبہ جہاد عطا فرمایا تھا اس کے بارے

[1] روض الرياحين فى حكايات الصالحين: الحكاية السابعة والخمسون بعد الأربع مئة، ص ۳۶۵

میں حضرت والد صاحب (مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ) نے بار ہا یہ واقعہ آبدیدہ ہو کر بھرائی ہوئی آواز میں سنایا کہ ایک مرتبہ مرض وفات میں حضرت کو خدام میں سے کسی نے آپ کو مغموم دیکھا، وہ یہ سمجھے کہ زندگی سے مایوسی کی بنا پر پریشان ہیں، چنانچہ انہوں نے کچھ تسلی کے الفاظ کہنے شروع کیے، اس پر حضرت نے فرمایا: ارے مرنے کا کیا غم؟ غم تو اس بات کا ہے کہ بستر پر مر رہا ہوں، ورنہ تمنا تو یہ تھی کہ کسی میدان جہاد میں مارا جاتا، سر کہیں ہوتا اور ہاتھ پاؤں کہیں ہوتے۔ ❶

شہادت کے چودہ سو سال بعد بھی جسم کا محفوظ ہونا

یہ واقعہ ۱۹۶۸ء کا ہے، میں سعودی عرب میں بریدہ کے مقام پر بطورِ فزیشن کام کر رہا تھا، جمعہ کے روز زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہاں اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے پاس قیام کیا، ڈاکٹر صاحب بیمار تھے اور کافی مریض ان کا انتظار کر رہے تھے، ڈاکٹر صاحب نے مجھے مریض دیکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے مریضوں کو دیکھ کر فارغ کر دیا، ان میں سے ایک بوڑھا بدو مجھے اُحد پہاڑ کے پاس مریض دکھانے کے لئے لے گیا۔ شہداء احد کے پاس ہی خیمہ میں مریض پڑا ہوا تھا، میں نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا، اس کے بعد وہ شخص مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر لے گیا اور بتایا کہ آج سے پچاس سال پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر نیچے وادی میں تھی، ایک دفعہ زبردست بارش ہوئی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر زیرِ آب آ گئی، شریف مکہ جو ان دنوں حجاز کے حکمران تھے کو خواب میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شریف مکہ کو کہا کہ مجھے بارش کا پانی تنگ کر رہا ہے اس کا بندوبست کرو۔ شریف مکہ نے علماء کو بلا کر ان سے مشورہ کیا، جب قبر کو کھودا گیا تو واقعی

---

❶ اکابر دیوبند کیا تھے: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ، ص ۲۶

اس میں پانی رس رہا تھا، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کو اونچی جگہ منتقل کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ بوڑھے بدو نے بتایا کہ قبر کھودنے والوں میں وہ بھی شامل تھا، کھدائی کے دوران کدال کی معمولی سی ضرب غلطی سے نعش کے ٹخنے پر جا لگی، یہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے کہ وہاں سے تازہ خون جاری ہو گیا، چنانچہ اس جگہ پر پٹی باندھی گئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو کھولا گیا تو دیکھا کہ جسم کے نچلے حصے پر کفن موجود ہے، زخموں سے تازہ خون رس رہا ہے، آنکھ نکلی ہوئی اور کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں اور پیٹ چاک ہے، وہاں پر موجود سب لوگوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور اسی حالت میں ان کو پرانی قبر سے نکال کر اونچی جگہ پر دوبارہ دفن کر دیا گیا۔

یہ سارا ماجرہ بدو نے مجھے اس لئے سنایا کہ ہمیں مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین آ جائے۔ اگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تو حضرت حمز رضی اللہ عنہ کا جن کو شہید ہوئے چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اس طرح زمین میں محفوظ نہ ہوتے۔ ❶

قبر کھلتے ہی شہید کی خوشبو ہر سو پھیل گئی

ڈیڑھ سال قبل افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان کے مجاہد قاری اللہ نواز سینہ پر گولی لگنے سے شہید ہو گئے تھے، بعد ازاں ان کی میت ایک تابوت میں رکھ کر ان کے آبائی گاؤں لائی گئی تھی، گزشتہ کچھ دنوں سے ان کی قبر کے اردگرد زمین بیٹھنا شروع ہوگئی، ان کے والدین اور ورثاء نے مقامی علماء سے اجازت لی کہ قبر دوبارہ تعمیر کرائی جائے۔ گزشتہ روز رات کے گیارہ بجے چند لوگوں نے ورثاء کے ساتھ مل کر قبر کھودی تو لکڑی کے تینوں تختے بوسیدہ ہو گئے تھے، صرف نعش کے نیچے والا تختہ صحیح سلامت تھا۔ شہید کا جسم تر و تازہ، چہرہ ہشاش بشاش اور زخم تازہ تھا۔ قبر کھلتے

❶ موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر وواقعات: ص۱۶، ۱۷

ہی خوشبو پھیل گئی، ان کے ورثاء نے علماء کی موجودگی میں قبر ٹھیک کر کے بند کر دی۔ ❶

مجاہدین کے لیے اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت ومدد

معروف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

یہ جہاد کا ابتدائی زمانہ تھا، مجاہدین کی حالت ہر لحاظ سے خراب تھی، اسلحہ نہ سامان خورد ونوش، اکثر مجاہدین کی جائیدادوں اور اثاثوں کو کمیونسٹوں نے نذر آتش کر دیا تھا۔ جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کا گھر بھی نذر آتش کر دیا گیا تھا، اور دوسرے کئی مجاہدین کے گھر بھی نذر آتش کئے ہوئے تھے، مجاہدین کئی دن سے بھوکے تھے، میں بہت پریشان تھا کہ خوراک کا انتظام کیسے کروں، نمازِ فجر پڑھ کے فارغ ہوا تو قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گیا، اسی پریشانی کی حالت میں مجھے نیند آ گئی، خواب میں ایک بزرگ نظر آئے، وہ بہت غصے میں تھے، مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے جلال الدین تم پریشان کیوں ہو۔ جب تم جہاد نہیں کر رہے تھے تو تمہیں کون رزق دیتا تھا، اب تک تم جہاد سے غافل رہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ تمہیں رزق دیتا رہا، اب جب کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہو تو کیا تمہیں اپنے رب پر اعتماد نہیں رہا کہ وہ اب بھی تمہیں اور تمہارے ساتھ دوسرے مجاہدین کو رزق دے سکتا ہے۔ خدا پر پورا بھروسہ رکھو اور اس کے متعلق کسی بدگمانی کو اپنے ذہن میں نہ آنے دو۔ تم جب اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے تو اللہ بھی تم پر بھی رزق کی تنگی نہیں آنے دے گا۔ اس کے بعد اس بزرگ نے قریبی درختوں کی طرف اشارہ کر کے کہا تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے تو تمہیں ان درختوں سے گوشت لٹکتا ہوا ملے گا۔

اس کے ساتھ ہی میرے آنکھ کھل گئی۔ خواب نے میرے حوصلہ کو مزید بلند کر دیا اور میری پریشانی جاتی رہی، تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی دو

❶ روزنامہ اسلام ۱۳ اگست ۲۰۰۳ء

بکرے پکڑے ہماری طرف آ رہا ہے۔اس نے آتے ہی کہا کہ یہ بکرے اللہ کی راہ میں میری طرف سے قبول کرو۔پھر بکرے لانے والے نے بکرے ذبح کیئے اوران کو درختوں کے ساتھ لٹکا دیا،ان درختوں کے ساتھ جن کی طرف خواب میں بزرگ نے اشارہ کیا تھا۔اس واقعہ میں ہم سب کے لیے ایک نصیحت ہے کہ جو بھی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اوراس کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے تو اللہ بھی اس کی مدد کے لیے سب کچھ کرتا ہے لیکن اس مدد کے لیے استقامت شرط ہے۔ ❶

نصرتِ الٰہی کے سبب گولیوں کی بوچھاڑ سے مجاہد محفوظ رہے

ابوعکاشہ (عبداللہ سیاف شہید) جب پہلی دفعہ غازی بن کرآئے تو انہوں نے ہمیں اپنا واقعہ بیان کیا کہ پہلگام (مقبوضہ کشمیر) کے علاقے میں ہم ہندو آرمی کا شکار کرنے گھات میں بیٹھے تھے لیکن آرمی کو مخبری ہوگئی اوراس نے ہمارا محاصرہ کرلیا،ہم ایک باغ سے ہوتے ہوئے ایک ٹیکری پرآ گئے۔

ایک فوجی ہمیں دیکھ رہا تھا ہمیں کیا معلوم تھا کہ اللہ دشمن سے ہی ہماری مدد کروائے گا، جب اس فوجی سے ہماری نظریں چار ہوئیں تو اس نے ہمیں کہا: بھاگ جاؤ نکل جاؤ اور اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس راستے سے یعنی ادھر سے نکلو یہ محفوظ راستہ ہے،لہٰذا ہم سائیڈ سے ہوتے ہوئے ایک طرف نکل گئے، ہم نے دیکھا کہ ہمارے تین اطراف ملٹری ہے اور ہم ایک میدان میں ہیں، ہمارے ساتھی ذرا نہ گھبرائے اور ایک ایک کر کے نکل گئے۔

اب میں اکیلا تھا، آرمی نے مجھ پر فائر کرنا شروع کر دیا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: ’’اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ رَمْیَ الْکَافِرِیْنَ‘‘ پھر کیا تھا دشمن کی گولیاں میرے دائیں بائیں

❶ نا قابل یقین سچے واقعات: ص۴۲۰، ۴۲۱

آگے پیچھے کپڑوں میں اور بعض گولیاں تو میری ٹانگوں کے درمیان سے گزر رہی تھیں، تقریباً سات گولیاں تھیں جنہوں نے میرے کپڑوں کو جگہ جگہ سے سوراخ کردیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کی اور میں بھی دشمن کے نرغے سے نکل کر اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ گیا۔

پھر ابو عکاشہ بھائی غازی بن کر واپس تشریف لائے لیکن یہاں ان کا دل بالکل نہ لگا، ہر وقت واپس جانے کی تڑپ میں لگے رہے، دوبارہ جب نمبر لگا تو والدہ سے کہنے لگے کہ اب تو جنت میں ہی ملاقات ہوگی اور دودھنیال سے لانچ ہوتے وقت انڈین آرمی سے مقابلہ ہوا اور پھر مردانہ وار لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ ❶

پینتیس مسلمان دو ہزار ہندوؤں پر غالب ہو گئے

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ہمارے ایک دوست ہیں جو عالم باعمل ہیں اور جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ بھارت کے ایک گاؤں میں عورتوں بچوں اور بوڑھوں کے علاوہ پینتیس آدمی ایسے تھے جو لڑنے کے قابل تھے، ایک دفعہ دو ہزار ہندوؤں نے ان پر حملہ کر دیا۔

مسلمانوں کے پاس پندرہ بندوقیں تھیں، بندوقیں لے کر وہ گاؤں سے باہر نکلے اور درختوں اور جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ گئے، ہندوؤں نے بڑے زور کا حملہ کردیا، مسلمان ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ہندو مارے گئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے، جب مسلمان اپنی پوزیشن چھوڑ کر گھر واپس ہوئے تو ہندوؤں نے دوبارہ حملہ کردیا مسلمان پھر ڈٹ گئے اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۹۸، ۲۹۹

اس لڑائی میں بھی ہندوؤں کے بہت سے آدمی کام آئے، ان کا سردار بھی مارا گیا، یہ دیکھ کر کچھ ایسی ہیبت ان لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی کہ ان کے پیرا کھڑ گئے اور سب بھاگ گئے، جب اپنے اپنے گھروں میں پہنچے تو لوگوں نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی صرف پینتیس آدمیوں کے مقابلہ میں تم دو ہزار آدمی ٹک نہ سکے۔

انھوں نے جواب دیا کہ تیس پینتیس کہاں وہ تو کوئی دو لاکھ ہوں گے سارا میدان اِن لوگوں سے پُر تھا ایسی صورت میں ہم کیا کر سکتے تھے۔ ❶

رات کے اندھیرے میں مجاہدین کی غیبی نصرت ومدد

ایک کشمیری مجاہد نے میرے بہت اصرار پر یہ واقعہ سنایا جو بڑا حیرت انگیز ہے کہ ایک رات کو جب ہم دشمن کے علاقے میں گھس کر چھ کلومیٹر اندر اپنے ابتدائی مورچہ برساتی نالہ کی طرف روانہ ہوئے، تو اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ مجھے کمانڈر صاحب نے دس ساتھیوں کو لیکر ایک طرف سے مقررہ جگہ پر پہنچنے کا حکم دیا تھا، میں ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا، انتہائی تاریک رات تھی کوئی اور راستہ نہیں تھا، ہم اونچے نیچے ٹیلوں پتھروں اور جھاڑیوں پر چلتے ہوئے جن پر برف بھی پڑی ہوئی تھی آگے بڑھنے لگے، چلتے چلتے مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ساتھیوں کو لے کر غلط سمت بڑھ رہا ہوں، آگے آگے میں تھا اور میرے پیچھے دس مجاہدین قطار میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ میں سخت پریشانی کی حالت میں مبتلا ہو گیا، اندھیرا اتنا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا، مجھے یہ خطرہ ہوا کہ کہیں غلط سمت میں چلتے ہوئے دشمن کی کسی پوسٹ یا مائنز فیلڈ (بارودی سرنگوں کے علاقے) میں نہ پھنس جائیں، پریشانی کے عالم میں میرے لبوں سے بے ساختہ یہ الفاظ جاری ہوئے۔

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۰۹

''اے میرے اللہ! تو ہمیں راستہ دکھا، ہم تیرے دین کے راستے میں نکلے ہیں، اچانک مجھے سامنے راستہ بالکل صاف نظر آنے لگا، مجھے یوں لگا کہ جیسے میرے پیچھے والے ساتھی نے ٹارچ جلائی ہے، میں فوراً مڑا اور پیچھے والے ساتھی کو ڈانٹ کر کہا: ''اللہ کے بندے تمہیں معلوم نہیں ہم دشمن کے علاقے میں ہیں، تم نے ٹارچ کیوں جلائی ہے؟''

اس نے کہا: بھائی! میں نے ٹارچ نہیں جلائی میرے پاس تو ٹارچ ہے ہی نہیں۔

میں چند قدم آگے بڑھا سخت اندھیرے میں پھر روشنی ہوئی اور میرے آگے صاف راستہ چمکنے لگا، میں نے پیچھے مڑ کر پھر ڈانٹا لیکن اس مجاہد نے قسم کھا کر کہا: میں نے ٹارچ ہرگز نہیں جلائی، اب تو میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ پھر برساتی نالے تک مجھے ٹارچ کی روشنی مسلسل نظر آتی رہی، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، میں نے دل میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ادا کیا جس نے غیب سے تاریک رات میں ہماری مدد کی اور میں ساتھیوں کو لے کر خیریت سے مقررہ جگہ پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم ضرور ان کی صحیح رہنمائی کرتے ہیں۔ ❶

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے ساتھ اللہ کی غیبی نصرت و مدد

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں موت سے کبھی خوف زدہ نہیں ہوا، بطورِ ایک مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ مرنے کے بعد ہم جنت میں جائیں گئے، ایک دفعہ روسیوں سے صرف ۳۰ گز دور تھا اور وہ مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہے تھے، مجھ پر زبردست بمباری جاری تھی لیکن میرا دل بے خوف تھا، میں اس وقت اس قدر مطمئن تھا کہ گولیوں کی بوچھاڑ میں مجھے نیند آ گئی۔ ایسے تجربے کا تذکرہ مسلمانوں کی پرانی

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۹۶ تا ۲۹۸

کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ میں نے ایک ۱۱۲۰،ایم ایم کا مارٹرشیل اپنے اوپر گرتے ہوئے دیکھا جو پھٹ نہیں سکا،طیاروں نے ہمارے صدر دفتر پر چاراور بم گرائے لیکن ان میں سے کوئی نہیں پھٹا۔اللہ تعالی کی غیبی نصرت ومدد کے سبب ہم نے سوویت یونین کوذلت آمیزشکست دی،روسی بھاگ کھڑے ہوئے۔❶

شہید کے جسم کی خوشبو سے پورا علاقہ معطر تھا

صوبہ پکتیا میں حاجی چھاؤنی کے قریب فیض پوسٹ کے کمانڈرعبدالقادرڈگراں بتاتے ہیں:

رمضان المبارک کے بعد ۱۹۸۷ء میں عیدالفطر کے دن عرب مجاہدین کے مرکز الجدید پر روسیوں نے حملہ کردیا۔حملہ اچانک تھا،مجاہدین کی تعداد بھی اس وقت نہ ہونے کے برابرتھی۔کمانڈرعبدالرحمٰن نے کہا:﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ﴾ (آل عمران:۱۳۳) اس پر پانچ مجاہدین آگے بڑھے انہوں نے آدھ گھنٹے تک دشمن کے حملے کو روکے رکھا، اسی دوران میں دوسرے مجاہدین بھی آگئے۔اس لڑائی میں مجاہد شیخ عبداللہ مصری نے شہادت پائی، ان کی لاش نہ مل سکی۔مجاہدین کا خیال تھا کہ شاید دشمن کے فوجی انہیں گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔ایک ماہ بعد مرکز کے قریب گھومنے والے چند مشکوک آدمیوں کو مجاہدین نے گرفتار کیا،تفتیش کے دوران انہوں نے بتایا کہ یہاں سے کچھ دور جنگل میں سے گزر کر آرہے تھے کہ ایک جگہ ایک عجیب و غریب خوشبو کا احساس ہوا،ایسی خوشبو سے ہم پوری زندگی میں کبھی آشنا نہ ہوئے تھے، ہم میں سے کوئی بھی یہ نہ بتا سکا کہ یہ خوشبو کس پھول کی ہے،ہم خوشبو کی سمت بڑھنے لگے،ہم چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے تو وہاں ایک لاش دیکھی اور یہ خوشبو اسی لاش سے پھوٹ

❶ ناقابل یقین سچے واقعات:ص ۴۲۸

پھوٹ کر جنگل میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ سن کر مجاہدین لاش کو تلاش کرنے چل پڑے، انہیں زیادہ وقت کا سامنا نہ کرنا پڑا، خوشبو نے خود ان کی راہنمائی کی، لاش کو دیکھا تو یہ انکے اپنے ساتھی شیخ عبداللہ مصری کی لاش تھی۔ جو دشمن کا مقابلہ کرتے کرتے آگے نکل گئے تھے اور شہید ہو گئے تھے، اب ایک ماہ بعد بھی لاش ملی تو ایسے دکھائی دے رہی تھی جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ ہے۔ لاش جنگلی جانوروں سے بھی مکمل محفوظ تھی اور اس کے جسم سے نکلنے والی خوشبو سے اردگرد کا پورا علاقہ مہک رہا تھا۔ ❶

شہید کا محفوظ جسم اور غیبی رزق کا انتظام

یہ تقریباً تیس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میرے ایک دوست محکمہ انہار میں سپرنٹنڈنٹ انجینئر تھے، ان کا ایک بیٹا پاگل تھا جس کو وہ اکثر باندھ کر رکھتے تھے ورنہ وہ گھر کی اشیاء توڑ پھوڑ دیتا۔ ایک روز نوکر کی بے توجہی کی وجہ سے وہ لڑکا ڈرائنگ روم میں گھس گیا اور ہزاروں روپے کا نقصان کر ڈالا، دوست اس کو پکڑ کہ میرے پاس لائے اور تقریباً روتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب اس کا کچھ کریں، اس نے ہمارے ناک میں دم کیا ہوا ہے، ورنہ میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا، میں نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا کہ اللہ سے ڈرو، ایسی بات مت کرو، ورنہ قیامت کے روز یہ تمہارے لیے سزا کا سبب بن جائے گا، اس پر وہ دوست کہنے لگے کہ مرنے کے بعد (نعوذ باللہ) کس نے جینا ہے اور کون پوچھے گا، میں اس پر چپ رہا کہ کہیں مزید کفریہ کلمات نہ کہہ ڈالے، چنانچہ بات ختم ہوگئی۔

چند دنوں کے بعد میرے یہ دوست ڈیرہ غازی خان کینال (جو تونسہ بیراج سے نکالی جارہی تھی اور اس کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا تھا) کے معائنہ کے لیے گئے، وہاں پہنچنے

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۴۱۸، ۴۱۹

پر دیکھا کہ مزدور ایک جگہ جمع ہیں اور شور مچا ہوا ہے، انجینئر صاحب کو دیکھ کر مزدور اِن کے پاس آئے اور بتایا کہ نہر کی تہہ میں ایک سوراخ سے انسانی جسم کا ایک حصہ نظر آ رہا ہے، انجینئر صاحب نے خود جا کر دیکھا اور اوپر کی مٹی ہٹانے کو کہا، جب مٹی ہٹائی گئی تو نیچے سے پوری انسانی نقش نظر آ رہی تھی، اس نقش میں دو باتیں حیران کن تھیں، ایک تو اس کے کپڑے خون آلود تھے جس سے اندازہ ہوا کہ یہ کسی شہید کی نعش ہے، دوسرے اس کے منہ کے اوپر ایک پھل نما چیز رکھی ہوئی تھی جس میں سے وقفہ وقفہ کے بعد کچھ قطرے نعش کے منہ میں گر رہے تھے، نہر کی گہرائی تقریباً تیس فٹ تھی اور یہ نعش اس سے بھی نیچے مٹی میں محفوظ تھی، جس سے یہ اندازہ ہوا کہ اس آدمی کو دنیا سے کوچ کیے صدیاں گزر چکی ہیں۔

اسی شام کو انجینئر صاحب میرے گھر آئے اور مجھے پورا واقعہ سنا کر کہنے لگے کہ قرآن پاک میں یہ جو کہا گیا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں، میں اس آیت کی زندہ مثال دیکھ کر آیا ہوں، اور مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ مرنے کے بعد بھی ایک زندگی ہے، جس میں یوم حساب بھی ہے کیوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اس شہید کو بھی کھا جاتی جو صدیوں سے زمین کے اندر محفوظ ہے۔ کہنے لگے کہ ایسا لگتا تھا جیسے مردہ اس وقت کے انتظار میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دوبارہ زندگی دیں گے اور اس میں روح پھونکیں گے، اور یہ یوم حساب کے لیے اٹھ کھڑا ہوگا۔

میں نے انجینئر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے اور ہمارے قیامت پر ایمان لانے میں فرق ہے، ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ایمان لے آئے اور آپ نے جب تک مشاہدہ نہیں کیا آپ کو یقین نہ آیا۔ اس واقعہ کے بعد انجینئر صاحب اپنے لڑکے کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے بھی باز آ گئے اور آخرت کے بارے

میں اپنی سابقہ آزادخیال سے بھی پکی توبہ کرلی۔ ❶

شہید کو زخموں اور تکلیفوں کا احساس نہیں ہوا

۱۸۲۴ء کی بات ہے، جنگ پھولڑہ میں شاہ اسماعیل کی فوجوں کومخالفین پر فتح حاصل ہوئی۔ جب دشمن بھاگ گیا تو مجاہد زخمیوں کو پانی پلانے لگے اوران کی دیکھ بھال میں مصروف ہوگئے۔ایک زخمی نے پانی پلانے والے مجاہد سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کے عالم نزع کے متعلق کیا فرمایا ہے۔اس نے مذکورہ حدیث بیان کی تو زخمی مجاہد کی آنکھوں میں چمک نمودار ہوئی اوراس نے پانی پینے سے یہ کہہ کرانکار کردیا۔بھائی !ادھر دیکھو نیزہ سینے سے پار ہوگیا ہےاوراس کی نوک دوسری طرف نکل آئی ہے،لیکن درداور تکلیف نہ ہونے کے برابر ہے،اس لیے اب اپنی پیاس حوض کوثر کے جام ہی سے بجھاؤں گا۔یہ کہہ کراس نے آنکھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کرلیں۔ یوں اس نے ایمان بالغیب کے حق میں ایک زندہ جاوید شہادت مہیا کردی۔ ❷

اسطرح کے متعدد واقعات ہیں کہ اللہ رب العزت نے مجاہدین اورشہداء کی غیبی نصرت ومدد کی،صحابہ کرام اورسلف نے اپنی ساری زندگی دین کی نشرواشاعت، جہاد فی سبیل اللہ اوردعوت میں گزاری، اپنی جان، مال اوراولا داللہ کے راستے میں قربان کی، انہی کی قربانیوں کی بدولت آج اسلام کی شمع فروزاں ہے،اوردین کی بہاریں ہیں۔

اللہ رب العزت ہماری جان، مال اوراولادکواپنی دین کی آبیاری کے لئے قبول فرمائے، رب العالمین ہمیں سعادت کی زندگی اورشہادت کی موت عطافرمائے۔آمین

---

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۴۷۴،۴۷۵

❷ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۵۴۴

۵۲......وعدہ اور ایفائے عہد نصوص اور واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا﴾(البقرة:۱۷۷)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴾(الاسراء:۳۴)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ:اُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ،وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ،وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ،وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ،وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ:إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ،وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ،وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.❷

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابلِ صداحترام بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!

❶مسندأحمد:مسند الأنصار،حديث عبادة بن صامت رضى اللّٰه عنه،ج۳۷ص۴۱۷، رقم الحديث:۲۲۷۵۷

❷صحيح البخارى:كتاب الإيمان،باب علامة المنافق،رقم الحديث:۳۳

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں عہد کو پورا کرنے کا ذکر ہے، عہد پورا کرنا ایک ضروری امر ہے، معاشرے میں اسکا خیال ہی نہیں رکھا جاتا حالانکہ یہ بھی شریعت کا ایک خاص حکم ہے۔

عہد کی قسمیں اوران کا حکم

عہد کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ عہد جو بندے اور اللہ کے درمیان ہے، جیسے اَزل میں بندے کا یہ عہد کہ بیشک اللہ تعالی ہمارا رب ہے، اس عہد کا لازمی اثر اس کے احکامات کی اطاعت اور اسکی رضا جوئی ہوتا ہے، یہ عہد تو ہر انسان نے اَزل میں کیا ہے، خواہ دنیا میں وہ مؤمن ہو یا کافر۔ دوسرا عہد مؤمن کا ہے جو شہادت ان لا الہ الا اللہ کے ذریعہ کیا گیا ہے، جس کا حاصل احکام الٰہیہ کی مکمل اتباع اور اس کی رضا جوئی ہے۔

دوسری قسم: وہ عہد جو انسان کسی انسان سے کرتا ہے، جسمیں تمام معاہدات سیاسی اور تجارتی معاملاتی شامل ہیں، جو افراد یا جماعتوں کے درمیان دنیا میں ہوتے ہیں۔

پہلی قسم کے تمام معاہدات کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے، اور دوسری قسم میں جو معاہدات خلافِ شرع نہ ہوں ان کا پورا کرنا واجب اور جو خلافِ شرع ہوں ان کا فریق ثانی کو اطلاع کر کے ختم کر دینا واجب ہے، جس کا پورا کرنا واجب ہے اگر کوئی پورا نہ کرے تو دوسرے کو حق ہے کہ عدالتی کاروائی کر کے اس کو پورا کرنے پر مجبور کرے، معاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہو اور جو کوئی شخص کسی سے یک طرفہ وعدہ کر لیتا ہے کہ میں آپ کو فلاں چیز دوں گا یا فلاں وقت آپ سے ملوں گا یا آپ کا فلاں کام کر دوں گا اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے، اور بعض حضرات نے اس کو بھی عہد کے اس مفہوم میں داخل کیا ہے لیکن

ایک فرق کے ساتھ کہ معاہدہ فریقین کی صورت میں اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو دوسرا فریق اس کو بذریعہ عدالت تکمیل معاہدہ پر مجبور کرسکتا ہے، مگر یک طرفہ وعدہ کو عدالت کے ذریعہ جبراً پورا نہیں کراسکتا، ہاں بلا عذر شرعی کے کسی سے وعدہ کرکے جو خلاف ورزی کرے گا وہ شرعاً گناہگار ہوگا، حدیث میں اس کو عملی نفاق قرار دیا گیا ہے۔ ❶

قرآن کریم کی روشنی میں ایفائے عہد کی اہمیت وتاکید

عہد پورا کرو

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں:

﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ﴾ (البقرة: ۴۰)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور تم مجھ سے کیا ہوا عہد پورا کرو تاکہ میں بھی تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں، اور تم (کسی اور سے نہیں، بلکہ) صرف مجھ سے ڈرو۔

ان کو یاد دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیسے کیسے انعامات فرمائے تھے، اس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوکر اس عہد کو پورا کرتے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا کہ وہ تورات پر ٹھیک ٹھیک عمل کریں گے اور اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی پر ایمان لائیں گے، لیکن انہوں نے تورات پر عمل کرنے کے بجائے اس کو من مانی تاویلیں شروع کردیں اور اس کے احکام کو بدل ڈالا، چونکہ اس طرزِ عمل کی وجہ یہ بھی تھی کہ حق کو قبول کرنے کی صورت میں انہیں اپنے ہم مذہب لوگوں کا ڈر تھا کہ وہ کہیں ان سے بد ظن نہ ہوجائیں اس لئے اس آیت میں اور اس کے بعد والی آیت کے آخر میں فرمایا

❶ معارف القرآن: ج۵ص ۵۴۵، ۵۴۶

گیا ہے کہ مخلوق سے ڈرنے کے بجائے انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رکھنا چاہیے۔ ❶

عہد کو پورا کرنا احکام شرع میں سے ہے

ایک اور مقام پر اللہ تعالی نے نیکیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا﴾ (البقرة:۱۷۷)

ترجمہ: (نیکی یہ ہے کہ) جب کوئی عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں۔

"وَالْمُوْفُوْنَ" صیغہ اسم فاعل استعمال کیا، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اس میں ایفائے عہد کی عادت دائمی ہونی چاہیے، اتفاقی طور پر کوئی معاہدہ پورا کردے تو یہ ہر کافر فاجر بھی کبھی نہ کبھی کرتا ہے، اس کا اعتبار نہیں، اسی طرح معاملات کے باب میں بھی صرف ایفائے عہد کا ذکر کیا گیا، کیونکہ اگر غور کیا جائے تو تمام معاملات بیع وشراء، اجارہ، شرکت سب کی روح ایفاء معاہدہ ہے۔ ❷

عہد پورا کرنے والوں سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿بَلٰى مَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهِ وَاتَّقٰى فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران:۷۶)

ترجمہ: (قاعدہ یہ ہے کہ) جو اپنے عہد کو پورا کرے گا اور گناہ سے بچے گا تو اللہ ایسے پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔

معاہدوں کو پورا کرو

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۵۵

❷ معارف القرآن: ج۱ص ۴۹۸

﴿یـاأَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُو اأَوفُو ابِالعُقُو دِأُحِلَّت لَکُم بَھِیمَۃُ الأَنعَامِ إِلَّامَا یُتلَی عَلَیکُم غَیرَ مُحِلِّی الصَّیدِ وَأَنتُم حُرُمٌ إِنَّ اللَّہَ یَحکُمُ مَا یُرِیدُ﴾ (المائدۃ: ۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو۔ تمہارے لیے وہ چوپائے حلال کر دیے گئے ہیں جو مویشیوں میں داخل (یا ان کے مشابہ) ہوں۔ سوائے ان کے جن کے بارے میں تمہیں پڑھ کر سنایا جائے گا، بشرطیکہ جب تم احرام کی حالت میں ہو اس وقت شکار کو حلال نہ سمجھو، اللہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔

اس سورت کی پہلی آیت کا پہلا جملہ ایک ایسا جامع جملہ ہے کہ اس کی تشریح وتفسیر میں ہزاروں صفحات لکھے جاسکتے ہیں، ارشاد ہے: ''یَـا أَیُّھَـا الَّـذِیـنَ آمَـنُـوا أَوفُـوا بِالعُقُودِ'' یعنی اے ایمان والو! اپنے معاہدوں کو پورا کیا کرو۔ اس میں پہلے ''یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا'' سے خطاب فرما کر مضمون کی اہمیت کی طرف متوجہ کر دیا گیا کہ اس میں جو حکم ہے وہ عین ایمان کا تقاضا ہے۔ اس کے بعد حکم فرمایا: ''أَوفُـوا بِـالـعُقُـودِ'' لفظِ عقود عقد کی جمع ہے، جس کے لفظی معنی باندھنے کے ہیں، اور جو معاہدہ دو شخصوں یا دو جماعتوں میں بندھ جائے اس کو بھی عقد کہا جاتا ہے، اس لئے بمعنی عہود ہوگیا۔

امام تفسیر علامہ ابن جریر رحمہ اللہ نے مفسرین صحابہ وتابعین کا اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام جصاص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عقد کہا جائے یا عہد ومعاہدہ، اس کا اطلاق ایسے معاملہ پر ہوتا ہے جس میں دو فریق نے آئندہ زمانے میں کوئی کام کرنے یا چھوڑنے کی پابندی ایک دوسرے پر ڈالی ہو، اور دونوں متفق ہو کر اس کے پابند ہو گئے ہوں۔ ہمارے عرف میں اسی کا نام معاہدہ ہے، اسی لئے خلاصہ مضمون اس جملہ کا یہ ہوگیا کہ باہمی معاہدات کا پورا کرنا لازم وضروری سمجھو۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ ان معاہدات سے کون سے معاہدات مراد ہیں، اس میں حضراتِ

مفسرین کے اقوال بظاہر مختلف نظر آتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے اس سے مراد وہ معاہدات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ایمان و اطاعت کے متعلق لئے ہیں۔ یا وہ معاہدات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کئے ہوئے احکام حلال وحرام سے متعلق اپنے بندوں سے لئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے اور بعض نے فرمایا کہ معاہدات سے اس جگہ وہ معاہدات مراد ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کرلیا کرتے ہیں، جیسے معاہدہ نکاح، معاہدہ بیع وشراء غیرہ۔ مفسرین میں سے ابن زید اور زید بن اسلم رحمہما اللہ اسی طرف گئے ہیں۔ اور بعض نے فرمایا کہ معاہدات سے وہ حلف اور معاہدے مراد ہیں جو زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے سے باہمی امداد کے لئے لیا کرتے تھے۔ حضرت مجاہد، امام ربیع، حضرت قتادہ وغیرہم رحمہم اللہ مفسرین نے بھی یہی فرمایا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ان میں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں، بلکہ یہ سب قسم کے معاہدات لفظِ عقود کے تحت میں داخل ہیں اور سبھی پورے کرنے کے لئے قرآن کریم نے ہدایت دی ہے۔

اسی لئے امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معاہدات کی جتنی قسمیں ہیں سب اس لفظ کے حکم میں داخل ہیں اور پھر فرمایا کہ اس کی ابتدائی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ معاہدہ جو انسان کا رب العالمین کے ساتھ ہے، مثلاً ایمان، اطاعت کا عہد یا حلال وحرام کی پابندی کا عہد۔

(۲) وہ معاہدہ جو ایک انسان کا خود اپنے نفس کے ساتھ ہے، جیسے کسی چیز کی نذر اپنے ذمہ مان لے، یا حلف کر کے کوئی چیز اپنے ذمہ لازم کرلے۔

(۳) وہ معاہدہ جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہے، اور تیسری قسم میں وہ تمام معاہدات شامل ہیں جو دو شخصوں یا دو جماعتوں یا دو حکومتوں کے درمیان ہوتے

ہیں۔حکومتوں کے بین العالمی معاہدات، یا باہمی سمجھوتے۔ جماعتوں کے باہمی عہدو میثاق اور دو انسانوں کے درمیان ہر طرح کے معاملات نکاح، تجارت، شرکت، اجارہ، ہبہ وغیرہ ان تمام معاہدات میں جو جائز شرطیں باہم طے ہو جائیں اس آیت کی رو سے ان کی پابندی ہر فریق پر لازم وواجب ہے، اور جائز کی قید اس لئے لگائی کہ خلافِ شرع شرط لگانا یا اس کا قبول کرنا کسی کے لئے جائز نہیں۔ ❶

اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرو

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (النحل: ۹۱)

ترجمہ: اور جب تم نے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو، اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد انہیں نہ توڑو، جبکہ تم اپنے اوپر اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔ تم جو کچھ کرتے ہو یقیناً اللہ اِسے جانتا ہے۔

عہد کے بارے میں بازپُرس ہوگی

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (الإسراء: ۳۴)

ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو، یقین جانو کی عہد کے بارے میں (تمہاری) بازپرس ہونے والی ہے۔

اس آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا ''إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُلًا'' یعنی قیامت میں جیسے اور فرائض وواجبات اور احکام الٰہیہ کے پورا کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہوگا ایسا ہی باہمی

❶ معارف القرآن: ج ۳ ص ۲۰، ۲۱

معاہدات کے متعلق بھی سوال ہوگا، یہاں صرف اتنا کہہ کر چھوڑ دیا گیا کہ اس کا سوال ہوگا، آگے سوال کے بعد کیا ہونا ہے اس کو مبہم رکھنے میں خطرہ کے عظیم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ❶

وعدہ پورا کرنا انبیاء علیہم السلام کی صفات میں سے ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا﴾ (مریم: ۵۴)

ترجمہ: اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی تذکرہ کرو، بے شک وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول اور نبی تھے۔

یوں تو سارے انبیاء علیہم السلام ہی وعدے کے سچے ہوتے ہیں، لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے خاص طور پر یہ صفت اس لیے بیان فرمائی گئی ہے کہ جب انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا کہ ذبح کے وقت وہ انہیں صبر کرنے والا پائیں گے (جس کا ذکر سورہ صافات میں ہے) موت کو سامنے دیکھ کر بھی انہیں اپنا یہ وعدہ یاد رہا، اور انہوں نے مثالی صبر وضبط کا مظاہرہ فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی وعدے کی پابندی کے معاملے میں ان کے کئی واقعات مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ ❷

عہد پورا کرنا مؤمنین کی صفات میں سے ہے

اللہ تعالیٰ نے کامیاب ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❶ معارف القرآن: ج۵ ص۴۶ ۵

❷ آسان ترجمہ قرآن: ص ۶۵۸

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾(المؤمنون: ٨)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔

عہد ایک تو وہ معاہدہ ہے جو دو طرف سے کسی معاملے کے سلسلے میں لازم قرار دیا جائے، اس کا پورا کرنا فرض اور اس کے خلاف کرنا غدر اور دھوکا ہے جو حرام ہے۔ دوسرا وہ جس کو وعدہ کہتے ہیں یعنی یکطرفہ صورت سے کوئی شخص کسی شخص سے کسی چیز کے دینے کا یا کسی کام کے کرنے کا وعدہ کرلے، اس کا پورا کرنا بھی شرعاً لازم وواجب ہوجاتا ہے۔ وعدہ بمنزلہ قرض کے ہے، جیسے قرض کی ادائیگی واجب ہے ایسے ہی وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے، بلا عذرِ شرعی اس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔ فرق دونوں قسموں میں یہ ہے کہ پہلی قسم کے پورا کرنے پر دوسرا آدمی اس کو بذریعہ عدالت بھی مجبور کرسکتا ہے، یکطرفہ وعدہ کو پورا کرنے کے لئے بذریعہ عدالت مجبور نہیں کیا جاسکتا، دیانتاً اس کا پورا کرنا بھی واجب اور بلا عذرِ شرعی خلاف کرنا گناہ ہے۔ [1]

صحابہ کرام عہد کا پاس رکھتے تھے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾(الأحزاب: ٢٣)

ترجمہ: انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا، پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کردیا، اور کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں، اور انہوں نے (اپنے ارادوں میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔

نذرانہ پورا کرنے سے مراد جہاد میں جام شہادت نوش کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو

[1] معارف القرآن: ج٦ ص٢٧٦

صحیح معنی میں مؤمن تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کے راستے میں اپنے جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، پھر ان حضرات میں سے کچھ نے تو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کرلیا، اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے جہاد میں حصہ تو لیا، لیکن شہید نہیں ہوئے، اور ابھی اس انتظار اور اشتیاق میں ہیں کہ کب انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان قربان کرنے کا موقع ملے۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ایفائے عہد کی فضیلت اور عہد شکنی پر وعیدیں

چھ چیزوں پر جنت کی ضمانت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِضۡمَنُوا لِی سِتًّا مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَضۡمَنۡ لَکُمُ الۡجَنَّةَ.

ترجمہ: تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہارے جنت میں جانے کا ضامن بنتا ہوں۔

اُصۡدُقُوۡا إِذَا حَدَّثۡتُمۡ،وَاَوۡفُوۡا إِذَا وَعَدۡتُّمۡ،وَاَدُّوۡا إِذَا اؤۡتُمِنۡتُمۡ،وَاحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَکُمۡ،وَغُضُّوۡا اَبۡصَارَکُمۡ،وَکُفُّوۡا اَیۡدِیَکُمۡ. ❷

ترجمہ: (۱) جب بھی بولو سچ بولو (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو یعنی حرام کاری سے بچو (۵) اپنی نگاہ کو محفوظ رکھو یعنی اس چیز کی طرف نظر اٹھانے سے پرہیز کرو جس کو دیکھنا

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۸۸۹

❷ مسند أحمد: تتمہ مسند الأنصار، حديث عبادة بن صامت رضی اللّٰہ عنه، ج ۳۷ ص ۴۱۷، رقم الحديث: ۲۲۷۵۷

جائز نہیں (٦) اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو (یعنی اپنے ہاتھوں کو ناحق مارنے اور حرام ومکروہ چیزوں کو پکڑنے سے باز رکھو، یا یہ کہ اپنے آپ کو ظلم وتعدی کرنے سے باز رکھو)۔

وعدہ خلافی کرنا منافق کی علامت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. [1]

ترجمہ: منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

وعدہ توڑنے والے کا کوئی دین نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبے میں فرمایا کرتے تھے:

لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ. [2]

ترجمہ: اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت کی حفاظت نہیں کرتا، اس شخص کا دین نہیں جو عہد کی پاسداری نہیں کرتا۔

تین شخص اللہ کے مقابلے میں ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُم يَومَ القِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا

[1] صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: ٣٣

[2] مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، ج ١٩ ص ٣٧٥، ٣٧٦، رقم الحديث: ١٢٣٨٣

فَأَكَلَ ثَمَنَهُ،وَرَجُلٌ اِستَأجَرَ أَجِيرًا فَاستَوفَى مِنهُ وَلَم يُعطِ أَجرَهُ. ❶

ترجمہ: میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا خصم ہوں گا: ایک وہ جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر توڑ دے، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا، مزدور نے کام پورا کیا لیکن اس نے مزدوری نہ دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد تھے، جب آپ نے فتنہ کا ذکر کیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيتُمُ النَّاسَ قَد مَرِجَت عُهُودُهُم وَخَفَّت أَمَانَاتُهُم وَكَانُوا هٰكَذَا. ❷

ترجمہ: جب تم لوگوں کو دیکھو ان کے عہد، وعدے خراب ہو گئے ہیں، ان کی امانتیں کم ہو گئی ہیں اور وہ اس طرح ہو جائیں۔

آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کیا یعنی ان کے معاملات خلط ملط ہو جائیں گے۔(عبداللہ بن عمرو) بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا تو عرض کی اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، ان حالات میں کیا کروں؟ فرمایا: اپنے گھر میں رہو، زبان کو قابو میں رکھو، جو جانتے ہو لے لو اور جو احکام نہیں جانتے ہو اسے چھوڑ دو اور تم خصوصی طور پر اپنے ذمہ دار ہو اور عام لوگوں کے معاملہ کو اپنے ذمہ نہ لو۔

ان آیات اور احادیث سے اندازہ لگائیں کہ ایفائے عہد کس قدر ضروری امر ہے، اس لئے انسان کو چاہیے کہ ہر حال میں وعدے کی پاسداری کرے، اور ہمہ وقت اپنے آپ کو وعدہ خلافی اور عہد شکنی سے بچائے۔

❶صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا، رقم الحديث: ۲۲۲۷

❷سنن أبي داود: كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، رقم الحديث: ۴۳۴۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وعدے کی پاسداری

اعرابی سے کھجور دینے کا وعدہ اور اس کی پاسداری

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک یا کئی اونٹ خریدے اور اس کا بدلہ ایک وسق ذخیرہ کھجور (عجوہ) قرار دی اور اسے لے کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کجھوریں تلاش کیں تو نہیں مل سکیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس باہر آئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! میں نے تم سے ایک وسق ذخیرہ کجھور کے عوض اونٹ خریدے ہیں لیکن میرے پاس اس وقت کجھوریں نہیں ہیں، وہ اعرابی کہنے لگا: ہائے! میرے ساتھ دھوکہ ہوگیا، لوگوں نے اسے ڈانٹا اور کہنے لگے تجھ پر اللہ کی مار ہو، کیا نبی دھوکہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ حقدار بات کہہ سکتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین مرتبہ اپنی بات دہرائی اور ہر مرتبہ اس نے یہی کہا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے ڈانٹا، بالآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ وہ بات سمجھ نہیں پا رہا تو اپنے کسی صحابی سے فرمایا: خویلہ بنت حکیم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اگر تمہارے پاس ایک وسق ذخیرہ کجھور ہوں تو ہمیں ادھار دے دو، ہم تمہیں واپس لوٹا دیں گے ان شاء اللہ۔ وہ صحابی چلے گئے، پھر واپس آکر بتایا کہ وہ کہتی ہیں یا رسول اللہ! میرے پاس کجھوریں موجود ہیں، آپ کسی آدمی کو بھیج دیجئے جو آکر لے جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور پوری کر کے دے دو، وہ صحابی اس اعرابی کو لے گئے اور اسے پوری پوری کجھوریں دے دیں، پھر اس اعرابی کا گذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا، آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے

تھے، تو وہ کہنے لگا ’’جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا‘‘ آپ نے پورا پورا ادا کر دیا اور خوب عمدہ ادا کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُولَئِکَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ عِندَ اللّٰہِ یَومَ الْقِیَامَۃِ الْمُوفُوْنَ الْمُطِیْبُوْنَ. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین بندے وہی پورا کرنے والے اور عمدہ طریقے سے ادا کرنے والے ہی ہوں گے۔

حالتِ جنگ میں بھی وعدے کی پاسداری

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنگِ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا باپ حسیل باہر نکلے ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ ہمیں کفارِ قریش نے گرفتار کرلیا، انہوں نے کہا کہ تم محمد کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم تو مدینہ جانا چاہتے تھے، تو انہوں نے ہم سے اللہ کا یہ وعدہ اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ نہ کریں۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ و وعدہ کی خبر دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْصَرِفَا، نَفِی لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِیْنُ اللّٰہَ عَلَیْهِمْ. ❷

ترجمہ: تم دونوں واپس چلے جاؤ ہم ان کے معاہدہ کو پورا کریں گے اور اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے۔

---

❶ مسند أحمد: مسند النساء، مسند عائشة بنت الصديق رضي الله عنها ج ۴۳ ص ۳۳۷ تا ۳۳۹، رقم الحديث: ۲۶۳۱۲

❷ صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب الوفاء بالعهد، رقم الحديث: ۱۷۸۷

حضرت ابورافع کو عہد کے مطابق واپس کرنا

حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) کفارِ قریش نے مجھے (اپنا قاصد بنا کر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، جب میری نظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی، تو (بے اختیار میرے دل میں اسلام (کی صداقت و حقانیت) نے گھر کرلیا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں اب کبھی ان (کفار قریش کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنِّی لَا أَخِیسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلَكِنِ ارْجِعْ فَإِن كَانَ فِی نَفْسِكَ الَّذِی فِی نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ. (1)

ترجمہ: میں نہ تو عہد کو توڑا کرتا ہوں اور نہ قاصدوں کو روکا کرتا ہوں، البتہ تم (اب تو) واپس چلے جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہ چیز (یعنی اسلام) قائم رہے جو اِس وقت موجود ہے تو پھر (میرے پاس) چلے آنا۔

حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق میں مکہ) واپس ہوگیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگیا اور اسلام قبول کرلیا (یعنی اپنے اسلام کا اعلان کردیا۔)

یہودیوں کے ساتھ کئے گئے عہد کا بھی لحاظ رکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا کچھ سامان فروخت کر رہا تھا، اسے اس کے عوض اتنی قیمت دی جارہی تھی جس پر وہ راضی نہیں تھا، تو اس نے کہا

(1) سنن أبی داود: کتاب الجهاد، باب فی الإمام یستجن به فی العهود، رقم الحدیث: ۲۷۵۸

اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو نوعِ بشر پر برگزیدہ کیا، یہ بات ایک انصاری نے سن لی اس نے کھڑے ہوکر یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا اور اس سے کہا تو کہتا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو نوع بشر پر برگزیدہ کیا، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں، (یعنی سب سے بلند و بالا مقام اِس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے) وہ یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:

إِنَّ لِيْ ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلاَنٍ لَطَمَ وَجْهِيْ.

ترجمہ: اے ابوالقاسم! مجھے امان اور عہد مل چکا ہے (یعنی میں ذمی ہوں) پھر کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نے میرے منہ پر تھپڑ مارا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری صحابی سے پوچھا: کیوں مارا؟ تو صحابی نے پورا واقعہ بتایا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنبِيَاءِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُنفَخُ فِيهِ أُخرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَن بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلاَ أَدْرِيْ أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَومَ الطُّورِ أَم بُعِثَ قَبْلِيْ. ❶

ترجمہ: اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دو، کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین کے رہنے والے سب بیہوش ہو جائیں گے سوائے اس

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرسَلِينَ، رقم الحدیث: ۳۴۱۴

کے جسے اللہ چاہے، پس میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا تو میں موسیٰ (علیہ السلام) کو عرش پکڑے ہوئے دیکھوں گا، پس میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا انہیں طور کے دن کی بیہوشی کا یہ معاوضہ ملا ہے (کہ وہ آج بیہوش نہ ہوئے) یا انہیں مجھ سے پہلے اٹھا دیا گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ لینے کا وعدہ اور اس کی پاسداری

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا، لیکن میں ایک سست اونٹ پر سوار تھا اور وہ سب سے پیچھے رہتا تھا، چنانچہ میرے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور پوچھا کون ہو؟ میں نے عرض کیا، جابر بن عبداللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا: میں ایک سست رفتار اونٹ پر سوار ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کوئی چھڑی بھی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دیدو، میں نے وہ چھڑی آپ کو دیدی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارا اور ڈانٹا اس جگہ سے چلا تو سب سے آگے بڑھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو میرے ہاتھ بیچ دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ ہی کا ہے (یعنی بلا معاوضہ لے لیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو میرے ہاتھ بیچ دو، پھر فرمایا کہ چار دینار کے عوض میں نے اس کو خرید لیا اور تو مدینہ تک اس پر سوار ہوگا؟ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو میں اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا، آپ نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری عورت سے کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی؟ میں نے عرض کیا کہ میرا باپ مر گیا اور کئی بیٹیاں چھوڑ گیا۔ میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار اور بیوہ ہو، تو آپ نے فرمایا تو نے ٹھیک کیا

ہے۔ جب ہم پہنچے تو آپ نے فرمایا اے بلال! جابر کو اس کی قیمت دیدو اور زیادتی کے ساتھ دو، چنانچہ مجھے چار دینار اور ایک قیراط سونا زیادہ دیا۔

جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا ایک قیراط سونا ہم سے جدا نہیں ہوتا اور وہ جابر کی تھیلی میں برابر رہتا، کبھی جدا نہ ہوتا۔ ❶

عہد کی پاسداری میں حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کو واپس کرنا

صلح حدیبیہ کی شرائط میں مشرکین مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو کی طرف سے ایک شرط یہ بھی تھی:

لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهُ إِلَيْنَا.

ترجمہ: ہماری طرف سے جو شخص تمہاری طرف آئے، اگر چہ وہ تمہارے دین پر ہو تم نے اس کو ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔

مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! وہ کس لیے مشرکوں کے حوالے کیا جائے جبکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے؟ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ مکہ کے نشیبی طرف سے آتے ہوئے معلوم ہوئے یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں پہنچ گئے۔ سہیل نے کہا: اے محمد! سب سے پہلی بات جس پر ہم صلح کرتے ہیں کہ اس کو مجھے واپس کر دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا۔'' سہیل نے کہا: تو پھر اللہ کی قسم! میں تم سے کسی بات پر صلح نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تم اس کی مجھے اجازت دے دو۔'' سہیل نے کہا: میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر سے فرمایا: ''نہیں، تم مجھے اس کی اجازت دے دو۔'' اس

❶ صحيح البخاري: كتاب الوكالة، باب إذا وكل رجل رجلا......الخ، رقم الحديث: ۲۳۰۹

نے کہا: میں نہیں دوں گا۔ مکرز بولا: اچھا ہم آپ کی خاطر اس کی اجازت دیتے ہیں۔ (مگر اس کی بات نہیں مانی گئی) بالآخر حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ بول اٹھے، اے مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں؟ درحقیقت اسلام کی راہ میں اسے سخت تکلیف دی گئی تھیں۔ (لیکن عہد کی پاسداری میں اس کو واپس بھیج دیا گیا۔)❶

عہد کی پاسداری میں حضرت ابو بصیر کو واپس کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس تشریف لا کر مطمئن ہو چکے تو ایک مسلمان جسے مکہ میں اذیتیں دی جا رہی تھیں چھوٹ کر بھاگ آیا، ان کا نام ابو بصیر تھا۔ وہ قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے تھے، اور قریش کے حلیف تھے۔ قریش نے ان کی واپسی کے لیے دو آدمی بھیجے اور یہ کہلوایا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو عہد و پیمان ہے اس کی تعمیل کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا، یہ دونوں انہیں ہمراہ لے کر روانہ ہوئے، اور ذُوالحلیفہ پہنچ کر اترے، اور کھجور کھانے لگے۔ ابو بصیر نے ایک شخص سے کہا: اے فلاں! اللہ کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری یہ تلوار بڑی عمدہ ہے، اس شخص نے اسے نیام سے نکال کر کہا: ہاں ہاں! واللہ یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ ابو بصیر نے کہا: ذرا مجھے دکھلاؤ، میں بھی دیکھوں، اس شخص نے ابو بصیر کو تلوار دے دی، اور ابو بصیر نے تلوار لیتے ہی اسے مار کر ڈھیر کر دیا۔

❶ صحیح البخاری: کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۳۱

دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں گھس گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا: اس نے خطرہ دیکھا ہے۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر بولا: میرا ساتھی اللہ کی قسم قتل کر دیا گیا، اور میں بھی قتل ہی کیا جانے والا ہوں، اتنے میں ابوبصیر آ گئے، اور بولے: یارسول اللہ! اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا، آپ نے مجھے ان کی طرف پلٹا دیا، پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا یہ تھی کہ انہیں واپس کر دیا جائے تاکہ مشرکین اِس واقعہ کو بہانہ بنا کر عہد شکنی نہ کریں، ابوبصیر آپ کی منشا سمجھ گئے کہ اب انہیں پھر کافروں کے حوالے کر دیا جائے گا،) اس لیے وہ مدینہ سے نکل کر ساحل سمندر پر آ گئے۔ ادھر ابو جندل بن سہیل بھی چھوٹ بھاگے اور ابوبصیر سے آ ملے، اب قریش کا جو آدمی بھی اسلام لا کر بھاگتا وہ ابوبصیر سے آملتا، یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔ اس کے بعد ان لوگوں کو ملک شام آنے جانے والے کسی بھی قریشی قافلے کا پتہ چلتا تو وہ اس سے ضرور چھیڑ چھاڑ کرتے اور قافلے والوں کو مار کر ان کا مال لوٹ لیتے۔ قریش نے تنگ آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ آپ انہیں اپنے پاس بلا لیں، اور اب جو بھی آپ کے پاس جائے گا مامون رہے گا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوا لیا اور وہ مدینہ آ گئے۔ ❶

دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کا کتنا پاس رکھا کہ دو مسلمان قیدی زخمی حالت میں بڑی تکالیف کے ساتھ مکہ سے مدینہ پہنچے، لیکن آپ نے وعدے کی پاسداری میں اِن دونوں کو واپس کر دیا۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد و المصالحة......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۳۱

صفوان بن امیہ کے ساتھ ایفائے عہد

صفوان بن امیہ کا شمار اسلام کے سرگرم مخالفین میں ہوتا تھا، ایک موقع پر اس نے عمیر بن وہب کے ساتھ مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ بھی بنایا تھا۔ لیکن عمیر بن وہب نے اسلام قبول کرلیا، اور یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ فتح مکہ کے موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان کو واجب القتل قرار دے دیا تھا۔ مکہ فتح ہوا تو وہ وہاں سے فرار ہوکر جدہ چلا گیا، حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ (جو صفوان کے چچازاد بھائی ہیں) انہوں نے سفارش کی، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی خدمات کے اعتراف میں جان کے اس دشمن کو بھی بخش دیا اور وعدہ فرمالیا کہ صفوان یہاں آجائے تو اسے امان عطا کی جائے گی۔ عمیر جدہ تشریف لے گئے اور صفوان کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صفوان نے پوچھا: کیا آپ نے واقعی مجھے امان دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ سچ ہے اور میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔ صفوان نے قبولِ اسلام کے بارے میں غور وفکر کے لیے دو ماہ کی مہلت طلب کی، آپ نے اسے چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی۔ جنگِ حنین کے موقع پر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت وکرم اور لطف وعنائت کو دیکھ کر مدّت ختم ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہوگئے۔ ❶

ایفائے عہد کے سبب حضور صرف تین دن ٹھہرے

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء کا ارادہ کیا تو اہلِ مکہ کے پاس آدمی بھیج کر ان سے اجازت طلب کی، تو انہوں نے یہ

❶ الروض الأنف: ج۷ص ۲۴۳تا ۲۴۵/ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ج۳ص ۵۸۴، ۵۸۵/ سبل الھدی والرشاد: ج۵ص ۲۵۳، ۲۵۴

شرط رکھی کہ آپ یہاں صرف تین دن ٹھہریں گے اور ہتھیاروں کو نیام میں رکھ کر داخل ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اسلام کی دعوت نہ دیں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہو گئے اور مدت پوری ہو گئی تو وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: اپنے ساتھی کو کہو کہ یہاں سے کوچ کریں، تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ہاں، (ٹھیک ہے)، پھر آپ مکہ سے کوچ کر گئے۔ ❶

صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے وعدے کی پاسداری کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وعدوں کو پورا کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

لَوْ قَدْ جَاءَ نَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُکَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا.

ترجمہ: اگر میرے پاس بحرین کا مال آ گیا تو میں تم کو اتنا اتنا دوں گا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بحرین کا مال غنیمت آنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اعلان کیا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِی. ❷

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔

چنانچہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ سرورِ عالم صلی اللہ

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم الحدیث: ۴۲۵۱

❷ صحیح البخاری: کتاب الجزیة، بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ......الخ، رقم الحدیث: ۳۱۶۴

علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال میرے پاس آ گیا تو میں تم کو اتنا اتنا دوں گا، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ تم دونوں ہاتھ بھر کر لے لو، چنانچہ میں نے ایک لپ بھر کر لے لیا تو آپ نے کہا: ان کو گنو، میں نے انہیں شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈیڑھ ہزار (اشرفیاں) اور عنایت فرمائیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وعدے کی پاسداری میں اونٹنیاں عطا کرنا

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کے تھے اور آپ کے بالوں میں سفیدی آ چکی تھی، اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ ہم انہیں وصول کرنے کے لیے گئے، مگر اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اور ہمیں کچھ نہ دیا گیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوئے تو فرمایا:

مَن كَانَت لَهُ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَليَجِئْ. ❶

ترجمہ: جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ میرے پاس آئے۔

چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور انہیں اطلاع دی، تو انہوں نے ہمارے لیے ان اونٹنیوں کا حکم جاری فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایفائے عہد اور ایران کے مشہور سپہ سالار کا قبول اسلام

ایران کا مشہور سپہ سالار ہرمزان قیدی بنا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا ہے، آپ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جسے اس نے ٹھکرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، کیوں کہ اس نے اسلام کو بڑا نقصان

❶ سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء في العدة، رقم الحديث: ٢٨٢٦

پہنچایا تھا۔ جب اس کے قتل کی تیاری ہوگئی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا:

میں پیاس سے نڈھال ہوں، کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے قتل کرنے سے پہلے پینے کے لیے پانی دیا جائے۔ حکم ہوا کہ اسے پانی پلایا جائے، ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: یہ پانی جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اسے پینے تک آپ لوگ مجھے قتل تو نہیں کریں گے؟ فرمایا: جب تک تم پانی نہیں پیو گے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس نے جلدی سے پانی کو نیچے گرا کر ضائع کر دیا اور کہا: امیر المؤمنین! دیکھئے آپ نے وعدہ کیا ہے اب اس کو پورا کیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں قتل کرنے سے فی الحال رُک جاتے ہیں، میں تمہارے معاملے میں غور و فکر کروں گا، پھر جلاد کو حکم دیا کہ تلوار ہٹا لو۔ اب اس نے بلند آواز میں پکارا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ. (1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام لے آئے ہو، اچھا کیا۔ مگر یہ تو بتاؤ جب میں نے تمہیں اسلام کی دعوت دی تھی اس وقت تم نے قبول کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا: مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس وقت اسلام قبول کروں گا تو میرے بارے میں کہا جائے گا کہ موت سے گھبرا کر اسلام لایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اہل فارس کی عقلیں پہاڑوں جیسی ہیں۔ مراد یہ کہ یہ بڑے عقل مند و دانا ہیں، ان کی عقلیں عظیم الشان ہیں۔

---

(1) تاریخ الطبری: سنة سبع عشرة، ذکر فتح رامهر مزوتستر، ج۴ ص۸۷، ۸۸ / الکامل فی التاریخ: سنة سبع عشرة، ج۲ ص ۳۶۹، ۳۷۰/البداية والنهاية: ج۷ ص ۱۰۱

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ایفائے عہد میں بیٹی کا رشتہ دینا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا، تو فرمایا کہ:

إِنَّهُ كَانَ خَطَبَ إِلَيَّ ابنَتِي رَجُلٌ مِن قُرَيشٍ وَقَد كَانَ مِنِّي إِلَيهِ شِبهُ الوَعدِ فَوَاللَّهِ لَا أَلقَى اللَّهَ بِثُلُثِ النِّفَاقِ أُشهِدُكُم أَنِّي قَد زَوَّجتُهُ ابنَتِي. ❶

ترجمہ: قریش کے ایک شخص نے میری بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا تھا اور میں نے اس سے کچھ ایسی بات کہی تھی جو وعدے سے ملتی جلتی ہے، تو میں ایک تہائی نفاق یعنی نفاق کی تین میں سے ایک علامت کے ساتھ اللہ سے ملنا نہیں چاہتا، اس لئے میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

عربوں میں عہد وامان کی پاسداری

عربوں میں قول وقرار کی پابندی ضرب المثل بن چکی تھی، ایفائے عہد کے لیے اگر انہیں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑتی تھی تو وہ دریغ نہیں کرتے تھے۔ اس بات کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب دولت ایمانی سے مشرف ہوئے تو پورا مکہ برافروختہ ہو کر ان کے مکان پر چڑھ دوڑا۔ مشرکین نعرے لگا رہے تھے کہ "عمر بے دین ہو گیا"۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے والد عاص بن وائل سہمی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے اور ہجوم کو چیرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کے گھر پر یہ ہجوم کسی وجہ سے آیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں اس معاملے کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ جب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر کے باہر آئے تو لوگوں سے کہا: "عمر میری پناہ میں ہے، تم لوگ ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔" یہ بات سن کر

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب الوفاء بالوعد، ص ۲۳۱، الرقم: ۴۵۶

سارا مجمع چھٹ گیا اور لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ❶

عہد و پیمان کے احترام کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر ہجرت کے لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو رہبر مقرر فرمایا تھا، اس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا۔ گوکہ وہ غیر مسلم تھا اور قریش مکہ کا ہم مذہب تھا لیکن اس نے اپنا عہد و پیمان خوب نبھایا، پوری رازداری سے کام لیا اور قریش کے ہر قسم کے انعام و اکرام کے لالچ سے منہ موڑ کر دیانتداری سے پروگرام کے عین مطابق رسول اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پہنچادیا۔ ❷

غیر مسلم ہوکے قبیلے سمیت وعدے کی پاسداری

اس سلسلے میں ایک واقعہ منقول ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مضر کے لیے قحط سالی کی بددعا فرمائی، سات سال تک بارش کا ایک قطرہ نہ برسا، خشک سالی کے سبب نہایت ویرانی پھیل گئی، کھانے کا اناج اور پینے کا پانی ناپید ہوگیا، حالات سے مجبور ہوکر قبیلے کے سردار حاجب نے اپنی قوم سے کہا کہ میں کسریٰ کے پاس ایران جاتا ہوں کیونکہ قحط کی تباہ کاریوں اور خشک سالی کی وجہ سے اب یہاں رہنا مشکل ہوگیا ہے۔ قوم نے اس کی اس تجویز کو پسند کیا، چنانچہ وہ کسریٰ کے پاس گیا اور اس سے قحط سالی کے خاتمے تک اپنی قوم کے ہمراہ اس کے ملک میں رہنے کی اجازت مانگی۔

کسریٰ نے اس کی درخواست کے جواب میں کہا: تم لوگ ڈاکہ اور غارت گری کے خوگر ہو اور فتنہ وفساد پھیلاتے ہو۔ اگر تم میرے ملک میں مقیم ہوگئے تو تمہاری عادات بد کی وجہ سے میری قوم اور ملک کا سکون بھی برباد ہو جائے گا اور میں اپنی قوم کا سکون

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب إسلام عمر بن الخطاب رضى الله عنه، رقم رقم الحديث: ۳۸۶۴

❷ سنہرے نقوش: ص ۲۷۴

کبھی برباد نہیں ہونے دوں گا۔

سردار قبیلہ حاجب نے کہا: میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک میری قوم تیرے ملک میں رہے گی ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گی جس سے ملک کے امن وسکون کو کوئی نقصان پہنچے۔ کسری نے کہا: کیا اس عہد کا کوئی ضامن ہے؟ حاجب نے کہا: میں اپنے عہد کی ضمانت کے طور پر اپنی کمان تیرے پاس رکھتا ہوں۔

کسری کے لیے یہ بات بڑی انوکھی تھی، کمان گروی رکھنے کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد حاجب اپنی کمان لے کر دربار میں حاضر ہوا تو اہل دربار کمان دیکھ کر ہنس پڑے۔ لیکن کسری نے کہا: ہمیں کمان کی ضمانت منظور ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ جتنا عرصہ حاجب اپنی قوم کے ساتھ ایران کے علاقے میں رہا، قوم کے ہر فرد نے اپنے سردار کے اس عہد کا پاس رکھا اور کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے اس کے عہد کی شکست وریخت ہوتی اور ملک کا امن پامال ہوتا۔

چند برس کے بعد حاجب مرگیا اور قبیلہ مضر کو اللہ تعالیٰ نے دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ان کے علاقے کی ساری رونقیں واپس آ گئیں، تمام علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا، کھیت لہلہانے لگے، تالاب پانی سے بھر گئے، چنانچہ پورا قبیلہ ایران کی سکونت ترک کر کے اپنے وطن میں واپس آ گیا۔

کچھ عرصہ بعد حاجب کا بیٹا عطارد کسری کے پاس گیا اور اپنے باپ کی رہن شدہ کمان واپس مانگی۔ کسری نے کہا: جس شخص نے کمان گروی رکھی تھی وہ تو کوئی اور تھا۔ عطارد نے کہا: وہ میرا باپ تھا، میں اس کا بیٹا ہوں۔ میرا باپ فوت ہوگیا ہے، میں اپنے باپ کی کمان لینے آیا ہوں، کسری نے وہ کمان واپس کر دی اور ایفائے عہد کی خوشی میں

اُسے خلعت فاخرہ سے نوازا۔ ❶

امام ابن سیرین رحمہ اللہ اور وعدہ کی پاسداری

عبدربہ قصاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے وعدہ کیا کہ میں ان کے لیے قربانی کے جانور خریدوں گا، لیکن ایک مصروفیت کی وجہ سے میں اپنا وعدہ بھول گیا، پھر بعد میں یاد آیا تو میں تقریباً دوپہر کے وقت ان کے پاس پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ میرا انتظار کررہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا، تو انہوں نے سر اٹھایا اور کہا: یقیناً تمہارا یہ معمولی گناہ بھی قبول کیا جاسکتا ہے۔ میں نے کہا: مجھے مصروفیت کی وجہ سے دیر ہوگئی، اور میرے ساتھیوں نے مجھے یہاں آنے پر ملامت بھی کی، انہوں نے کہا کہ وہ انتظار کرکے جاچکے ہوں گے۔ تو محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

لَوْ لَمْ تَجِئْ حَتَّى تَغرُبَ الشَّمسُ مَا قُمْتُ مِن مَقْعَدِي هَذَا إِلَّا لِلصَّلَاةِ أَوْ حَاجَةٍ لَا بُدَّ مِنهُ. ❷

ترجمہ: اگر تم سورج غروب ہونے تک بھی نہ آتے تب بھی میں اپنی اس جگہ سے نہ اٹھتا، سوائے نماز یا کسی ایسی ضرورت کے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

بغیر ایفائے عہد کے بھی وعدے کی پاسداری

حضرت شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایوب رحمہ اللہ سے جب بھی کسی ملاقات کا وعدہ کیا، تو جب وہ مجھ سے جدا ہونا چاہتے تو کہتے:

لَيسَ بَينِي وَبَينَكَ مَوعِدٌ، فَإِذَا جِئتُ وَجَدتُّهُ قَد سَبَقَنِي. ❸

---

❶ سنہرے نقوش: ص ۲۷۵، ۲۷۶/السيرة الحلبية: ج ۱ ص ۱۶۱/الروض الأنف: ج ۷ ص ۴۴۷

❷ الصمت لابن أبي الدنيا: باب الوفاء بالوعد، ص ۲۳۲، الرقم: ۴۵۹

❸ الصمت لابن أبي الدنيا: باب الوفاء بالوعد، ص ۲۳۳، الرقم: ۴۶۲

ترجمہ: میرے اور تمہارے درمیان کوئی وعدہ نہیں ہے، لیکن جب میں مقررہ وقت پر پہنچتا تو دیکھتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی وہاں موجود ہوتے۔

وعدے کی پاسداری کے سبب جان محفوظ ہوگئی

ابوالخطاب محمد بن احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں ایک وعدے کی وجہ سے جو کہ مجھ پر لازم تھا، شارع مربد پر مسجد زیادبین جانے کے لیے صبح سویرے نکلا، ہوا تیز تھی اور میرے چند گز کے فاصلے پر ایک آدمی چل رہا تھا۔

جب ہم دارِ یاح پہنچے تو ہوا چلنے کی وجہ سے ایک مکان کی چھت اس آدمی پر گر گئی، مجھے اس کی موت میں کوئی شک نہیں رہا اور ایک زبردست غبار اٹھا جس نے مجھے خوف زدہ کردیا سو میں لوٹ آیا، جب مجھ کو اطمینان ہوا میں دوبارہ اسی راستے پر ہولیا، حادثہ کی جگہ پر پہنچ کر میں نے ملبے کے کچھ حصے کو ہٹایا تو مجھے وہ آدمی نہ ملا اور مجھے بہت حیرت ہوئی پھر میں اپنا راستہ طے کیا یہاں تک کہ مسجد زیادبین گیا، چنانچہ میں نے وہاں پر کچھ لوگوں کو جمع پایا تو جو کچھ میں نے راستے میں دیکھا تھا وہ ان کے سامنے بیان کیا، ایک شخص پر چھت گر گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں بچ گیا۔

ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا: اے ابوالخطاب! میں وہی تو ہوں جس پر چھت گری تھی، میں اس مسجد زیادبین میں ایک آدمی کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے آرہا تھا، سو جب مجھ پر چھت گری اور مجھے اپنے اوپر کسی نقصان کا احساس نہ ہوا تو میں سوچنے لگا کہ اب میں یہاں سے کیسے نکلوں گا؟ میں رکا رہا یہاں تک کہ غبار ہٹ گیا، میں نے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ میں مکان کے دروازے کی جگہ پر تھا، تو میں غیبی نصرت کے سبب محفوظ رہا، تو میں نکل کر یہاں آ گیا۔

(دیکھیں وعدے کی پاسداری کے سبب اللہ تعالیٰ نے جان کی حفاظت کی۔)[1]

[1] الفرج بعد الشدة للتنوخي: الباب السابع، ج۳ص ۳۲۱، ۳۲۲

ایک اعرابی کے ایفاء عہد پر حجاج کا اُسے قتل نہ کرنا

حجاج بن یوسف کے دور میں مختلف بغاوتیں ہوتی رہیں جن کو حجاج بڑی سختی سے کچلتا رہا۔ بغاوت کی مرتکب ایک قوم پر اسے غلبہ حاصل ہوا تو اس نے فوجیوں کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کردیا جائے۔ جلادوں نے قتل کرنا شروع کیا، جب ایک اعرابی باقی رہ گیا تو نماز کا وقت ہوگیا۔ حجاج نے اپنے ایک سالار اور معتمد قتیبہ بن مسلم کو بلایا اور کہا کہ یہ شخص آج رات تمہارے پاس رہے گا، کل اسے ہمارے ہاں پیش کیا جائے۔ قتیبہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اس اعرابی کو اپنے ہمراہ لیا اور گھر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس نے مجھ سے بڑی لجاجت سے کہا کہ قتیبہ! اگر تمہارے اندر کوئی جذبہ خیر ہے تو میں ایک بات کہوں۔ میں نے کہا کہ ہاں بتاؤ، کیا بات ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اور کل حجاج مجھے قتل کرنے والا ہے، کیا ایسا ممکن ہے کہ تم مجھے گھر جانے دو تاکہ میں لوگوں کی امانتیں واپس کردوں، حق داروں کا حق ادا کروں اور جو کچھ مجھے لینا دینا ہے اپنے ورثاء کو بتا آؤں۔ میں اللہ رب العزت کو اپنا کفیل بناتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں کل واپس آجاؤں گا۔

میں نے اس کی بات پر بڑا تعجب کیا اور مسکرایا بھی کہ یہ کس قسم کی بات کر رہا ہے، اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا کہ میں رب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کل واپس آجاؤں گا، مجھے جانے دو، میں مسلسل انکار کرتا رہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں چھوڑ دوں اور تم واپس آجاؤ گے، اس شخص کا اصرار جاری رہا اور مسلسل میری منت سماجت کرتا رہا حتی کہ مجھے اس پر ترس آگیا اور اعتبار کرلیا، چنانچہ میں نے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

جیسے ہی اسے اجازت ملی وہ فوراً اپنے گھر روانہ ہوگیا اور ادھر اس کے جانے کے بعد

مجھے پچھتاوا لگ گیا کہ یہ میں نے کیا کر دیا، اسے کیوں چھوڑ دیا! یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ واپس آئے۔ادھر حجاج کا ڈر کہ اس کو قیدی نہ دیا تو اس کا میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ بہر حال وہ رات میری زندگی کی سب سے بھیانک رات تھی، جو مسلسل غم اور مناجات میں گزری۔ اگلے دن صبح سویرے ہی میرے گھر کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا، میں فوراً باہر گیا دیکھا تو وہ اعرابی دروازے پر کھڑا تھا، میں نے اس کو دیکھا تو میری جان میں جان آئی، پوچھا کہ واپس آ گئے ہو، کہنے لگا: ہاں، تمہارے سامنے تو کھڑا ہوں۔ دراصل مجھے اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے کہا:

جَعَلْتُ اللّٰهَ كَفِيْلًا وَلَا أَرْجِعُ؟

جب میں نے اللہ رب العزت کو اپنا کفیل بنایا تھا تو کیا میں واپس نہ آتا؟

میں اسے ہمراہ لے کر حجاج کے پاس حاضر ہوا، قیدی کو میں نے دربان کے پاس چھوڑا۔ حجاج نے دیکھتے ہی مجھ سے سوال کیا کہ قتیبہ! وہ ہمارا قیدی کدھر ہے؟ میں نے کہا کہ امیر کی خیر اور سلامتی ہو، دروازے پر کھڑا ہے۔ میں دروازے کی طرف لپکا اور اس کو حجاج کی خدمت میں پیش کر دیا اور رات والا واقعہ بھی بیان کر دیا۔ حجاج نے اس قیدی کو اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر دیکھنا شروع کر دیا، گویا وہ کوئی فیصلہ کر رہا ہے۔ اچانک حجاج کی آواز گونجی:

وَهَبْتُهُ لَکَ.

یہ قیدی میں نے تمہیں بخش دیا۔

اب جو اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تمہاری مرضی ہے۔ میں نے قیدی کو ہمراہ لیا اور باہر نکل آیا، باہر نکل کر قیدی سے کہا: جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ، میری طرف سے تم آزاد ہو۔

اعرابی نے آسمان کی طرف چہرہ کیا اور کہا:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ.

اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرا شکر ہے۔

اس کے بعد اس نے نہ کوئی دوسرا کلمہ کہا اور نہ ہی میرا شکریہ ادا کیا اور ایک طرف چل دیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میں نے اس شخص کو موت کے چنگل سے نکالا ہے، مگر اس نے میرا شکریہ ادا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ بدو مجنون ہے، پاگل ہے۔ اگلے دن وہ اعرابی دوبارہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

یَاھٰذَا، جَزَاکَ اللّٰهُ عَنِّیْ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ، وَاللّٰهِ! مَا ذَھَبَ عَنِّیْ أَمْسِ مَا صَنَعْتُ، وَلٰکِنْ أَنْ أُشْرِکَ فِیْ حَمْدِ اللّٰهِ أَحَدًا. ❶

بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ دے، اللہ کی قسم! میں نے کل جاتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی تھی اور اسی کا شکر ادا کیا تھا، اور تیرا کوئی شکریہ ادا نہ کرسکا، اس کا مجھے خیال ہے، تم برا مت ماننا، میں نے ایسا اس لیے کیا کہ یہ بات مجھے اچھی نہ لگی کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے شکر میں کسی غیر کو شریک کروں۔

ایفائے عہد میں نظروں کے سامنے بیٹے کا قتل گوارا کرلیا

امرؤالقیس قیصر روم سے ملاقات کے لیے گیا، تو اس نے اپنی زرہیں امانت کے طور پر سموأل کے پاس رکھیں۔ امرؤالقیس مرگیا تو شام کے بادشاہ حارث بن جبلہ غسانی نے امرؤالقیس کی زرہیں لینے کے لیے سموأل پر چڑھائی کردی۔ سموأل قلعہ نشین ہوگیا اور قلعے کے دروازے مضبوطی سے بند کرلیے، بدقسمتی سے سموأل کا ایک بیٹا قلعہ سے باہر رہ گیا، اُسے بادشاہ نے گرفتار کرلیا۔ بادشاہ نے سموأل کو آواز دی اور کہا: اگرچہ تم قلعہ

❶ الکشکول للھمدانی: وفاء أعرابی، ج ۲ ص ۳۱۴، ۳۱۵

نشین ہوگئے ہولیکن دیکھو! تمہارا یہ بیٹا میرے قبضے میں ہے، تمہیں علم ہے کہ امرؤالقیس میرا چچا زاد تھا اور میں اس کی میراث کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہوں، لہٰذا اگر تم نے اس کی زرہیں میرے حوالے نہ کیں تو میں تمہارے بیٹے کو قتل کردوں گا۔ سموأل اپنے بیٹے کو اس ظالم کے قبضے میں دیکھ کر سخت پریشان ہوا اور اس سے غور وفکر کے لیے کچھ مہلت مانگی۔ بعد میں اس نے قلعے میں اپنے عزیز واقارب اور خواتین خانہ سے صلاح مشورہ کیا، سب نے یہی مشورہ دیا کہ زرہیں اس کے حوالے کرکے اپنے بیٹے کی جان بچاؤ۔ جب صبح ہوئی تو سموأل نے قلعہ کی فصیل سے جھانک کر بادشاہ کو آواز دی اور کہا:

اے بادشاہ! میں تجھے وہ زرہیں کسی قیمت پر نہیں لوٹاؤں گا، تیرا جو جی چاہے کرلے۔

بادشاہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بیٹے کو قتل کردیا لیکن سموأل نے اسے زرہیں نہ دیں، بادشاہ بے نیل ومرام واپس چلا گیا۔ بادشاہ کے واپس جانے کے بعد سموأل زرہیں لے کر امرؤالقیس کے اہل خانہ کے پاس گیا اور زرہیں اس کے ورثاء کے سپرد کردیں، اور یہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

وَفَيْتُ بِأَدرُعِ الْكِندِيِّ إِنِّي إِذَا مَا خَانَ أَقوَامٌ وَفِيْتُ

وَأَوصَى عَادِيًا يومًا بِأَنْ لَا تُهَدِّمَ يَا سَمُوأَلُ مَا بَنَيتُ

بَنَى لِي عَادِيًا حِصنًا حَصِينًا وَمَاءً كُلَّمَاشِئتُ اِسْتَقَيْتُ (1)

ترجمہ: میں نے امرؤالقیس کندی کی زرہیں اس کے وارثوں کو پہنچادیں، جن حالات میں دوسری قومیں خیانت کرنے پر مجبور ہوجاتی ہیں، مگر میں ان حالات میں بھی اپنا وعدے پورا کرتا ہوں۔ اور ایک دن میرے باپ عادی نے مجھے وصیت کی تھی کہ اے

(1) سنہرے نقوش: ص ۲۷۷، ۲۷۸/المحاسن والأضداد للجاحظ: محاسن الوفاء، ص ۸۴/مجمع الأمثال: ج ۲ ص ۳۷۴/نهاية الأرب في فنون الأدب: ج ۳ ص ۴۰/الكامل في التاريخ: ج ۱ ص ۴۶۹

سموائل! جو میں نے تعمیر کیا ہے، تم اسے ہرگز نہ گرانا۔ میرے باپ عادی نے میرے لیے ایک مضبوط قلعہ بنایا اور ایسا پانی مہیا کیا کہ جب بھی میں چاہوں، لے سکوں۔

بہادر ڈاکو حجاج کی عدالت میں اور حجاج کی وعدہ کی پاسداری

یہ قصہ سعودی عرب کے شہر ریاض کے قریب ایک علاقے یمامہ میں پیش آیا۔ اس علاقے میں آج کل الخرج واقع ہے۔ اس قصے پر بلاشبہ کئی صدیاں بیت چکی ہیں مگر یہ داستان آج بھی نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔

یہ پہلی صدی ہجری کے اواخر کی بات ہے، اموی خاندان کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ دمشق میں ولید بن عبد الملک مسلمانوں کے خلیفہ تھے، عراق اور اس کے مشرقی علاقوں کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔

یمامہ کے لوگ کئی مہینوں سے خوف و ہراس میں مبتلا تھے، راتوں کو ڈرتے ڈرتے سوتے تھے، سڑکوں پر سناٹا چھایا رہتا تھا۔ لوگ کم ہی گھروں سے نکلتے تھے، کسی وقت بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا تھا، ہر ایک کو یہی خوف لاحق تھا کہ اگلا شکار وہی ہو گا، وہ کوئی بڑا دبنگ اور دلیر قسم کا ڈاکو اور رہزن تھا جو دن دہاڑے لوگوں کے اموال اور مویشی لوٹ کر لے جاتا تھا، اس نے لوگوں کی نیند حرام کر دی تھی۔

ایک دن کچھ نوجوان اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ظہر کا وقت تھا، ڈاکو نہایت اطمینان سے سڑک پر بے خوف و خطر گھوم رہا تھا۔ نوجوانوں نے اسے للکارا تو وہ آیا، ان سب کو آڑے ہاتھوں لیا اور نہایت بے دردی سے مارا، ان کے جسم سے خون بہنے لگا، تھوڑی ہی دیر میں یہ نوجوان مقابلہ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

لوگوں میں اور زیادہ خوف و ہراس پھیل گیا، وہ کہنے لگے کہ یہ کوئی عام لٹیرا یا ڈاکو نہیں بلکہ یہ تو کوئی شیطان ہے، بھلا اتنے نوجوانوں کا مقابلہ ایک آدمی کیسے کر سکتا ہے۔ اُس

نے کتنی دلیری اور مہارت سے انہیں مارا ہے، بلاشبہ یہ رہزن ڈاکو کے روپ میں کوئی شیطان ہے۔ ہر جگہ ہر مجلس اور ہر گھر میں اس کی باتیں ہوتی رہتی تھیں، رفتہ رفتہ اس ڈاکو کی خبریں ایک محلے سے دوسرے محلے تک، ایک بستی سے دوسری بستی تک اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک پھیلتی چلی گئیں۔

یمامہ کے گورنر کو بھی یہ خبریں پہنچ چکی تھی، اس ڈاکو کی کارروائیاں مسلسل بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ ایک دن یہ خبر حجاج بن یوسف تک پہنچ گئی، اس کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی، وہ کہنے لگا: بڑی حیرت کی بات ہے کہ صرف ایک ڈاکو نے سارے علاقے کا امن غارت کر رکھا ہے، اس نے فوراً یمامہ کے گورنر کو خط لکھا کہ اس ڈاکو پر جلد قابو پایا جائے۔ اُسے قتل کر دیا جائے یا قید کر کے میرے پاس روانہ کیا جائے، گورنر کو انتباہ کیا گیا کہ اگر اس نے ڈاکو کو زندہ یا مردہ گرفتار نہ کیا تو اسے معزول کر کے نیا شخص گورنر بنا دیا جائے گا۔

اس ڈاکو کا نام محدر تھا، بلاشبہ وہ اس وقت کے سب سے خطرناک ڈاکوؤں کا سرغنہ تھا، یمامہ کے گورنر نے اُسے گرفتار کرنے کی پوری کوشش کی مگر وہ ہمیشہ اس کے سپاہیوں کو چل دینے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ ادھر یمامہ کے گورنر کو حجاج کا نوٹس مل گیا کہ اس کی گورنری خطرے میں ہے اور کسی بھی وقت اسے برطرف کر دیا جائے گا، تو اس نے جحدر کو پکڑنے کے لیے اپنے تمام وسائل جھونک دیے، جحدر بھی بڑا چالاک تھا وہ اپنے شکار کو لوٹتا اور نہایت اطمینان سے غائب ہو جاتا، تمام تدابیر ناکام ہو گئیں تو اُسے پکڑنے کے لیے نیا حیلہ سوچا گیا۔

گورنر یمامہ نے دو نہایت توانا اور کڑیل نوجوانوں کا انتخاب کیا، یہ بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ذہین بھی تھے، انہیں نہایت سوچ بچار کے بعد یہ ذمہ داری سونپی گئی

کہ وہ جحدر کو زندہ یا مردہ گرفتار کریں۔اس کے صلے میں انہیں بڑی دولت دینے کا وعدہ کیا گیا اور پلان سمجھا دیا گیا کہ انہیں کیا کرنا ہے۔

نوجوانوں نے جحدر کو پیغام بھیجا کہ ان کی قوم نے ان پر عرصہ حیات تنگ کررکھا ہے، ہم بھی چوری چکاری کرتے ہیں، لوگوں کے گھر لوٹتے ہیں اور اب ہم کسی وقت بھی گرفتار ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمارے گرد قافیہ تنگ ہو چکا ہے۔ہمیں تمہاری جرأت اور ہمت کی خبریں ملی ہیں تو ہم تم سے نہایت متأثر ہوئے ہیں، ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اپنا لیڈر بنائیں، تمہاری ہی قیادت میں ڈاکے ماریں اور جو کچھ ہمیں حاصل ہو اس کا ایک چوتھائی حصہ تمہاری خدمت میں پیش کریں۔گفتگو چلتی رہی، نوجوان چھوٹے موٹے ڈاکے مارتے رہے، ان خبروں کو خوب اچھالتے رہے۔اس طرح ان کی دلیری کے قصے زبان زدعام ہوگئے، چنانچہ انہوں نے جحدر کو آخری پیغام بھیجا کہ اگر اس نے انہیں اپنے گینگ میں شامل نہ کیا تو وہ اپنے طور پر علیحدہ ہی ڈاکے مارتے رہیں گے۔

جحدر کو اپنی ذہانت پر پورا اعتماد تھا، اس نے جتنے بھی ڈاکے مارے تھے اکیلے ہی مارے تھے اور ہمیشہ کامیاب رہا تھا۔اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ کوئی اسے بھی دھوکا دے سکتا ہے۔اس نے نوجوانوں کو مثبت جواب دیا اور ان کا سرغنہ بنا منظور کرلیا۔اب انہوں نے مل کر ڈاکے مارنے شروع کر دیے، اس نے انہیں یکے بعد دیگرے کئی مقامات پر بھیجا، یہ نوجوان اُس کی بتائی ہوئی منزل پر جا پہنچتے، لوٹ مار کرتے کامیاب و کامران واپس آجاتے اور آتے ہی وعدے کے مطابق چوتھائی حصہ جحدر کے حوالے کر دیتے، اب جحدر کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ یہ نوجوان میرے لیے نہایت مخلص ہیں، ان پر اس کا اعتماد بڑھتا گیا۔

جب نوجوانوں کو یقین ہوگیا کہ وہ ان پر اعتماد کرنے لگا ہے تو انہوں نے فوراً اپنی اصل

ڈیوٹی پوری کرنے کی ٹھانی۔

چاندنی رات تھی، ٹھنڈی ہوا تھی، خاموش فضا تھی، یہ لوگ ایک بڑی واردات کے بعد اپنے ٹھکانے پر پہنچے، یہ سب بہت تھکے ہوئے تھے، جحدر نے فوراً اپنی تلوار اتار کر ایک طرف رکھ دی اور گہری نیند سو گیا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے اس کی نیند پر اور زیادہ غفلت طاری کردی، ادھر نوجوان موقع کی تاک میں تھے، انہوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا، انہوں نے پہلے ہی سے ایک مضبوط رسی تیار کر رکھی تھی، وہ بجلی کی تیزی سے اٹھے اور آناً فاناً جحدر کے ہاتھ پاؤں نہایت مضبوطی سے جکڑ دیے۔ جحدر کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو کشتی طوفان میں پایا، اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں، وہ دھاڑا مگر اس کے منہ میں کپڑا اٹھونس دیا گیا۔ ادھر پولیس کو بھی مدد کے لیے بلا لیا گیا، اور پھر اسے گورنر یمامہ کی خدمت میں لے گئے۔ بلاشبہ یہ نوجوانوں کا بڑا کارنامہ تھا، گورنر نے اس مجرم کی گرفتاری پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ نوجوانوں کو انعام واکرام سے نوازا، ''بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ'' تم نے بہت بڑا کام انجام دیا۔ ایک خطرناک ڈاکو سے لوگوں کو نجات ملی، اس نے فوراً پولیس کا ایک دستہ تشکیل دیا اور زبردست نگرانی میں حجاج کے پاس بھجوانے کا بندوبست کیا۔

جب لوگوں کو اس ڈاکو کے پکڑے جانے کی خبر ملی تو بے حد خوش ہوئے۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ وہ اسے دیکھے، چنانچہ جب جحدر کو حجاج کے پاس پہنچانے کے لیے قافلہ روانہ ہوا تو سڑکوں پر لوگوں کا بڑا ہجوم جمع ہو گیا اور سب لوگ اس نامور ڈاکو کو دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔

لوگوں کا خیال تھا کہ وہ کوئی بہت بھاری بھرکم شخصیت کا مالک ہوگا، خوب موٹا تازہ قد آور جوان ہوگا، جس نے سارے علاقے پر اپنی دھاک بٹھا دی تھی، مگر انہیں یہ دیکھ

کر بڑی حیرت ہوئی کہ درمیانے قد کا چھوٹے سے سر والا مریل سا آدمی جھکڑیوں میں جکڑا چلا جا رہا ہے۔ جحدر کا قافلہ حجاج کے پاس پہنچا، وہ بھی اسے دیکھنے کا متمنی تھا، اس نے اپنے امراء اور درباریوں کے ساتھ جحدر سے ملنے کا فیصلہ کیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد جحدر حجاج کے دربار میں پورے وقار اور تمکنت کے ساتھ کھڑا تھا۔ حجاج نے اس پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی، اس کا باوقار انداز میں کھڑے ہونا اس کے لیے باعثِ تعجب تھا، اس نے گرج کر پوچھا: کیا تم جحدر ہو؟ ہاں، میں ربیعہ کا بیٹا جحدر ہوں۔ تمہیں اس قدر بھیانک جرائم پر کس نے اکسایا؟ اس نے جواب دیا:

زمانے کے ظلم وستم، میرے دل کی جرأت اور بہادری، مفلسی و ناداری اور لوگوں کی بزدلی نے۔

حجاج اس جواب سے بڑا امتاثر ہوا کہ یہ شخص تو بڑا فصیح اللسان ہے۔ موت کے دہانے پر کھڑا ہو کر بھی اس نے کتنی بے باکی سے جواب دیا ہے۔ حجاج نے اگلا سوال کیا:

کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے بھیانک جرائم اور غلط کاموں کا انجام کیا ہے؟

جحدر: اگر آپ مجھے اپنا باڈی گارڈ بنا لیں اور اپنے خاص آدمیوں میں شامل کر لیں تو میں ایسے کارنامے انجام دوں گا کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔

حجاج: تم میرے باڈی گارڈ بنو گے، ہاہاہا۔ ایک ڈاکو اور میرا باڈی گارڈ، تمہارے جیسے گھٹیا لوگ چوری اور ڈاکے سے زیادہ کچھ نہیں سوچ سکتے، اب تم اپنی موت کے سوا اور کوئی تمنا نہ کرو۔

جحدر: امیر! اگر آپ اپنے دشمنوں کے خلاف میری حکمت عملی سن لیں تو آپ بہت خوش ہوں گے۔ حجاج: چلو پہلے ہم تمہاری حکمت اور بہادری کا تجربہ کرتے ہیں اور تمہارا مقابلہ کرا کے دیکھتے ہیں۔ جحدر: اللہ امیر کو مزید عزت و احترام دے، میں ہر قسم

کے تجربے اور مقابلے کے لیے تیار ہوں۔حجاج: جانتے ہو یہ مقابلہ نہایت سخت ہے، موت اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

جحدر: آپ جس سے مقابلہ کرانا چاہتے ہیں، کرائیں میں تیار ہوں۔

حجاج: لیکن یہ مقابلہ کسی میدان جنگ میں نہیں ہوگا کہ تمہیں محض کسی آدمی کے ساتھ روایتی طور پر لڑتا ہو۔

جحدر: میں ہر قسم کے مقابلے اور آزمائش کے لیے تیار ہوں۔

حجاج: پھر سن لو! یہ مقابلہ کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوگا۔

جحدر: میں مقابلے کے لیے تیار ہوں، بے شک کسی جن سے مقابلہ کرا کے دیکھ لیجیے۔

حجاج: لیکن یہ مقابلہ کسی جن کے ساتھ بھی نہیں ہے۔

جحدر: اے امیر! میں ایک گھنٹے سے آپ کے احاطہ اطاعت میں کھڑا ہوں جس طرح جی چاہے، مجھے آزمائیے، میں تیار ہوں۔

حجاج: ہم تمہیں ایک بھوکے شیر کے سامنے کھڑا کریں گے، تمہارے پاس ایک تلوار کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اگر شیر نے تمہارے ٹکڑے کر دیے تو تم اپنے انجام کو پہنچ جاؤ گے اور اگر تم نے اسے ہلاک کر دیا تو پھر ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔

جحدر: اللہ امیر کا بھلا کرے! اس کا مطلب یہ ہوا کہ معافی اور خلاصی کی صورت نکل آئی۔

حجاج: اس قدر خوش ہونے کی ضرورت نہیں، تمہاری خوش فہمی حد سے بڑھ گئی ہے، جلد ہی تمہارا مقابلہ بھوکے شیر سے ہونے والا ہے۔

حجاج نے جحدر کو قید خانے میں ڈالنے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ ایک نہایت خونخوار شیر کو دو تین دن بھوکا رکھا جائے تاکہ وہ جحدر کا مقابلہ کرے، پھر وہ دن آ پہنچا جب چھوٹی سی کھوپڑی والا ایک آدمی شیر سے مقابلہ کرنے کے لیے اکھاڑے میں اترنے والا تھا۔

اس دن موسم معمول سے زیادہ گرم تھا، اکھاڑا اس طرح بنایا گیا کہ گہری جگہ کھودی گئی۔ اس کے اردگرد مضبوط دیواریں بنائی گئیں، اس کے دو دروازے تھے، ایک شیر کے اور دوسرا جحدر کے داخلے کے لیے تھا۔

حجاج اپنے امراء، وزراء اور دیگر عمائدین شہر کے ساتھ یہ مقابلہ دیکھنے آیا، عام لوگ بھی سخت گرمی کے باوجود وہاں جمع ہو گئے، لوگوں کے دلوں میں جحدر کے لیے شدید نفرت تھی مگر اس کے باوجود جب انہیں خیال آتا کہ اب وہ بھوکے شیر سے مقابلہ کرے گا تو انہیں جحدر سے ہمدردی ہونے لگی۔

حجاج نے مقابلہ شروع کرنے کا اعلان کیا، شیر کے پنجرے کا دروازہ کھول دیا گیا، شیر نہایت شدت سے دہاڑتا ہوا اکھاڑے میں داخل ہوا۔ وہ بھوک کے مارے بے چین تھا، اکھاڑے میں ادھر اُدھر بھاگنے لگا، یہ بڑا قوی ہیکل شیر تھا، اس کا سر بہت بھاری بھرکم تھا۔ اس کا جبڑا کھلا ہوا تھا اور اُس کے لمبے لمبے خوں آشام دانت باہر نکلے نظر آرہے تھے، آنکھوں سے غصے کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں، لوگوں کو یقین تھا کہ اب چند ہی لمحوں کے بعد جحدر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔

اب حجاج نے دوسرا اشارہ کیا کہ جحدر کا دروازہ کھولا جائے۔ جحدر کے جسم کا بیشتر حصہ ننگا تھا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے حجاج کے سامنے آکر اپنی گردن اُٹھائی تلوار کو حرکت دی اور پوری قوت سے بولا:

أَعَزَّ اللّٰه الْأَمِيرَ...... هَذِهِ سَاعَةُ النِّهَايَةِ، فَهَلْ أَنَالُ عَفْوَكَ إِنِ انْتَصَرْتُ؟

ترجمہ: اللہ امیر کو مزید عزت واحترام دے۔ ممکن ہے یہ میری زندگی کے آخری لمحات ہوں، اگر میں کامیاب ہو جاؤں تو کیا میرے لیے معافی ہے؟

حجاج: ہاں! اگر تم نے فتح پالی تو پھر تمہارے لیے معافی ہے۔

سپاہیوں نے حجدر کو اکھاڑے میں دھکیل دیا، حجدر اکھاڑے میں نہایت بے خوفی سے داخل ہوا، یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی ہرن کا شکار کرنے جارہا ہے۔ جب شیر نے ایک آدمی کو اکھاڑے میں داخل ہوتے دیکھا تو زور سے غرایا، حاضرین کے دل دہل گئے۔ بڑے بڑے بہادروں کے پتے پانی ہو گئے۔ خوف کے مارے بڑے بڑے سورماؤں نے آنکھیں بھیچ لیں۔ اُدھر حجدر بے باکی سے شیر کی طرف بڑھا اور شیر کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

لَيْثٌ وَلَيْثٌ فِي مَجَالٍ ضَنْكٍ كِلَاهُمَا ذُو قُوَّةٍ وَسَفْكٍ

ترجمہ: ایک طرف یہ شیر ہے اور دوسری طرف دوسرا شیر مشکل میں ہے، جبکہ دونوں شیر نہایت طاقتور اور خونخوار ہیں۔

لوگ حیران تھے، حجدر نے لوگوں کی توقع کے خلاف شیر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا، ادھر شیر زور سے غرایا، شیر نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو اس پر چھلانگ لگا دی، حجدر بھی تیار کھڑا تھا، فوراً ایک طرف ہٹ گیا اور پھر اچانک پلٹ کر شیر پر ٹوٹ پڑا۔ شیر اٹھ ہی رہا تھا کہ تلوار کا ایک کاری وار اس پر پڑا، وار اگرچہ بھرپور تھا مگر مہلک نہ تھا، شیر نے پیچھے کی طرف جست لگائی، زخمی ہونے کی وجہ سے وہ مسلسل دھاڑ رہا تھا، اس کے بدن سے خون کا فوارہ ابل رہا تھا، اس نے نہایت خوفناک انداز میں اپنا جبڑا کھولا، اُس کے خونخوار دانت اور تیز ہو گئے، وہ حجدر پر حملہ کرنے کے لیے پلٹا ہی تھا کہ حجدر بجلی کی طرح آگے بڑھا اور اس کی گردن پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ گردن کٹ کر شیر کے دھڑ کے ساتھ ہی جھولنے لگی اور شیر دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

لوگوں نے فلک شگاف نعرہ تکبیر بلند کیا اور حجدر سے اُن کی نفرت محبت میں بدل گئی۔ آج تک اتنا بہادر شخص کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے: کاش! اس شخص کی

بہادری اور عظیم قوت قتل وغارتگری اور ڈاکہ زنی کے بجائے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں استعمال ہو۔جحدر نے اپنے چہرے سے پسینہ پونچھا اور حجاج کی طرف بڑھا۔اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔حجاج نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور کہنے لگا:

مَا أَشْجَعَکَ یَا جَحْدَرُ!

جحدر! تم کتنے بہادر ہو!

میں تمہیں دو اختیار دیتا ہوں، یا تو تم معزز اور مکرم بن کر میرے پاس رہو یا اس شرط پر واپس یمامہ چلے جاؤ کہ آئندہ کسی شخص پر ظلم اور زیادتی نہیں کرو گے۔جحدر کو معلوم تھا کہ حجاج اپنے وعدے کا پابند ہے، اس نے کہا: میرے لیے افضل یہی ہے کہ میں آپ کے پاس رہوں اور آپ کی خدمت کروں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب میری تلوار اور میری قوتِ بازو باغیوں اور اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف لہرائے گی۔

حجاج نے اس کی بات قبول کر لی،جحدر نے بھی سچے دل سے توبہ کی اور اُس کی تقدیر بدل گئی، اب وہ ڈاکو نہیں رہا تھا بلکہ لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنے والا بن گیا تھا، اُس نے اپنا تعلق اللہ رب العزت سے جوڑ لیا اور اپنا وقت نماز، روزے، تہجد اور جہاد میں بسر کرنے لگا۔ ❶

وعدے کی پاسداری میں قتل ہونے کے لئے پہنچ گئے

نعمان بن منذر حیرہ کا گورنر تھا، اس کا باپ منذر بن امرؤ القیس تھا۔ ”منذر“ کو ”مزدکی“ تحریک کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے نوشیرواں عادل کے باپ نے حیرہ کی گورنری سے

❶ سنہرے نقوش: ص۴۳تا۵۲/تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: الحجاج بن یوسف، ج۱۲ص۱۴۸، ۱۴۹/بغیة الطلب فی تاریخ حلب: ترجمة: الحجاج بن یوسف، ج۵ص۲۰۶۹تا۲۰۷۱/البدایة والنهایة: ثم دخلت سنة خمس وتسعین فِیهَا غَزَا العبَّاس بنُ الوَلِیدِ بِلَادَ الرُّومِ وافتتح حصوناً کثیرةً، ج۹ص۱۴۵، ۱۴۶

معزول کر دیا تھا، بعد ازاں نوشیرواں نے اپنے عہد حکومت میں اسے بحال کر دیا۔
نعمان نے اپنے دورِ حکومت میں دو خاص دن مقرر کر رکھے تھے۔ ایک کا نام یوم النعیم (خوشی کا دن) تھا اور دوسرے کا نام یوم البؤس (غم کا دن) تھا۔ یوم النعیم کو جس شخص پر اس کی اولین نظر پڑتی، اُسے وہ سو اونٹ انعام دیتا اور یوم البؤس کو جو شخص اسے سب سے پہلے نظر آتا اُسے وہ قتل کر دیتا تھا۔ ایک روز نعمان بن منذر جنگل میں شکار کے لیے گیا اور ایک گورخر کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ اس دوران اس کے سارے مصاحبین پیچھے رہ گئے اور بادشاہ وہاں جا پہنچا جہاں اُس کی کسی سے کوئی جان پہچان نہیں تھی۔ اتنے میں بادل امنڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ بارش سے بچنے کے لیے وہ کوئی جگہ تلاش کرنے لگا، اسے ایک مکان دکھائی دیا، یہ بنی طے کے ایک شخص حنظلہ کا مکان تھا، حنظلہ اپنی بیوی کے ساتھ اس مکان میں رہائش پذیر تھا، بادشاہ نے دروازہ کھٹکھٹایا، حنظلہ نے دروازہ کھولا، بادشاہ نے اس سے سر چھپانے کی درخواست کی، اس نے خیر مقدم کیا اور کہا: اندر تشریف لے آئیں۔

حنظلہ پہچان نہ سکا کہ یہ مہمان حیرہ کا بادشاہ ہے، اس کے پاس صرف ایک بکری ہی تھی جس کا دودھ دونوں میاں بیوی پیتے اور اسی پر جیتے تھے۔ روایتی مہمان نوازی کی وجہ سے حنظلہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تو کوئی بہت عظیم الشان غیر معمولی مہمان ہے، لہذا اس کی خاطر خواہ مہمان نوازی کس طرح کی جائے؟ بیوی نے کہا کہ میں نے تھوڑا سا آٹا بچا رکھا ہے، میں روٹی پکاتی ہوں، تم یوں کرو کہ پہلے بکری کا دودھ دوہ لو، پھر اسے ذبح کر دو، چنانچہ نعمان کو انہوں نے پہلے دودھ پلایا، پھر بکری ذبح کر کے گوشت اور روٹی سے اس کی مہمان نوازی کی۔ جب مہمان کھانا کھا چکا تو اس کے لیے نہایت آرام سے رات بسر کرنے کا اہتمام کیا۔ صبح کو نعمان وہاں سے رخصت ہوا تو اس نے

آ گاہ کیا: میں حیرہ کا بادشاہ نعمان ہوں ۔کبھی تمہیں میری ضرورت پڑے تو میرے پاس آنا میں تمہیں تمہاری خدمت کا صلہ دوں گا۔حنظلہ نے کہا: بہت اچھا خاصا عرصہ گزر گیا اور یہ بات آئی گئی ہوگئی۔ایک مرتبہ ان کے علاقے میں قحط پڑا، خستہ حالی نے ان دونوں میاں بیوی کو بھی آ دبوچا۔ایک دن اس کی بیوی نے کہا: اب تو فاقہ بھی برداشت نہیں ہوتا اور مالی حالت بھی روز بروز خراب ہورہی ہے۔حیرہ کے بادشاہ نے تمہیں آنے کو کہا تھا، لہٰذا اس کے پاس جاؤ، شاید وہ ہماری مالی امداد کرے۔ بیوی کے کہنے پر حنظلہ حیرہ روانہ ہوگیا، لیکن سوئے اتفاق سے جب وہ نعمان کے دربار میں داخل ہوا، اس روز یوم البؤس تھا۔سب سے پہلے نعمان نے اس کو دیکھا اور پہچان گیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے برسات کی رات میری بڑی خدمت کی تھی، اِسے بہت دکھ ہوا کہ یہ آج میرے پاس کیوں آ گیا۔ بادشاہ نعمان اُسے نہایت رنج وغم کی یہ حالت میں دیکھ رہا تھا، حنظلہ سمجھا کہ شاید اس نے مجھے پہچانا نہیں جو اس طرح مجھے دیکھ رہا ہے، چنانچہ اس نے اپنا تعارف کرایا۔

نعمان نے کہا: میں نے تمہیں پہچان لیا ہے لیکن کاش !تم آج نہ آتے کسی اور دن آجاتے کیونکہ آج یوم البؤس ہے۔اس نے کہا: مجھے تو اس بات کا علم نہیں تھا، نعمان نے کہا: کچھ بھی ہو، میں مجبور ہوں۔آج کے دن میرا سگا بیٹا بھی میرے سامنے آجاتا تو میں اسے بھی قتل کردیتا، لہٰذا اگر کوئی حاجت ہے تو فوراً بتاؤ کیونکہ میں تمہیں بہرحال قتل کروں گا حاجت ہے تو فوراً بتاؤ۔حنظلہ نے کہا: اگر آپ نے مجھے قتل کردیا اور میرا وجود ہی باقی نہ رہا تو پھر آپ کا انعام واکرام میرے کس کام کا؟ نعمان نے کہا تمہاری بات اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن میرے قانون کے تحت تم بہرحال قتل کیے جاؤ گے۔

حنظلہ نے عرض کیا: اگر واقعی میرے قتل کے بغیر چارہ نہیں تو مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں

ایک مرتبہ اپنے گھر والوں سے مل آؤں اور انہیں آخری وصیتیں کر آؤں، میں ان کے لیے مناسب انتظام کر کے واپس آ جاؤں گا، بادشاہ نے کہا: کوئی ضامن دو۔ حنظلہ نے ادھر اُدھر دیکھا، اس کی نگاہ شریک بن عمر پر پڑی، اس نے اس سے ضمانت دینے کی درخواست کی لیکن شریک بن عمر نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ بنی کلب کا ایک آدمی، جس کا نام قراد بن اجدع تھا، کھڑا ہو گیا اور بادشاہ سے کہا: میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔

نعمان نے حنظلہ کو پانچ سو اونٹنیاں، بہت سا مال ومتاع اور ایک سال کی مہلت دی کہ وہ اس دوران واپس آ جائے۔ جب ایک سال گزرنے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو نعمان نے قراد بن اجدع سے کہا کہ وہ شخص تو واپس نہیں آیا، لہذا کل اُس کی جگہ تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ قراد نے جواب دیا: اگر آج کا دن منہ موڑ چکا ہے تو کل کا دن بھی قریب ہے، آنے والے لمحات کے لیے کاتب تقدیر نے کیا لکھا ہے؟ جلد پتہ چل جائے گا۔ دوسرے دن نعمان بن منذر اپنے حکم کے مطابق ہتھیار سجا کر گھوڑے پر سوار ہو کر ٹھیک اس جگہ آ پہنچا جہاں وہ اس روز سب سے پہلے نظر آ جانے والے شخص کو قتل کیا کرتا تھا۔ بادشاہ نے جلاد کو قراد بن اجدع کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ بادشاہ کے وزیروں نے کہا: جب تک اس دن کا سورج اپنا منہ نہ چھپا لے، اخلاقی طور پر آپ اِسے قتل کرنے کے مجاز نہیں، لہذا سورج غروب ہونے کا انتظار کر لیں۔ نعمان نے رات تک مہلت دے دی لیکن اس کا دل چاہتا تھا کہ قراد بن اجدع قتل ہو جائے اور حنظلہ بچ جائے کیونکہ اس نے موسلا دھار بارش کی رات اس کی مہمان نوازی کی تھی۔

سورج رینگ رینگ کر حجلہ مغرب میں چھپنے کی تیاری کر رہا تھا اور رات اپنی زلفیں کھول کر اترنے ہی والی تھی، جلاد نے قراد کے کپڑے اتار دیے، تلوار بے نیام ہو گئی۔

بادشاہ کی ایک نگاہ آفتاب کی طرف اور دوسری جلاد کی طرف تھی۔وہ چاہتا تھا کہ جونہی سورج غروب ہووہ فوری طور پر جلاد کو سر قلم کرنے کا حکم دے دے۔قراد بن اجدع کو نطلع ،یعنی چھڑے کے اس فرش پر جس پر جلاد کسی کو قتل کرتا ہے، کھڑا کر دیا گیا۔اب جلاد بادشاہ کے اشارہ ابرو کا منتظر تھا کہ اچانک دور سے ایک آدمی بھاگ کر آتا ہوا نظر آیا۔ بادشاہ جلاد کو قراد کے قتل کا حکم دینے ہی والا تھا کہ وزراء نے کہا: جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ آنے والا شخص کون ہے، اس وقت تک اسے قتل نہ کیا جائے ۔ جب وہ شخص قریب آیا تو سب نے دیکھا کہ وہ حنظلہ تھا۔ بادشاہ نے حنظلہ کو دیکھا تو پریشان ہو گیا۔اس نے اُسے غصہ بھری نگاہ سے دیکھا اور کہا: جب تم ایک بار قتل ہونے سے بچ ہی گئے تھے اور یہاں سے چلے گئے تھے تو پھر واپس کیوں آ گئے؟ اس نے فوراً جواب دیا: ''الوفاء''یعنی اپنے عہد کو پورا کرنے کے لیے۔ بادشاہ نے پوچھا: وفا کا یہ سبق تو نے کہاں سے سیکھا؟ اس نے کہا: اپنے بزرگوں سے۔اس دن سے نعمان نے اپنے آپ کو مکمل طور پر تبدیل کر لیا اور اس روز سے قتل کرنے کا یہ رواج ختم کر دیا۔قراد اور حنظلہ دونوں کو معاف کر دیا اور کہا:

وَاللّٰهِ مَا أَدْرِی أَيُّكُمَا أَوْفَى وَأَكْرَمُ.

ترجمہ: واللہ! میں نہیں جانتا کہ تم دونوں میں سے زیادہ باوفا اور زیادہ کریم کون ہے۔ حنظلہ نے کہا: میں وہ شخص ہوں کہ وعدہ پورا کرنا جس کی فطرت میں داخل ہے اور میں احسان کا بدلہ دینے کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے پر تیار ہوں۔ ❶

وعدے کی پاسداری میں والد کے قاتل کو معاف کر دیا

بنو عباس کی خلافت قائم ہوئی تو بنو امیہ کے تمام سرکردہ افراد روپوش ہو گئے، انہیں

❶ سیرت خاتم النبیین : از حکیم محمود احمد ظفر صاحب ص ۲۸ تا ۳۱/سنہرے نقوش: ص ۲۷۹ تا ۲۸۳

خوف تھا کہ ان سے نہایت برا سلوک کیا جائے گا، ادھر بنو عباس کے لوگ بھی ان لوگوں کی بوسونگھ رہے تھے اور انھیں جا بجا تلاش کرر ہے تھے۔

بنوامیہ کے چھپے ہوئے سرکردہ افراد میں ابراہیم بن سلیمان بن عبد الملک بن مروان بھی شامل تھا۔خلیفہ سفاح کے خاص آدمی نے اس کی سفارش کی اور امان طلب کی جو دے دی گئی، ابراہیم بن سلیمان خلیفہ کے پاس آیا، اپنی غلطیوں کی معافی مانگی، خلیفہ نے اسے عزت واکرام سے نوازا، شاہی لباس پہنایا اور اپنے خواص میں جگہ دی۔

ایک دن خلیفہ سفاح ابراہیم سے کہنے لگا: تم ایک مدت تک چھپے رہے۔ اگر اس دوران کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہو جو دلچسپ اور سبق آموز ہو تو ہمیں سناؤ۔ ابراہیم بن سلیمان نے اپنی زندگی کا سب سے نرالا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ سینئے اور عربوں کے صبر و ثبات، حوصلوں اور عہد و پیمان کے احترام کی داد دیجیے......!

اب ایسے لوگ زمانے میں روز روز کہاں؟

ابراہیم بن سلیمان نے بتایا: میری تلاش اور گرفتاری کا شاہی پروانہ جاری ہو چکا تھا۔ میں ادھر اُدھر بھاگتا پھر رہا تھا، کہیں سکون نہ تھا۔ بھاگتے بھاگتے میں حیرہ پہنچا اور صحرا میں ایک بدو کے ہاں پناہ گزیں ہوا۔ موت میرے تعاقب میں تھی اور میں اس سے بھاگتا پھر رہا تھا۔ میرے سر پر ہر وقت خوف منڈلاتا رہتا تھا کہ نجانے مجھے کب دھر لیا جائے۔ ایک دن میں چھت پر بیٹھا تھا، صحرا پر نگاہیں گاڑ رکھی تھیں کہ دور سے کالے جھنڈے نظر آئے۔ کوفہ سے نکلنے والا یہ قافلہ حیرہ کی جانب آ رہا تھا، مجھے خوف محسوس ہوا، میری چھٹی حس کہنے لگی کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کرنے آ رہے ہیں، ممکن ہے کسی نے مخبری کر دی ہو، قافلہ ابھی دور تھا، میں نے موقع غنیمت جانا اور وہاں سے نکل بھاگا، کوفہ آ گیا، سامنے کوئی منزل نہ تھی، نہ میں کسی گھرانے کو جانتا تھا جو مجھے پناہ دیتا یا مدد

کرتا، میں ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارتا پھر رہا تھا، لوگوں کی نگاہیں ایسی چبھتی ہوئی محسوس ہوئیں جیسے وہ میری تلاش میں ہیں۔ اچانک مجھے ایک بڑا گھر نظر آیا، اس کا دروازہ بہت بڑا تھا، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ صاحب خانہ کوئی امیر کبیر اور بارسوخ آدمی ہے، میں غیر ارادی طور پر اس گھر میں گھس گیا، اس کا صحن بہت کشادہ تھا۔ وہاں بہت اجلے کپڑے پہنے ہوئے ایک باوقار شخص نظر آیا جو نہایت معزز اور محترم نظر آ رہا تھا، اس نے مجھے دیکھا تو فوراً پوچھا: تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا:

میں ایسا آدمی ہوں جو اپنی موت سے ڈرتا پھر رہا ہے اور تم سے پناہ کا طلب گار ہے۔ اس نے مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا، اندرون خانہ اس کی بیویوں کے حجروں کے ساتھ ایک کمرہ تھا، اس نے مجھے وہاں ٹھہرا دیا، میں ٹھہر گیا۔ صاحب خانہ کا حسن سلوک یہ تھا کہ روزانہ میرے لیے انواع واقسام کے کھانے پینے آتے، میں نہایت سکون سے رہ رہا تھا، اس نے مجھ سے کبھی کوئی گفتگو کی نہ میرے بارے میں پوچھا کہ میں کون ہوں، میرا جرم کیا ہے اور وہ کون لوگ ہیں جو میری تلاش میں ہیں۔ ہاں! ایک بات میں اچھی طرح نوٹ کرتا تھا کہ وہ روزانہ صبح سویرے کہیں نکل جاتا تھا اور ظہر سے پہلے واپس آتا تھا۔

ایک دن میں نے اس سے پوچھ ہی لیا کہ میں تمہیں روزانہ جاتے دیکھتا ہوں، تم کہاں اور کس کام کے لیے جاتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میرے باپ کو ابراہیم بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے قتل کر دیا تھا۔ مجھے باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ وہ حیرہ ہی میں چھپا ہوا ہے، میں روزانہ اس کا کھوج لگانے جاتا ہوں تاکہ اس سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لے سکوں۔

امیر المؤمنین! جونہی میں نے یہ بات سنی، میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، مجھے اپنی

موت یقینی نظر آنے لگی، میں نے اس سے اس کا نام اور اس کے والد کا نام پوچھا، اس کے جواب سے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ صحیح کہہ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم بہت دنوں سے میری میزبانی کر رہے ہو، اب وقت آ گیا ہے کہ میں بھی تمہارا حق ادا کروں۔ تم نے مجھ سے بہت اچھا سلوک کیا ہے، یقیناً اس کا بدلہ میری طرف سے بھی ملنا چاہیے، میں بتاتا ہوں کہ تم جس شخص کو تلاش کر رہے ہو وہ کہاں ہے؟ اس نے نہایت بے تابی سے کہا: ہاں ہاں! جلدی بتاؤ وہ شخص کہاں چھپا ہوا ہے؟

میں نے کہا: میرے معزز میزبان! میں ہی وہ شخص ہوں جسے تم ڈھونڈ رہے ہو۔ تمہارے باپ کا قاتل تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ میں تمہیں یہ بتانے کے لیے موجود ہوں کہ میرا نام ابراہیم بن سلیمان بن عبد الملک بن مروان ہے، تم بڑی خوشی سے اپنا بدلہ لے لو۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی، وہ کہنے لگا: یوں لگتا ہے کہ مسلسل چھپے رہنے اور اپنے گھر والوں کی جدائی کی وجہ سے تم موت کو پسند کرنے لگے ہو۔

میں نے کہا: نہیں ایسی کوئی بات نہیں، میں تم سے یہ حقیقت چھپانا نہیں چاہتا کہ تمہارے باپ کا مطلوبہ قاتل میں ہی ہوں، میں نے تمہارے والد کو فلاں مقام پر فلاں دن اور فلاں تاریخ کو قتل کر دیا تھا۔

جب اس نے تفصیل سے سارا واقعہ سنا اور میری بیان کی ہوئی جزئیات پر غور کیا تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس کی آنکھوں میں غیظ وغضب کے شرارے کوندنے لگے۔ وہ دیر تک خلا میں گھورتا رہا اور کچھ سوچتا رہا، پھر یوں لگا جیسے اس نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا ہو، وہ دفعتاً میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

تم ایک دن میرے قادر مطلق پروردگار اور منصف حاکم کے روبرو میرے والد سے

ضرور ملو گے اور وہ تم سے تمہارے ظلم، تمہاری سفا کی اور خونِ ناحق کا بدلہ لے لے گا۔
اب رہا میرا معاملہ تو امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے تمہیں پناہ دی تھی۔ تمہیں بچانے کا عہد کیا تھا، لہذا میں اپنا وعدہ توڑنے کے لیے تیار نہیں، کیونکہ میں بدعہدی کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں، لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ تم فوراً میری نظروں سے دور چلے جاؤ، ممکن ہے میں اپنے نفس پر قابو نہ پاسکوں اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے لوں۔
پھر اس نے ایک ہزار دینار میری طرف بڑھا دیے اور کہا: یہ رقم بطور زادِ راہ ہے، یہ لے لو اور جاؤ۔ مجھے بڑی شرم آئی، میں نے دینار لینے سے انکار کر دیا اور وہاں سے چل دیا۔
امیر المؤمنین! یہ میری زندگی کا سب سے انوکھا واقعہ ہے جو میری توقع سے ماورا نہایت عجیب وغریب، منفرد اور نرالا ہے۔ امیر المؤمنین! میں نے اپنی ساری زندگی میں آپ کے علاوہ اگر کسی شخص کو نہایت اپنے وعدے کی پاسداری کرنے والا پایا ہے تو یہ وہی شخص تھا جس نے مجھے میری وحشت کے دنوں میں پناہ دی تھی اور یہ جان لینے کے باوجود کہ میں اُس کے باپ کا قاتل ہوں، مجھے معاف کر دیا تھا۔ ❶

وعدے پر عمل کرنے سے اور داعی کے اخلاص وتقوی سے سب گناہ چھوٹ گئے

ہمارے بزرگوں میں سے ایک مشہور بزرگ حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ گزرے ہیں، وہ اکثر پیدل سفر کرتے تھے اور جہاں شام ہوتی تھی وہیں رات گزارلیا کرتے تھے۔

---

❶ سنہرے نقوش: ص ۵۷ تا ۶۱/ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: إبراهيم بن سلمان بن عبدالملك، ج ۶ ص ۴۱۶، ۴۱۷/ المنتظم فی تاريخ الأمم والملوك: سنة اثنتين وثلاثين ومائة، ج ۷ ص ۳۰۹/ مختصر تاريخ مدينة مشق: ج ۴ ص ۵۵، ۵۶

ایک مرتبہ وہ جلال آباد یا شاملی کی طرف گئے، آپ نے مسجد میں جھاڑو دی، پھر کافی دیر انتظار کرتے رہے مگر کوئی بھی شخص نماز کے لیے نہ آیا، تو آپ کو تعجب ہوا کہ مسلمانوں کی بستی ہے اور کوئی بھی نماز کے لیے نہیں آیا۔

نماز سے فارغ ہو کر اس بارے میں ایک شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ سامنے خان صاحب کا مکان ہے اور وہ شرابی اور زانی ہے۔ اگر وہ دین کی طرف آئے اور نماز پڑھنے لگے تو دوسرے لوگوں پر بھی اثر ہوگا۔ کیونکہ ''اَلنَّاسُ عَلَى دِينِ مُلُوكِهِمْ'' لوگ اپنے وڈیروں اور چوہدریوں کے دین کے تابع ہوتے ہیں۔ وہ اگر درست ہو جائیں تو نیچے والوں پر بھی ضرور اثر ہوگا۔ آپ بلا کسی تکلف کے ان خان صاحب کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت ان کے پاس فاحشہ عورت بیٹھی ہوئی تھی اور وہ نشہ میں مست تھے۔

آپ نے خان صاحب سے فرمایا کہ اللہ کے بندے! اگر تم نماز پڑھ لیا کرو تو کچھ دوسرے لوگ بھی نماز پڑھنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کا یہ گھر آباد ہو جائے گا۔ خان صاحب نے کہا کہ ایک تو مجھ سے وضو نہیں ہوتا اور دوسرے یہ دونوں بری عادتیں ہی مجھ سے نہیں چھوٹتیں، آپ پہلے تو اسے سمجھاتے رہے، پھر ایک تدبیر کے طور پر آپ نے فرمایا کہ وضو کے بغیر پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔

آپ نے خان صاحب کے لیے شراب کو جائز قرار نہیں دے دیا تھا بلکہ حکمتاً اسے اجازت دے دی، آپ کو یقین تھا کہ ان شاء اللہ نماز کے ذریعے اس کی زندگی بدل جائے گی اور وہ شراب وزنا جیسے کبیرہ گناہوں سے بھی بچ جائے گا۔ خان صاحب نے وعدہ کر دیا کہ اچھا میں نماز پڑھا کروں گا۔ آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور کچھ فاصلہ پر مسجد میں گئے نماز پڑھی اور سجدے میں خوب روئے، اور اِس شخص کی ہدایت کے لئے

دُعا کی۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت آج آپ سے دو ایسی باتیں سرزد ہوئی ہیں جو کبھی نہیں ہوئیں۔ پہلی یہ کہ آپ نے شراب اور زنا کی رخصت دے دی، دوسری یہ کہ آپ سجدے میں بہت روئے۔

آپ نے پہلی بات کا جواب نہ دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ یوں کہتے کہ خان صاحب شراب اور زنا چھوڑ کر زاہد و پارسا بن جائیں گے تو یہ ایک قسم کا دعویٰ ہوتا اور اللہ والوں پر تواضع کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے دعوے پسند نہیں کرتے۔

البتہ دوسرے سوال کا جواب یہ کہ میں نے سجدے میں اللہ تعالیٰ سے التجاء کی تھی کہ اے اللہ! میں نے اسے تیرے دربار میں کھڑا کر دیا اب اس کا دل بدلنا تیرے اختیار میں ہے۔ ادھر خان صاحب کا حال یہ ہوا کہ جب رنڈیاں ان کے پاس سے چلی گئیں تو نماز ظہر کا وقت ہو گیا، انہیں اپنا وعدہ یاد آ گیا کہ مجھے تو مسجد میں جانا ہے اور اگر چہ مولانا سے تو ناپاکی کی حالت میں مسجد میں جانے کی اجازت مانگ رہے تھے، مگر دل نے ملامت کی ہوگی کہ آج پہلی بار اللہ کے گھر میں جا رہے ہو اور وہ بھی ناپاک جاؤ گے، پہلے غسل کر لو، چنانچہ غسل کیا، پاک کپڑے پہنے اور نماز پڑھی۔ نماز کے بعد باغ کی طرف چلے گئے، عصر اور مغرب اسی وضو سے پڑھی۔ نماز مغرب کے بعد کھانا کھانے کے لیے گھر میں گئے۔ اچانک بیوی پر جو نظر پڑی تو فریفتہ ہو گئے۔ ان کی شادی کو سات سال ہو گئے تھے آج تک نہ کبھی بیوی کے پاس گئے تھے اور نہ اس کی صورت دیکھی تھی، یہ بھی عجیب بات ہے کہ بعض لوگوں کو حرام کا چسکا لگ جاتا ہے اور انہیں حلال میں مزہ نہیں آتا اور جسے حلال کا چسکا لگ جائے تو وہ کبھی حرام کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

یہاں ضمناً یہ عرض کردوں کہ ہر انسان کا ضمیر اُسے برائی پر ملامت کرتا ہے، مگر انسان اُسے تھپکی دے کر سلا دیتا ہے۔ کبھی کبھی کسی ٹھوکر سے، کسی واقعہ سے، کسی دل میں اتر جانے والے جملے سے سویا ہوا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے، اور جب ضمیر بیدار ہو جائے، ایمانی حس جاگ اُٹھے، انسانیت انگڑائیاں لینے لگے تو انسان کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔ خان صاحب نے آج جب بیوی کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ ضمیر نے ملامت کی، تیرے گھر میں حور بیٹھی ہے اور تو کیسا بدنصیب ہے کہ گندی عورتوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ فوراً باہر آئے اور اِن فاحشہ عورتوں سے کہہ دیا کہ آئندہ میرے مکان پر نہ آنا۔

اِس کے بعد یہ ایسے نماز کے عادی ہوگئے کہ کہا جاتا ہے کہ فرض تو فرض ان خان صاحب کی پچیس سال تک تہجد کی نماز بھی نہیں چھوٹی ۔ (یہ واقعہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الخلیل'' میں نقل کیا ہے، تفصیلاً وہاں دیکھ لیا جائے۔) (1)

وعدہ کی پاسداری کے سبب تمام ڈاکو توبہ تائب ہوگئے

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ جس زمانہ میں سفر کی سہولتیں بہت کم تھیں، سفر عموماً پیادہ پا یا سواریوں میں ہوا کرتے تھا اور راستے غیر محفوظ اور پرخطر تھے، اس وقت مولانا کسی ضرورت سے اپنے سب اہل خاندان کے ساتھ کاندھلہ سے گنگوہ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت کاندھلہ سے گنگوہ جانے کے لئے وہ راستہ زیادہ موزوں سمجھا جاتا تھا جو موضع گڑھی پختہ سے ہو کر جاتا تھا، مولانا کا قافلہ گڑھی پختہ سے نکل کر گنگوہ کے راستہ میں تھا کہ اچانک اس قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا، مولانا نے جب دیکھا کہ

(1) تذکرۃ الخلیل: ایک خان صاحب کا تائب ہونا ص ۹۸، ۹۹/ ندائے منبر ومحراب: قصہ یوسف کی چند عبرتیں، ج۵ ص ۸۰ تا ۸۳/ ہر واقعہ بے مثال: ج۲ ص ۱۴۸ تا ۱۵۰

ہم ڈاکوؤں کے نرغہ میں آ گئے ہیں اور ڈاکو حملہ کرنے مارنے لوٹنے کے لئے آ رہے ہیں تو حضرت مولانا گاڑی سے اتر کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اپنا کام کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لو! سردار نے کہا: کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ مولانا نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایک معاملہ کرلوں، ڈاکوؤں کے سردار نے اس کی تفصیل پوچھی، تو مولانا نے کہا: معاملہ اس طرح کرلو کہ تم ہماری عورتوں کو مت چھیڑنا، ہاتھ بھی نہ لگانا اور ہم اپنے پاس کوئی زیور روپیہ پیسہ اور قیمتی سامان نہیں رکھیں گے، سب تمہیں دے دیں گے، (ڈاکوؤں کے لئے ہدایت واصلاح کا وقت آ چکا تھا) انہوں نے مولانا کی یہ فرمائش قبول کرلی، اب ڈاکوؤں کا گروہ ایک طرف بیٹھ گیا۔ مولانا اپنی بیل گاڑیوں اور سواریوں کے پاس آئے اور سب عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس کے پاس جو زیور اور قیمتی سامان ہو وہ دے دو، عورتوں، بیٹیوں نے اپنے اپنے زیورات اتارنے اور پیسے وغیرہ نکالنے شروع کر دیئے، مولانا کھڑے ہوئے اس کی نگرانی فرماتے رہے، جب سب زیورات وغیرہ جمع ہو گئے تو مولانا ان سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر ڈاکوؤں کے گروہ کے پاس لائے اور کہا: بھائی! دیکھو! میں سب سامان لے آیا ہوں، یہ کہہ کر گٹھری ان کے حوالہ کردی اور ڈاکوؤں کی اس بات پر تحسین فرمائی کہ انہوں نے اپنی بات کو نبھایا اور کسی عورت کو دیکھا تک نہیں، ڈاکو وہ سامان لے کر خوش ہو گئے اور مولانا کا قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ مولانا کا قافلہ کچھ ہی دور چلا تھا کہ مولانا کے ساتھ جانے والی عورتوں میں کچھ کھسر پھسر شروع ہوئی، حضرت مولانا نے اس کو محسوس کرلیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ عورتوں نے کہا کچھ نہیں مگر جب مولانا نے سختی سے معلوم کیا تو بتایا کہ وہ فلاں یہ کہہ رہی ہے کہ میری ہنسلی (گلے میں پہننے کا ایک زیور جو خاصا بھاری اور قیمتی ہوتا ہے) بچ گیا۔

میں نے کپڑوں کے نیچے چھپایا ہوا تھا،مولانا نے یہ سنا تو فوراً سواری روکنے کی ہدایت کی،سواری سے اتر کر مولانا اس خاتون کے پاس آئے اور فرمایا:بی بی!یہ تو وعدہ خلافی ہے،چونکہ ہم ڈاکوؤں سے وعدہ اور معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے یہ زیوران کا ہو چکا ہے لاؤ مجھے دو میں ڈاکوؤں کو دے کر آؤں گا۔

اس خاتون نے وہ زیور اتار کر مولانا کے حوالے کر دیا،مولانا گاڑی سے اتر کر واپس گئے اور وہاں پہنچے جہاں ڈاکوؤں کا گروہ بیٹھا ہوا تھا،ڈاکو مولانا کو واپس آتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید بڑے میاں (مولانا) کے معاون مددگار آگئے ہیں اور یہ مقابلہ کے لئے آئے ہیں،اس خیال سے ڈاکو ہتھیار اٹھانے لگے تو مولانا نے فرمایا میں لڑنے کے لئے نہیں آیا،میں تو ایک بات کہنے اور تمہاری ایک امانت تمہیں لوٹانے کے لئے آیا ہوں۔ مولانا یہ فرمانے کے بعد ڈاکوؤں کے سردار کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:بھائی!میں تمہارے سے معافی مانگنے اور تمہاری ایک امانت واپس کرنے آیا ہوں،تم اپنے وعدہ اور بات کے پکے نکلے ہم نہ نکلے،یہ ایک زیور ہے جو ایک بچی نے اپنے کپڑوں میں چھپالیا تھا مگر چونکہ تم سے وعدہ ہو چکا تھا اس لئے اب یہ ہمارا نہیں رہا۔تمہارا ہے،میں یہی دینے کے لئے آیا تھا،یہ زیور سنبھالو اور اس بچی کی غلطی کو معاف کر دو۔

ڈاکوؤں کا سردار مولانا کی بات سن کر بولا،تم مولانا مظفر حسین کاندھلوی تو نہیں ہو؟ اس علاقہ میں تو وہی ایک ایسے سچے آدمی ہیں،مولانا نے فرمایا:ہاں بھائی!مظفر حسین میرا ہی نام ہے،ڈاکوؤں کا سردار یہ سنتے ہی مولانا کے قدموں میں گر گیا اور ڈاکوؤں کے پورے گروہ میں گریہ و بکا اور آہ وزاری شروع ہو گئی اور اسی وقت سب ڈاکوؤں نے اپنے اس کام اور تمام گناہوں سے توبہ کی،مولانا سے بیعت ہو گئے اور مولانا کے

قافلہ سے لیا ہوا ایک ایک سامان واپس کردیا اور عہد کیا کہ ہم نے آج تک جن لوگوں کا سامان لوٹا ہے یا کسی قسم کی تکلیف پہنچائی ہے ان کو تلاش کر کے ان کا سب سامان واپس کریں گے، یا ان سے معافی مانگیں گے۔ کسی نے سچ کہا ہے:

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا — آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا ❶

وعدہ کی پاسداری میں دشمن پر قابو پا کر اُسے معاف کردیا

اندلس کے دو حاکموں، حارس بن عباد اور عدی بن ابی ربیعہ میں لڑائی چھڑ گئی۔ حارس بن عباد کو عدی بن ابی ربیعہ کی تلاش تھی، ان دونوں کی آپس میں کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی اور نہ وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے۔ حارس بن عباد، عدی سے اپنی پرانی دشمنی کا انتقام لینا چاہتا تھا، ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ حارس کے فوجیوں نے ایک آدمی کو گرفتار کرلیا، اسے حارس بن عباد کے سامنے پیش کیا گیا، تو اس نے قیدی سے پوچھا:

مجھے بتاؤ عدی بن ابی ربیعہ کہاں ہے (وہ اس کی شکل نہیں پہچانتا تھا)؟

قیدی کہنے لگا: اگر میں تمہیں عدی کے بارے میں بتادوں تو کیا مجھے آزاد کردو گے؟

حارس نے کہا: ہاں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں رہا کردوں گا۔ قیدی نے کہا: تو پھر سنو، میں ہی عدی بن ابی ربیعہ ہوں۔

حارس بن عباد نے اسے اپنے وعدے کی پاسداری کی خاطر رہا کردیا۔ ❷

تو وعدے کی پاسداری شریعت کا ایک اہم حکم ہے، اس لئے ہر صورت میں وعدے کا ایفاء کرنا چاہیے۔

اسلافِ امت کے واقعات ماقبل میں بالتفصیل گزر چکے ہیں، اِن حضرات نے کن

❶ ہمارے اسلاف: ص ۱۶۶، تا ۱۶۸

❷ سنہرے اوراق: ص ۲۴۴

کٹھن حالات میں بھی وعدے کی پاسداری کی،قدرت پاتے ہوئے بھی والد کے قاتلوں کومعاف کردیالیکن عہد شکنی نہیں کی،آج معاشرے میں اِس بات کی ضرورت ہے کہ وعدے کی پاسداری ہو،عوام وخواص اورتاجرایفائے عہدکواپنائیں، پھردیکھیں معاشرے میں کس قدرامن وسکون، عافیت اوربرکتیں نصیب ہوں گی،اللہ تعالی ہم سب کوایفائے عہدکے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطافرمائے،اورعہد شکنی اور وعدہ خلافی جیسے کبیرہ گناہوں سے بچائے۔آمین

۵۳......مسنون اعمال کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات،نصوص، واقعات اورسائنسی تحقیقات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(آل عمران: ۳۱)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾(النساء: ۵۹)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا،وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ، وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الجَنَّةَ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابل صداحترام بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اوراحادیث مبارکہ کا ذکر کیا ان میں اتباع اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ترغیب دی گئی ہے،اطاعتِ رسول اوراتباعِ رسول میں معمولی سا فرق ہے۔اطاعت رسول کے معنی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرحکم کی فرمانبرداری

❶المستدرک علی الصحیحین: کتاب الأطعمة،ج۴ص۱۱۷،رقم الحدیث:۷۰۷۳،قال الحاکم ھذاالحدیث صحیح الإسنادو وافقه الذھبی

کی جائے اور اتباع کے معنی ہیں کہ جو افعال آپ نے جس طرح سے انجام دیئے ان کی اسی طرح سے پیروی کی جائے۔یعنی جو کچھ آپ نے کیا اور جس طرح سے کیا اُسی طرح سے ہم بھی کریں۔اس میں فرائض، سنن، مستحبات سب آجاتے ہیں۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں مسنون اعمال کی اہمیت وفضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی محبت الٰہی کا سبب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(آل عمران: ۳۱)

ترجمہ:(اے پیغمبر!لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو،تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت رحمتِ الٰہی کا سبب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾(آل عمران: ۱۳۲)

ترجمہ:اور اللہ اور رسول کی بات مانو،تاکہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔

اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾(النساء: ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والوں! اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار رہوں ان کی بھی، پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالے کردو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔

ہدایت مسنون اعمال کی پیروی میں ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ (النور: ۵۴)

ترجمہ: (ان سے) کہو کہ اللہ کا حکم مانو اور رسول کے فرمانبردار بنو، پھر بھی اگر تم نے منہ پھیرے رکھا تو رسول پر تو اتنا ہی بوجھ ہے جس کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے، اور جو بوجھ تم پر ڈالا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم خود ہو۔ اگر تم ان کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے، اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین اُسوہ حسنہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (الأحزاب: ۲۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں مسنون اعمال کی اہمیت وفضیلت

گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزیں ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❶

ترجمہ: میں دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے جب تک تم ان دو چیزوں کو تھام کے رکھو، نمبرا: قرآن کریم اور نمبر۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں۔

اتباع رسول کرنے والا جنت میں داخل ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى.

ترجمہ: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جو انکار کرے۔

صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ!

وَمَنْ يَّأْبَى ؟

یہ انکار کرنے والا کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى. ❷

❶موطأ مالک: کتاب القدر، النهي عن القول بالقدر، ج۵ ص ۲۳ ۱۳، رقم الحديث: ۳۳۳۸

❷صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، رقم الحديث: ۷۲۸۰

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔

مسنون اعمال پر چلنے والے نجات پائیں گے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ، إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَدْلَجُوا، فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ، فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ. (1)

ترجمہ: میری اور اس کی مثال جو اللہ نے مجھ کو دے کر بھیجا ہے، اس شخص کی مثال ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے کہ میری قوم! میں نے اپنی آنکھ سے فوج کو دیکھا ہے اور میں تمہیں واضح ڈرانے والا ہوں، اس لئے نجات کی جگہ تلاش کرو، اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور راتوں رات نکل گئے اور اپنی پناہ کی جگہ چلے گئے، چنانچہ نجات پائی، ایک گروہ نے اسے جھوٹ سمجھا اور اپنی جگہ پر ہی رہے، صبح کو لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر دیا اور قتل و غارت کیا، یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔

(1) صحيح البخاري: كتاب الإعتصام بالسنة والكتاب، باب الإقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۶۷۸۳

مسنون اعمال کے علاوہ تمام راستے گمراہی کے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا:

هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ،ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ،ثُمَّ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ،عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے اور ان راستوں پر چلنے کی دعوت دے رہا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ، فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الأنعام: ۱۵۳)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ یہ میرا سیدھا سیدھا راستہ ہے، لہٰذا اس کے پیچھے چلو اور دوسروں راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کردیں گے۔

میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلیغ نصیحت کی اور فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ،وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. ❷

ترجمہ: تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل لازمی ہے،

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج۷ ص۲۰۷،۲۰۸، رقم الحديث: ۴۱۴۲

❷ مسند أحمد: مسند الشاميين، ج۲۸ ص۳۷۳، رقم الحديث: ۱۷۱۴۴

اس کو تھام لو اور اس پر مضبوطی اختیار کرو۔

خواہشات پر چلنے والا مؤمن نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ. ❶

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اسکی خواہشات اس کے تابع نہ ہو جائیں جسکو میں لیکر آیا ہوں۔

وسعت کے مطابق مسنون اعمال کو اختیار کریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ. ❷

ترجمہ: تم مجھے چھوڑ دو جب تک کہ میں تم کو چھوڑ دوں (یعنی بغیر ضرورت کے مجھ سے سوال نہ کرو) تم سے پہلے کی قومیں کثرتِ سوال اور انبیاء سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوگئیں، جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے پرہیز کرو اور تم کو کسی بات کا حکم دوں تو اس کو کرو جس قدر تم سے ممکن ہو سکے۔

❶السنة لابن أبی عاصم: باب مایجب أن یکون هوی المرء تبعالماجاء به النبی صلی اللّه علیه وسلم، ج ۱ ص ۱۲، رقم الحدیث: ۱۵ /شرح السنة للبغوی: کتاب الإیمان: باب رد البدع والأهواء، ج ۱ ص ۲۱۳

❷صحیح البخاری: کتاب الإعتصام بالسنة والکتاب، باب الاقتداء بسنن رسول اللّه صلی اللّه علیه وسلم، رقم الحدیث: ۷۲۸۸

ان آیات اور احادیث مبارکہ میں بڑی تاکید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسنون اعمال کی پیروی اور اُن کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے زندگیوں میں مسنون اعمال آئیں، زندگی کے ہر گوشہ میں ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اِس بارے میں کیا ہیں، مسنون اعمال کو کسی مستند عالم یا کسی مستند کتاب میں پڑھ کر اپنی زندگی میں لیکر آئیں، حضراتِ صحابہ کرام اور سلف ہر موقع پر مسنون اعمال کا اہتمام کرتے تھے، اس کے فوائد وثمرات آخرت سے پہلے انہیں دنیا میں بھی حاصل ہوئے، آنے والے واقعات میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آئی گی۔

مسنون اعمال کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات واقعات کے تناظر میں

مسنون اعمال کی وجہ سے مکان جلنے سے محفوظ رہا

مسنون اعمال کی برکت سے جان ومال کی حفاظت کس طرح ہوتی ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں، بڑے فضائل ومناقب کے حامل ہیں، ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ آپ کا گھر جل گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جلا، پھر دوسرا آدمی آیا اور کہا کہ اے ابودرداء! آگ بھڑک اٹھی تھی لیکن جب آپ کے گھر تک پہنچی تو بجھ گئی، آپ نے فرمایا میں جانتا تھا کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا۔لوگوں نے کہا اے ابودرداء! ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کی کون سی بات زیادہ تعجب خیز ہے؟ آپ کی یہ بات کہ گھر نہیں جلا، یا یہ بات کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا، آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سنے تھے کہ جو ان کو صبح میں پڑھتا ہے اس کو شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچتی اور جو شام میں پڑھتا ہے اس کو صبح تک کوئی

مصیبت نہیں پہنچتی، وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ رَبِّیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْکَ تَوَکَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَکُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِکُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ ❶

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی پر میں توکل کرتا ہوں، اور آپ ہی عرش عظیم کے رب ہیں، جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہ چاہے وہ نہیں ہوسکتا، میں جانتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اے اللہ! میں میرے نفس کے شر سے اور ہر مخلوق جس کی پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ کلمات کی برکت سے کس طرح حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان کی حفاظت فرمائی، پہلے تو آگ بھڑک اُٹھی اور پھیلتے ہوئے آگے تک چلی گئی حتی کہ لوگ پریشان ہوکر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان کے متعلق بھی خدشہ کرنے لگے اور ان کو ان کے مکان کے بارے میں خطرے سے آگاہ کیا، مگر لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر اور قدرتِ خداوندی کا کرشمہ دیکھا کہ وہ آگ جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان تک پہنچی تو اچانک بجھ گئی۔

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: يحيىٰ بن حسين بن علي، ج ۶۴ ص ۱۱۸، ۱۱۹، رقم الترجمة: ۸۱۲۲/ مكارم الأخلاق للخرائطي: ص ۲۸۳، رقم الحديث: ۸۶۸/ الدعاء للطبراني: ص ۱۸۲، رقم الحديث: ۳۴۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک جن سے مقابلہ اور جنات کے شر سے بچنے کا مسنون عمل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی انسانوں میں سے باہر نکلا اس کی ملاقات ایک مرد جن سے ہوئی، جن نے کہا: تو مجھ سے کشتی کرے گا "فَإِنْ صَرَعْتَنِي عَلَّمْتُكَ شَيْئًا" اگر تو مجھے پچھاڑ دے گا تو میں تجھ کو ایک آیت سکھاؤں گا، جب تو اس کو گھر میں داخل ہوتے وقت پڑھے گا تو شیطان اس میں داخل نہ ہوگا، اس سے مقابلہ ہوا تو انسان نے اس کو پچھاڑ دیا، تو جن نے کہا: تو آیت الکرسی پڑھا کر، کیونکہ جو آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اس کو پڑھتا ہے تو شیطان وہاں سے گدھے کی طرح پاد مارتے ہوئے نکل جاتا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا وہ عمر تھے؟ (جس سے شیطان بھاگ گیا تھا) انہوں نے فرمایا: "مَنْ يَكُونُ هُوَ إِلَّا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ" ہاں! وہ عمر ہی ہو سکتے ہیں۔ ❶

مسنون عمل کی اتباع کی خاطر مسجد قباء کی طرف پیدل جانا

حضرت عبداللہ بن قیس بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد بنی عمرو بن عوف سے اپنے خچر پر قباء کی طرف جانے کے لئے نکلا، اور نماز پڑھنے کے بعد راستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی وہ پیدل تھے، جب میں نے ان کو دیکھا تو میں اپنے خچر سے اتر گیا، پھر میں نے عرض کیا چچا جان! میری سواری حاضر ہے، آپ اس پر سوار ہو جائیے، تو انہوں نے فرمایا: "أَيِ ابْنَ أَخِي" اے بھتیجے! "لَوْ أَرَدْتُ أَنْ أَرْكَبَ الدَّوَابَّ لَوَجَدْتُهَا" میں چاہتا تو اس کے علاوہ بھی بہت سواریاں موجود ہیں، "وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِلَى هَذَا

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج۹ ص۱۶۶، رقم الحديث: ۸۸۲۶

الْـمَسْجِدِ“ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کی طرف پیدل تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے، اس لئے ”فَـأَنَـا أُحِبُّ أَنْ أَمْشِـيَ إِلَيْـهِ“ مجھے بھی یہی پسند ہے، اس لئے سواری پر سوار نہیں ہوتا، یہ کہہ کر پیدل ہی چل دیئے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اہم معاملہ میں ہماری رہنمائی فرمائی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشرکین نے پوچھا:

قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ.

کیا تمہارے نبی نے تمہیں ہر بات سکھائی، یہاں تک بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ بھی بتلایا؟ انہوں فرمایا:

اَجَلْ.

جی ہاں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر طریقہ سکھایا ہے یہاں تک کہ بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ بھی سکھایا۔ ❷

اجر وثواب کے حصول کے لئے ایک صحابی کا مسجد کی طرف پیدل جانا

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کا گھر مدینے میں (مسجد نبوی سے) سب سے زیادہ دور تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی کوئی نماز ان سے فوت نہ ہوتی تھی۔ مجھے ان پر بڑا ترس آیا، اس لیے میں نے ان سے کہا: ”يَا فُلَانُ لَـوْ أَنَّكَ اشْتَـرَيْتَ حِمَارًا يَقِيكَ الرَّمَضَ، وَيَقِيكَ هَوَامَّ الْأَرْضِ“ اے

❶ مسند أحمد: مسند عبد اللّٰه بن عمر، ج ١٠ ص ٢٠٣، ٢٠٤ رقم الحديث: ٥٩٩٩

❷ صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب الاستطابة، رقم الحديث: ٢٦٢

فلانے! اگر تم گدھا خرید لو، تو سخت گرمی سے بھی اور زمین کے کیڑے مکوڑوں سے بھی حفاظت ہو جائے گی۔ اس انصاری نے کہا: ارے میاں! ذرا غور سے سنو! ''وَاللّٰهِ، مَاأُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي بِطُنُبِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میرا گھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے بالکل ساتھ ہو۔ مجھے ان کی یہ بات بڑی گراں لگی اور میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلا کر پوچھا، تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی وہی بات کہہ دی اور یہ بھی بتایا: ''أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ'' کہ مجھے دور سے مسجد پیدل آنے جانے میں ثواب کی اُمید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ'' تم جس ثواب کی امید لگا رہے ہو وہ تمہیں ضرور ملے گا۔ ❶

جنات کے شر سے محفوظ رکھنے والا عمل آیت الکرسی ہے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک رات کو اپنے باغ میں گئے، اس میں ایک آواز کو سنا اور کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا: ''رَجُلٌ مِنَ الْجِنِّ أَصَابَتْنَا السَّنَةُ'' میں جنات میں سے ایک آدمی ہوں ہم کو قحط سالی پہنچ گئی، ''فَأَرَدْنَا أَنْ نَصِيبَ مِنْ ثِمَارِكُمْ'' تو میں نے ارادہ کیا کہ انسانوں کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں ''أَفَتُطَيِّبُونَهُ؟'' ہمارے لیے اس کو حلال کر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے، ''أَلَا تُخْبِرُنِي مَا الَّذِي يُعِيذُنَا مِنْكُمْ'' پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تو ہم کو بتا سکتا ہے کہ کون سی چیز ہمیں تم سے بچا سکتی ہے؟ ''قَالَ: آيَةُ

❶ سنن أبن ماجه: كتاب المساجد، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرا، رقم الحديث: ٧٨٣

الْكُرْسِيِّ" اس نے کہا: آیت الکرسی۔ ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مرض الموت میں اپنے بچیوں کو سورہ واقعہ کا مسنون عمل سکھانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرض وفات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "مَا تَشْتَكِي؟" آپ کو کیا تکلیف ہے؟ تو فرمایا: "ذُنُوبِي" اپنے گناہوں کی تکلیف ہے، پھر پوچھا "فَمَا تَشْتَهِي؟" آپ کی کیا خواہش ہے؟ تو فرمایا: "رَحْمَةَ رَبِّي" یعنی اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أَلَا آمُرُ لَكَ بِطَبِيبٍ؟" میں آپ کے لیے کسی طبیب کو بلاتا ہوں، تو فرمایا: "اَلطَّبِيبُ أَمْرَضَنِي" مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے لیے بیت المال سے کوئی عطیہ بھیج دوں، تو فرمایا: "لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ" مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عطیہ لے لیجیے، وہ آپ کے بعد آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا، تو فرمایا: "أَتَخْشَى عَلَى بَنَاتِي الْفَقْرَ؟" کیا آپ کو میری لڑکیوں کے بارے میں یہ فکر ہے کہ وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گی، مگر مجھے یہ فکر اس لئے نہیں کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو تاکید کر رکھی ہے کہ ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کریں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا. ❷

ترجمہ: جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

---

❶ الهواتف لابن أبي الدنيا: ص ۱۳۲، رقم الحديث: ۱۶۴

❷ تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج۳۳ ص ۱۸۶/ أسد الغابة: ج۳ص ۳۸۱/ تهذيب الأسماء واللغات: ج۱ ص ۲۹۰/ تفسير ابن كثير: ج۷ص ۵۱۲

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھنے کی فضیلت اور مسنون عمل کے سبب قید سے رہائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن قیس (یہ حضرت ابوموسی اشعری کا نام ہے) سے فرمایا:

أَلَا أَدُلُّکَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ: عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ❶

ترجمہ: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا: جی! یارسول اللہ! ضرور بتائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ خزانہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" ہے۔

تشریح: حدیث میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کو خزانہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اسے پڑھنے والے کو بہت زیادہ ثواب ملتا ہے اور وہ اس کی برکتوں سے مالا مال ہوتا ہے، جس طرح دنیاوی خزانہ سے بلکہ اس نعمت کے آگے دنیا کے بڑے بڑے خزانہ کو بھی کوئی وقعت نہیں ہے۔

مشائخ لکھتے ہیں کہ یہ ذکر اعمال میں جتنی زیادہ مدد کرتا ہے اور اس سے جتنی زیادہ برکت حاصل ہوتی ہے اتنی مدد و برکت اور کسی ذکر سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس کلمے کے معنی یہ ہیں گناہ سے بچنے کی طاقت اور اللہ کی عبادت کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بیٹے کو دشمن گرفتار کر

❶ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب إستحباب خفض الصوت بالذکر، رقم الحدیث: ۲۷۰۴

کے لے گئے اوراس کی ماں بیتاب ہورہی ہے، آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں (یعنی میں کیا کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم کواوراس عورت کوحکم دیتا ہوں کہ ’’لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ بکثرت پڑھا کرو۔عورت نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتم کوحکم دیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ چنانچہ دونوں نے ’’لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ بکثرت پڑھنا شروع کردیا، کچھ ہی مدت گزری تھی کہ وہ دشمن ان کے لڑکے کی طرف سے غافل ہوگیا اورلڑکا دشمن قبیلہ کی بکریاں ہنکا کراپنے باپ کے پاس لے آیا۔امام بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے وہ چار ہزار بکریاں تھیں۔(تو گویا رہائی بھی مل گئی اورساتھ میں چار ہزار بکریاں بھی غنیمت میں مل گئیں۔) ❶

صحابہ کرام اجروثواب کے بڑے حریص تھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اکثر بازار میں صرف اس لئے جایا کرتے تھے کہ جو مسلمان ملے اس کوسلام کرکے عبادت کا ثواب حاصل کریں، کچھ خریدنا یا فروخت کرنا مقصود نہ ہوتا تھا:

أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ، قَالَ: فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ، لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى سَقَاطٍ، وَلَا صَاحِبِ بِيعَةٍ، وَلَا مِسْكِينٍ، وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ. ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حجاج سے دلیرانہ گفتگو اور شرور سے بچنے کی مسنون دُعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک موقعہ پر حجاج بن یوسف جوایک ظالم شخص تھا اس کے پاس گئے، تواس نے ان کو بہت سے گھوڑے دکھائے اورگستاخانہ طور پرکہا کہ

❶ تفسیر البغوی: باب سورۃ الطلاق، ج۵ ص ۱۰۹، ۱۱۰

❷ موطأ مالک: باب جامع السلام، رقم الحدیث: ۳۵۳۳

کیاتمہارے صاحب (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تم نے اس جیسا دیکھا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سے عمدہ چیز دیکھی ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ کہ آدمی اس کو اللہ کے راستہ کے لئے پالتا ہے، اس قسم کے گھوڑے کے بال، اس کا پیشاب اس کا خون اور گوشت سب قیامت کے دن اس آدمی کے ترازو میں تولہ جائے گا۔ دوسرا یہ کہ آدمی محض اپنے پیٹ کے لئے گھوڑا پالتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ ریاء وشہرت کے لئے پالتا ہے، پھر حجاج سے کہا کہ تیرے یہ گھوڑے اسی ریاء وشہرت کے لئے ہیں۔

اس پر حجاج نہایت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت نہ کی ہوتی تو میں تم کو ایسا اور ایسا کرتا (یعنی مارتا یا قتل کرتا) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تو ہرگز کچھ نہیں کرسکتا، کیوں کہ میں چند کلمات کے ذریعہ تیرے شر سے محفوظ ہوچکا ہوں، میں نہ کسی سلطان کی طاقت سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی شیطان کی سرکشی سے۔

یہ سن کر وہ ذرا ٹھنڈا ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابوحمزہ! ہمیں بھی وہ کلمات سکھا دو، آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تجھے اس کا اہل نہیں دیکھتا۔ پھر ایک زمانے کے بعد جب حضرت انس رضی اللہ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو ان کے خادم حضرت ابان رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ سے ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں، فرمایا کہ جو چاہو پوچھو، کہا کہ وہ کیا کلمات ہیں جن کا حجاج نے آپ سے مطالبہ کیا تھا؟ فرمایا کہ ہاں میں تم کو اس کا اہل دیکھتا ہوں، جب تم صبح کرو یا شام کرو تو یہ پڑھ لیا کرو:

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِی وَدِینِی، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا أَعْطَانِی رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ،

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی أَهْلِي وَمَالِي، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ رَبِّي، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، أَجِرْنِي مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ، وَمِنْ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ، فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ (1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام کی حفاظت مانگتا ہوں اپنی جان اور دین کے لیے، اللہ کے نام کی حفاظت مانگتا ہوں ہر نعمت پر جو حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی حفاظت مانگتا ہوں اپنے اہل و مال اور اولاد کے لیے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ ہی میرا پروردگار ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ ہی میرا پروردگار ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، اور میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں ہر شیطان مردود کے شر سے اور ہر شیطان متکبر کے شر سے، بے شک میرا حمایتی اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی، اور وہ نیکو کاروں کی حمایت کرتا ہے، پھر اگر وہ (کفار وغیرہ) منہ پھیریں تو آپ فرمادیں کہ اللہ میرے لیے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر اور اس کی تسبیح میں بڑی طاقت ہے اور اللہ اس کی برکت سے ظالم کے ظلم سے حفاظت فرماتے ہیں، اگر چہ وہ بادشاہ اور امیر ہی کیوں نہ ہو، وہ اس کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے۔

مسنون عمل کی برکت سے شیاطین گروہ کے گروہ عاجز آگئے

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، ان کا ایک عجیب وحیرت

(1) الزهد لابن المبارك: ج ١ ص ١٧٩، رقم: ٥١٢/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمد بن مسلمة، ج٥ ص ٢٧٧

انگیز واقعہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، وہ یہ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی چھت پر سویا ہوا تھا کہ راستہ پر آوازیں محسوس کی، جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیاطین جوق در جوق آرہے ہیں، یہاں تک کہ میرے مکان کے پیچھے ایک کھنڈر میں جمع ہوگئے، پھر ابلیس بھی آگیا اور اس نے چیخ کر کہا کہ ''مَنْ لِیْ بِعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ؟'' (کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا) ایک جماعت کھڑی ہوئی اور کہا کہ ہم لائیں گے، پس گئے اور واپس چلے آئے اور کہا کہ ہم ان پر قادر نہ ہوسکے، ابلیس نے پھر چیخ کر کہا کہ ''مَنْ لِيْ بِعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ؟'' تو ایک اور جماعت اُٹھی اور کہا کہ ہم لائیں گے اور یہ جماعت بھی جا کر واپس آگئی، اور کہا کہ ہم ان پر قادر نہیں ہوسکے، اس پر وہ پھر بہت زور سے چیخا حتی کہ میں یہ سمجھا کہ زمین شق ہوگئی اور چیخ کہ کہا کہ ''مَنْ لِيْ بِعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ؟'' (کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا) تو ایک تیسری جماعت اٹھی اور کہا کہ ہم لائیں گے، اور یہ جماعت بھی جا کر بہت دیر میں واپس آگئی اور کہا کہ ہم ان پر قادر نہیں ہوسکے، اس پر ابلیس غضب ناک ہو کر چلا گیا اور شیاطین بھی اس کے پیچھے ہوگئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے پاس گئے اور یہ سارا واقعہ سنایا، تو انہوں نے کہا کہ میرے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ جو بھی شخص صبح یا شام اس دعا کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ابلیس اور اس کے لشکر سے محفوظ رکھتے ہیں، وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذِي الشَّأْنِ عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ، شَدِيْدِ السُّلْطَانِ

مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ. ❶

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو شان والا ہے، بڑی دلیل والا ہے، زبردست سلطنت والا ہے، جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے، میں شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس اور اس کا پورا لشکر حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ پر اس دعا کی برکت سے قادر نہ ہوسکا، جو انھیں اپنے والد کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھی۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ دعا کے سبب حجاج کے شر سے محفوظ رہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں، حجاج بن یوسف کے پاس واسط کے مقام پر حاضر ہوئے۔ سوانہوں نے حجاج کے مکان کو دیکھ کر فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں ، بادشاہوں میں ہمیں بڑی عبرت کی باتیں دکھائی دیتی تھیں، ان میں سے کسی کو محل کی چاہت ہوتی ہے تو اسے بنوالیتا ہے، کسی کو آرام گاہ کی خواہش ہوتی ہے تو اسے لے لیتا ہے، پھر وہ کہتا ہے میرا کارنامہ دیکھو اور دیکھو میں نے کیا بنایا ہے؟ تو ہم تو دیکھ چکے، اے اللہ کے دشمن! تمہارے کرتوت کو اور اے گناہ گاروں میں سب سے زیادہ گناہ گار! اور سب سے بڑے نافرمان، آسمان والوں نے تجھ پر لعنت کی اور زمین والوں نے تجھ سے نفرت کی۔

پھر وہ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ اللہ تعالیٰ نے علما سے وعدہ لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق بات کو بیان کریں گے اور ذرا نہ چھپائیں گے۔

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عروة بن الزبير بن العوام بن خويلد بن أسد بن عبد العزى، ج۴۰ ص۲۶۸، رقم الترجمة: ۴۶۸۷/مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۷ ص۱۳، ۱۴

حجاج یہ سن کر سخت غضب ناک ہوا اور بھڑک اٹھا، پھر کہنے لگا: اے شام والو! یہ بصرہ کا غلام مجھے میرے منہ پر بد بخت کہتا ہے اور کوئی اس پر نکیر بھی نہیں کرتا، اس کو میرے سامنے لاؤ، اللہ کی قسم! میں اسے ضرور قتل کروں گا، چنانچہ اہل شام ان کو لے کر آئے اور ان کو حجاج کی بات کا پتا لگ چکا تھا، وہ راستے میں اپنے ہونٹ اس طور پر ہلاتے جا رہے تھے کہ کچھ سنائی نہ دیتا، جب وہ حجاج کے پاس آئے تو دیکھا کہ اس کے سامنے تلوار اور چمڑے کا فرش ہے اور وہ سخت غصے میں ہے، جب حجاج کی نظر ان پر پڑی تو ان کے ساتھ بڑی سختی سے بات چیت کی لیکن حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بڑے اطمینان سے گفتگو کرتے رہے، اتنے میں کھانے کا وقت ہوا، ان دونوں نے کھایا پھر وضو کا پانی منگوایا تو انہوں نے وضو بھی کیا پھر قیمتی خوشبو منگوائی اور اسے اپنے ہاتھ سے غلاف چڑھایا اور اسے عزت و اکرام کے ساتھ ان کی خدمت میں پیش کیا اور ان کو کچھ نہ کہا۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے بعد میں پوچھا گیا کہ آپ ہونٹ ہلاتے ہوئے کیا پڑھ رہے تھے؟ فرمایا: میں یہ دعا پڑھ رہا تھا:

يَا غِيَاثِيْ عِنْدَ دَعْوَتِيْ وَيَا رَبِّيْ عِنْدَ كُرْبَتِيْ وَصَاحِبِيْ فِيْ شِدَّتِيْ وَيَا وَلِيِّي فِيْ نِعْمَتِيْ وَيَا اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَيَا رَبَّ النَّبِيِّيْنَ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَيَا رَبَّ كٓهٰيٰعٓصٓ وَطٰهٰ وَطٰسٓ وَرَبُّ الْقُرْاٰنِ يَا كَافِيْ مُوْسٰى فِرْعَوْنَ وَيَا كَافِيْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْاَخْيَارِ وَارْزُقْنِيْ مَوَدَّةَ عَبْدِكَ الْحَجَّاجِ وَخَيْرَهٗ وَمَعْرُوْفَهٗ وَاصْرِفْ عَنِّيْ اَذَاهُ وَشَرَّهٗ وَمَكْرُوْهَهٗ. (1)

ترجمہ: اے میری پکار کے وقت فریاد رسی کرنے والے! اے وہ ذات! جو مصیبت میں

(1) الفرج بعد الشدة للتنوخی: الباب الثالث، ج ۱ ص ۱۸۹، ۱۹۰

میرا توشہ ہے، اے وہ ذات ! جو مشکل میں سنبھالنے والا ہے، اے خوشی اور نعمت کے موقع پر میرا دوست ! اور اے میرے معبود اور ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد، موسیٰ، عیسیٰ اور سارے انبیا علیہم السلام کے پروردگار ! اور اے کھیعص، طٰہٰ اور یٰسین کا رب ! اور قرآن کا رب اور اے موسیٰ کو فرعون سے کافی ہو جانے والا اور بچانے والا ! اور اے محمد کو احزاب سے کافی ہو جانے والا ! محمد اور ان کی پاکیزہ آل پر رحمتیں نازل فرما اور مجھے اپنے بندے حجاج کی محبت اور اس سے خیر و عافیت والا معاملہ نصیب فرما اور اس کے شر اور تکلیف اور سختی کو مجھ سے دور فرما۔

راوی کہتے ہیں ہم نے جب بھی کسی مشکل میں یہ دعا مانگی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس مشکل سے ہمیں نجات دی۔

مسنون عمل کی برکت سے ایک غیر مسلم اسلام لے آیا

ملتان کی ایک جماعت (تبلیغی جماعت) کافی عرصہ پہلے امریکہ گئی، کام سے فارغ ہو کر کھانا کھانے کے لئے دسترخوان لگایا، اسی دوارن میں ایک امریکن حبشی آیا، اس نے انگریزی میں کہا کہ آپ سے چند سوالات کرنے آیا ہوں، جماعت کے ساتھیوں نے اسے کھانے میں شریک کیا اور کافی اکرام کیا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو کہا کہ مجھے مسلمان بنا دیں۔

جماعت کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ کیا سوالات پوچھنے آئے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ جس سادگی اور محبت سے آپ نے کھانا کھلایا ہے، آج تک تو میری ماں نے بھی نہیں کھلایا، گھر میں میری ایک کی علیحدہ پلیٹ، علیحدہ چمچا، کانٹا اور گلاس ہے، جس کو میں ہی ہاتھ لگاتا ہوں اور اس میں صرف میں ہی کھاتا ہوں، گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ والدین بھی میری چیزوں سے دور رہتے ہیں، یہاں تو ہم سب نے ایک ہی پلیٹ میں

کھایا اور ایک ہی گلاس سے پانی پیا، اگر اسلام یہی ہے تو مجھے قبول ہے، چنانچہ اس نے مسلمان ہو کر جماعت کے ساتھ کچھ وقت لگایا اور بہت خوش تھا کہ اللہ کی ذات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی برکت سے ایمان کی دولت سے نوازا۔ ❶

استنجاء کے مسنون طریقے سے متأثر ہو کر ایک عیسائی اسلام لے آیا

لندن کے علاقے کا دھوبی جو پہلے عیسائی تھا، مسلمان ہو کر جماعت کے ساتھ ملتان آیا، میں اس کے کافی قریب ہوا تو باتوں باتوں میں اس نے اسلام لانے کی وجہ خود بتا دی کہ وہ دھوبی تھا اس لئے اس کے پاس مسلمانوں اور غیر مسلموں کی پینٹیں آیا کرتی تھیں، دونوں پینٹوں میں اس نے نمایاں فرق پایا، مسلمان کی پینٹ صاف ہوتی اور غیر مسلموں کی غلاظت سے بھری ہوتی تھیں اور یہ گندی پینٹیں واپس کر دیتا اور ان کو بتاتا کہ مسلمانوں کی پینٹیں کتنی صاف ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں سے اس کی وجہ دریافت کی، تو مسلمان بتاتے ہیں کہ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کا عمل بتایا ہے جس سے ہم پاک ہو جاتے ہیں۔

دھوبی کہنے لگا کہ ہمارے مذہب میں کوئی ایسی بات نہ تھی اور پادری بھی نہیں جانتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے دل میں ڈال دی کہ مسلمانوں کے نبی نے کتنا مکمل ضابطہ حیات بتایا، اور پاک ہونے کا طریقہ بھی بتلایا ہے جس کی وجہ سے میں مسلمان ہو گیا۔ ❷

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی تواضع وخدمت اور غیر مسلم پر اِس کا اثر

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری سے روایت ہے کہ جب حضرت مدنی رحمہ اللہ آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ اسٹیشن پر شرفِ زیارت کے لئے گئے،

❶ نا قابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۰، ۲۱

❷ نا قابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۳

حضرت کے متوسلین میں سے ایک صاحب زادہ محمد عارف ضلع جھنگ دیو بند تک ساتھ گئے، ان کا بیان ہے کہ ٹرین میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھا جس کو ضرورت فراغت لاحق ہوئی، وہ رفع حاجت کے لئے گیا اور الٹے پاؤں بادل نخواستہ واپس ہوا۔

حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ سمجھ گئے، فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں ادھر ادھر سے اکھٹی کیں لوٹا لے کر پاخانہ میں گئے اور اچھی طرح صاف کر کے ہندو دوست سے فرمانے لگے:

کہ ''جایئے پاخانہ بالکل صاف ہے'' نوجوان نے کہا:

''مولانا میں نے دیکھا ہے پاخانہ بالکل بھرا ہوا ہے''

قصہ مختصر وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو پاخانہ بالکل صاف تھا، بہت متاثر ہوا اور بھر پور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا: ''یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے''

اس واقعہ کو دیکھ کر خواجہ نظام الدین تونسوی مرحوم نے ایک ساتھی سے پوچھا کہ یہ کھدر پوش کون ہے؟

جواب ملا کہ ''یہ مولانا حسین احمد مدنی ہیں'' تو خواجہ صاحب مرحوم بے اختیار ہو کر حضرت مدنی کے پاؤں سے لپٹ گئے اور رونے لگے:

حضرت نے جلد پاؤں چھڑائے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ تو خواجہ صاحب نے کہا:

''سیاسی اختلاف کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف فتوے دیئے اور برا بھلا کہا: آج آپ کے اس اعلیٰ کردار کو دیکھ کر تائب نہ ہوتا تو شاید سیدھا جہنم میں جاتا'' ❶

عیادت وہمدردی کے مسنون عمل سے متاثر ہو کر ایک ہندو اسلام لے آیا

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ پاکستان آنے کے کچھ عرصے بعد واپس ہندوستان اپنے عزیز واقارب سے ملنے کے لئے گئے، مسلمانوں کے بعض ہندوؤں سے کافی

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۳۵۱، ۳۵۲

مراسم تھے، مولانا کے بھی ایک ہندو سے بہت دوستانہ تعلقات تھے، جب حضرت رحمہ اللہ اپنے آبائی وطن پہنچے تو آپ نے اس ہندو کے بارے میں بھی پوچھا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ کس حال میں ہے؟ اور کہاں ہے؟

لوگوں نے بتلایا کہ لالہ جی بہت سخت بیمار ہیں، ان کو بڑی خطرناک بیماری ہوگئی ہے اور اپنے گھر میں پڑے ہیں، کوئی پرسان حال نہیں ہے، مولانا اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے کیونکہ کافر کی عیادت بھی جائز ہے، جب ان کے گھر پہنچے تو گھر والوں سے پوچھا کہ لالہ جی کہاں ہیں؟ انہوں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہاں ہیں۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عجیب ماجرا دیکھا کہ گھر والوں نے گھر کے ایک طرف دور ایک کونے میں ان کی چارپائی ڈالی ہوئی ہے، اس پر وہ پڑے ہیں کیونکہ سارے گھر والے یہ کہتے تھے کہ اس کو بڑی خطرناک بیماری لگی ہوئی ہے، اگر ہم اس کے پاس جائیں گے تو ہمیں بھی لگ جائے گی، چھوت چھات کا تصور ہندوؤں میں بہت زیادہ ہے۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدھا لالہ جی کے پاس چلا گیا اور جا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا، اس نے مجھے پہچانا اور حیران ہوکر مجھ سے کہنے لگا کہ آپ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے؟ کیونکہ وہ بھی یہ سمجھ رہا تھا کہ میں اتنا خطرناک مریض ہوں کہ میرے پاس کوئی آ ہی نہیں سکتا اور حضرت کیسے بے خوف وخطر آ کر بیٹھ گئے، حضرت نے فرمایا کہ ہمارا دین تو کہتا ہے کہ کسی کی بیماری کسی دوسرے کو نہیں لگتی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس بیٹھا رہا، باتیں کرتا رہا، وہ بہت خوش ہوا، پھر اس نے کہا کہ میں جس بیماری میں مبتلا ہوں وہ تو ہے ہی ناقابل برداشت، لیکن اس سے بڑھ کر میرے لئے غم

یہ ہے کہ میرے گھر والے بھی مجھ سے دور ہو گئے۔

حضرت فرماتے ہیں جب دوا کا وقت ہوا تو میں نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ایک لمبا بانس جس کے آگے اینگل لگا ہوا ہے، گھر والوں نے اس کے اندر بالٹی لٹکائی، دوا اس میں ڈالی، اور دوا کو اس بانس کے ذریعے سے اس تک پہنچائی، لالہ جی نے وہ بالٹی اس بانس سے نکالی اور پھر اس بالٹی سے دوا نکالی اور اس کو پیا اور پھر بالٹی واپس اس بانس میں لٹکا دی جس کو اس کے گھر والوں نے کھینچ لیا، یہ معاملہ دیکھ کر مجھے بڑا افسوس ہوا اور میں نے ان کو تسلی دی، پھر میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا، اس کے بعد اس نے عجیب بات کہی کہ حضرت! میرا دل تو یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا مذہب سچا ہے اور ہمارا مذہب جھوٹا ہے، اس لئے کہ تم میرے پاس بیٹھے ہو، یہ اس کے سچے ہونے کی علامت ہے، اگر ہمارا مذہب سچا ہوتا تو میرے گھر والے اس طرح مجھ سے دور نہ ہوتے، میرا دل یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا مذہب سچا ہے، لہٰذا جلدی سے مجھے کلمہ پڑھاؤ، میں نے فوراً اس کو کلمہ پڑھایا، کلمہ پڑھنے کے تھوڑی دیر بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا، اندازہ کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مبارک سنت پر عمل کرنے سے ایک کافر کو ایمان نصیب ہو گیا۔ (۱)

داڑھی کی سنت کی اتباع پر نقد انعام

ملتان میں چند روز ہوئے ایک تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی، ایک نوجوان نے یہ واقعہ اس طرح سنایا کہ لاہور سے ایک بارات کراچی گئی، ابھی نکاح مسنون منعقد نہ ہوا تھا کسی طرح ہونے والی دلہن کی دولہا پر نظر پڑ گئی، اس نے دیکھا کہ دولہا میاں تو داڑھی والا ہے، دلہن کو شدید دھچکا لگا اس نے اپنی والدہ وغیرہ سے بات کی۔

(۱) انمول واقعات: ص ۸۶، ۸۷، بشکریہ ماہنامہ الخیر، ملتان

چنانچہ دلہن والوں نے دولہا کے والد پر زور ڈالا کہ یہ شادی صرف اس صورت میں ہوگی جب دولہا اپنی داڑھی صاف کرلے، دولہا کے والد نے دولہا سے بات کی اس نے صاف انکار کردیا، اس کے والد نے بالآخر دولہا سے کہا کہ ''طرفین'' کی عزت کا معاملہ ہے، فی الحال داڑھی صاف کروالو، نکاح کے بعد بے شک رکھ لینا، دولہا نے پھر انکار کردیا لیکن اس کا باپ اس کے پیچھے ہی پڑ گیا۔

تنگ آ کر دولہا نے کہا کہ اچھا میں حجام کے پاس جا کر اس معاملے میں کوشش کرتا ہوں، چنانچہ وہ اکیلا ہی شادی کی تقریب سے علیحدہ ہوگیا اور غائب ہوگیا، وہ سیدھا کراچی ریلوے اسٹیشن گیا اور لاہور کا ٹکٹ لے کر کراچی سے روانہ ہوگیا، وہ لاہور پہنچ کر پریشان پھرتا رہا کہ کرے تو کیا کرے، سوچنے لگا کہ اگر گھر گیا تو دلہن کے بغیر جانے پر گھر والے مذاق بناتے رہا کریں گے، چنانچہ وہ ایک مسجد میں قیام پذیر ہوگیا۔

رات کو خواب میں ایک نیک دل سیٹھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں سیٹھ صاحب سے فرمایا کہ لاہور کی فلاں مسجد میں ہمارا ایک مہمان نوجوان ٹھہرا ہوا ہے، اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردو، سیٹھ صاحب کے لئے اس سے بڑی سعادت بھلا اور کیا ہوسکتی تھی، صبح اٹھ کر وہ اس مسجد میں گئے نوجوان کو وہاں تلاش کیا لیکن مطلوبہ نوجوان ان کو نہ ملا، تلاش بسیار کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ لپٹی ہوئی صف میں کوئی شخص چھپا ہوا ہے، سردیوں کے دن تھے وہ نوجوان سردی سے بچنے کے لیے صف کے اندر گھسا ہوا تھا۔

سیٹھ صاحب اس نوجوان کو اپنے گھر لے آئے اس کو غسل کرایا کپڑے پہنائے اور اپنا خواب سنایا، تھوڑی دیر بعد سیٹھ صاحب نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے منعقد کرایا اور تحفے میں کوٹھی کار اور دیگر جائیداد بھی دی، وہ نوجوان اپنی دلہن کو لے کر اپنے

گھر آ گیا۔

ادھر کراچی میں شادی کی تقریب میں دولہا کی گمشدگی کی خبر پھیل گئی، لڑکی والوں کی بڑی سبکی ہوئی اور لڑکے والے بھی بے نیل ومراد واپس لاہور سدھارے۔

انہوں نے دیکھا کہ دلہن تو وہاں پہلے سے موجود ہے، بڑے حیران ہوئے نوجوان نے ان کو سارا واقعہ سنایا، یہ واقعہ سن کر کئی مردوں پر خوشگوار اثر ہوا اور ان میں سے چند ایک خوش نصیب حضرات نے داڑھی کو اپنے چہروں پر سجالیا:

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں تو صورت لے کے آیا ہوں ❶

مسنون اعمال پر استقامت کی برکت سے کاروبار میں خوب ترقی ہوئی

آہ افسوس! بہت سے لوگ جن میں بکثرت حاجی ونمازی اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہلانے والے نعت خواں حضرات جو مختلف حیلوں بہانوں سے داڑھی منڈانے اور اور کتروانے کے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں، جبکہ کئی لوگ ماحول وملازمت کے بہانے داڑھی منڈاتے اور کترواتے ہیں اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جی نوکری کا سوال ہے، ہمارے ماحول و محکمے میں داڑھی رکھنے نہیں دیتے، حالانکہ یہ ان کے جذبہ ایمانی کی کمزوری اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وتعلق میں کمی کا سبب ہے، ایمان مضبوط اور جذبہ صادق ہو تو کوئی اتنی بڑی قربانی نہیں اور رحمت خداوندی بھی دستگیری فرماتی ہے۔

چنانچہ گوجرانوالہ کے صوفی محمد حبیب گھڑی ساز جب کاروباری سلسلے میں کویت گئے، تو انہیں ایک دکان پر ملازمت کا موقع ملا اور مالکان نے یہ شرط عائد کی کہ آپ کو یہاں

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۴٦٠

ملازمت کے لیے داڑھی منڈانا ہوگی اور انگریزی لباس پہننا ہوگا۔صوفی صاحب نے فرمایا:

''مجھے آپ کی دونوں شرطیں منظور نہیں'' انہوں نے صوفی صاحب کی استقامت دیکھ کر کہا: ''اچھا پھر ایک شرط ہی مان جاؤ'' صوفی صاحب نے کہا:

''داڑھی تو میں ہرگز نہیں منڈا سکتا'' لیکن لباس اس صورت میں تبدیل کرسکتا ہوں کہ پاکستانی لباس کے بجائے عربی لباس پہن لوں گا لیکن انگریزی لباس نہیں پہن سکتا''

چنانچہ ان لوگوں نے اسے تسلیم کرلیا اور صوفی صاحب کو ملازم رکھ لیا، کچھ عرصے بعد شریعت وسنت پر استقامت کی برکت سے صوفی صاحب کے حالات ایسے سازگار ہوئے کہ انہوں نے اپنی دکان شروع کردی اور ماشاءاللہ اچھا بھلا کاروبار شروع ہوگیا، سچ ہے۔

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود ہی کرم فرما دیتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے ❶

مسنون لباس دیکھ کر ایک امریکن لڑکی مسلمان ہوگئی

امریکہ کا ایک نوجوان اسکا لباس بھی سنت کے مطابق اور سر پر بھی سنت کے مطابق عمامہ تھا، تو ایک لڑکی آئی وہ کہنے لگی تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں، وہ کہنے لگی کہ مسلمان تو ایسے نہیں ہوتے۔ نوجوان نے جواب دیا کہ یہ تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ تو وہ لڑکی کہنے لگی کہ اس لباس میں بڑی وجاہت ہے، پھر وہ وہیں مسلمان ہوگئی۔ ❷

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ٤٧٠، ٤٧١

❷ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ٣٠٥

ایک مسنون عمل کی برکت سے ایک نرس اسلام لے آئی

گلاسکو میں تبلیغی جماعت گئی تو وہاں ایک ساتھی بیمار ہو گیا، وہ تین دن ہسپتال میں رہا، تین دن مسلسل ایک نرس آتی رہی دیکھ بھال کے لیے، تیسرے دن وہ کہنے لگی میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں، وہ ساتھی بڑا حیران ہوا، اس سے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے؟ تو نرس کہنے لگی اللہ نے مجھے اتنا حسن دیا ہے جو میری طرف دیکھتا ہے اس کی نگاہیں ہٹتی نہیں ہیں، لیکن تمہارے اندر وہ کون سی قوت ہے کہ جب بھی میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو تم اپنی نظروں کو جھکا لیتے ہو، اسی کشش اور بات کی وجہ سے میں تمہارے طرف راغب ہوئی ہوں، تو وہ ساتھی کہنے لگا میرے اور تیرے راستے تو جدا جدا ہیں۔ تو عیسائی میں مسلمان، تو وہ کہنے لگی تم مجھے جو کہو گے میں وہ کرونگی۔ اگر تم کہو گے تو میں مسلمان بھی ہو جاؤں گی، نوکری بھی چھوڑ دوں گی، اس طرح وہ ایک سنت کے اہتمام کی برکت سے مسلمان ہوگئی۔ ❶

مسنون طریقے پر علاج اور دعا سے شفایابی ہوگئی

میرے ایک دوست جو کراچی میں بنک آفیسر ہیں، چند سال قبل ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے، ان کو یرقان کے مرض نے اتنا کمزور کر دیا کہ بے ہوش ہو گئے، پیٹ میں پانی پڑ گیا اور گردوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا، اس بنک آفیسر کی نوجوان لڑکیاں تھیں اور والدین کے لیے صرف یہی ایک سہارا تھیں۔

بیماری لا علاج ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے مجھے کراچی بلایا کہ ان کا آخری وقت تھا، میں یہاں سے کراچی گیا اپنے دوست کو زندگی کے آخری لمحات میں دیکھ کر اور اس کی ذمہ داریاں دیکھ کر بہت ہی صدمہ ہوا۔

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۳۰۵

میرے جانے سے پہلے ۱۸ آفیسرز صاحبان اس کو دیکھ کر جا چکے تھے اور سب نے بتا دیا کہ یہ مرض لا علاج ہے، میں انیسواں فزیشن تھا میں نے بھی ان کی تشخیص اور علاج سے اتفاق کیا مگر ایک چیز کی کمی پائی وہ یہ کہ سنت کے مطابق علاج نہیں ہو رہا۔

میں نے ان کے والدین کو بٹھا کر سمجھایا کہ اگر ہم علاج صدقہ کر کے دو نفل پڑھ کر دعا پڑھنے کے بعد شروع کریں تو مجھے باری تعالیٰ کی ذات سے یقین ہے کہ اس کو شفا ہوگی، اس کے والدین کو یہ بھی بتایا کہ والدہ کی دعا اپنے لڑکے کے لیے بہت اثر رکھتی ہے اور باری تعالی اس دعا کو رد نہیں کرتے۔

انہوں نے سنت طریقہ سے وہی علاج شروع کیا جو پہلے جاری تھا اور باری تعالیٰ سے شفا کے لیے متواتر تین دن تک فریاد کرتے رہے، وہاں کے سب لوگ بتاتے ہیں کہ تیسرے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی گردوں نے کام کرنا شروع کر دیا، یرقان اور پیٹ کا پانی غائب ہونا شروع ہو گیا اور ایک ہفتہ کے اندر اندر باری تعالیٰ نے اسے مکمل شفا دے دی۔

مجھے کراچی سے واپس آئے ہوئے چودہ دن ہوئے تھے میرے اس دوست کا خط ملا جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور تسلیم کیا تھا کہ والدین کی دعا نے اس کو لا علاج مرض سے مکمل طور پر شفا نصیب فرمائی۔

سائنسی علم کے مطابق ایسے مرض سے بچنا بالکل ہی ناممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو سب کام ممکن ہیں:

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہیں۔ ❶

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۵۰۹، ۵۱۰

بستر نہ جھاڑنے کی وجہ سے عورت کی موت ہوگئی

ایک شخص نے بتایا کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ہم لوگ اوپر چھت پر سور ہے تھے، گھر کی چھت پر بارش تیز لگ گئی تو گھر والے اوپر جتنے تھے وہ نیچے آگئے، جب نیچے آئے تو اندھیرا تھا، تو بستر پر ایک خاتون سونے کیلئے گئی، بستر کے اندر سانپ تھا، اس سانپ نے اس خاتون کو ڈسا اور اس سے اس کا انتقال ہوگیا۔ اگر سنت پر عمل ہوتا کہ انسان پہلے بستر کو جھاڑتا پھر سوتا، زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے لیکن اسباب کے درجہ میں احتیاط ہو جاتی۔

داڑھی نہ رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخ انور پھیرلیا

ایک صاحب نے فرمایا کہ میرے ایک دوست فیڈرل گورنمنٹ میں ایک عہدے پر رہ کر کام کررہے ہیں، مجھے کئی سال بعد ملے تو ان کا چہرہ پہلے سے بدلا ہوا تھا، سنت کے مطابق داڑھی تھی جو کئی سال پہلے نہ تھی، اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ خواب میں قیامت کا منظر دیکھا تو اپنے آپ کو بڑا پریشان پایا، لوگوں کو ایک طرف بھاگتے دیکھ کر وہ بھی ادھر بھاگے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ ان سے مصافحہ کررہے تھے، جب ان کی باری آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرلیا، اس پر میرے دوست کو صدمہ ہوا اور وجہ پوچھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری شکل میرے جیسی نہیں ہے، جب میرے دوست جاگے تو اسی دن سے داڑھی رکھ لی۔ ❶

مسنون اعمال کے اخروی فوائد تو ہی ہیں، دنیاوی بھی بڑے فوائد ہیں، جتنے بھی مسنون اعمال ہیں، اس پہ غور کریں گے تو آج کی سائنسی تحقیق یہ بتلاتی ہے کہ جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال پہلے بتلا کے چلے گئے، آج کی سائنس بھی اِس تحقیق

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۱۷۴

پر پہنچی ہے کہ وہی کام کیا جائے جو مسلمانوں کے پیغمبر ہمیں چودہ سو سال پہلے بتلا چکے ہیں۔

مسنون اعمال کے فوائد وثمرات اور جدید سائنسی تحقیقات

وضو میں ہاتھ دھونے کے فوائد

دوران وضو سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں کیونکہ ہاتھوں کے بعد کلی کرنی ہے، اور اگر ہاتھ جراثیم آلودہ ہوں گے تو یہی جراثیم منہ کے راستے جسم میں متعدد امراض کا باعث بن جائیں گے۔

موجودہ مشینی دور میں انسان بہت مصروف ہوگیا ہے، ایسے مصروف انسان کے لیے ہر کام کرنا ضروری ہے، اب بعض اوقات یہی ہاتھ کیمیکلز کو لگتے ہیں، اگر کیمیکل کچھ وقت ہاتھوں کو لگے رہیں تو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

بالکل یہی کیفیت ایسے کاروباری حضرات کی ہے جن کے ہاتھ ہر وقت کسی نہ کسی چیز میں اٹکے اور بھرے رہتے ہیں اور یہی حالت اگر صبح سے شام تک رہے تو ہاتھ بہت سے جلدی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر ہاتھوں کو نماز کے بہانے وضو کے دوران دھویا نہ جائے تو مندرجہ ذیل امراض کے پھیلنے کے قوی خطرات ہوتے ہیں:

(۱) جلد کا رنگ اور اس کی بیماریاں۔(۲) گرمی دانے۔(۳) جلدی سوزش۔(۴) پھپھوندی کی بیماریاں۔

الغرض جب ہم وضو کے لیے ہاتھوں کو دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں (Rays) ایک ایسا حلقہ بنالیتی ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اندر گردش کرنے والا برقی نظام تیز ہو جاتا ہے اور برقی رو جس کے (Electric Rays)

ایک حد تک ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے، اس عمل سے ہاتھ خوبصورت ہوجاتے ہیں۔صحیح طریقہ پر وضو کرنے سے انگلیوں میں ایسی لچک پیدا ہوجاتی ہے جس سے آدمی کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کو کینوس پر منتقل کرنے کی خفیہ صلاحتیں بیدار ہوجاتی ہیں۔ ❶

کلی کرنے کے فوائد

کلی دراصل اس چیز کا نام ہے کہ ہم جو پانی استعمال کررہے ہیں وہ صحت کے لیے نقصان دہ تو نہیں کیونکہ ہاتھ پانی کو چھوتے ہیں اور کلی سے رنگ ، بو اور ذائقے کی پہچان ہوجاتی ہے۔

ہم کھانا کھاتے ہیں تو غذائی ذرات دانتوں میں اٹک کر رہ جاتے ہیں اور پھر وہ غذائی ذرات متعفن (Septic) ہوکر ایک خاص شکل اختیار کرلیتے ہیں اور لعاب دھن کے ذریعے معدے میں پہنچتے رہتے ہیں اور یہی متعفن مادہ (Septicmateriac) دانتوں اور مسوڑوں کو نقصان پہنچاتا رہتا ہے، کلی اور مسواک سے یہ امراض لاحق نہیں ہوتے۔

ہم ہوا میں بے شمار مملک امراض کے جراثیموں کو نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ جراثیم ہمارے منہ میں ہوا کے راستے جاتے رہتے ہیں اور لعاب کی وجہ سے چپک جاتے ہیں، اگر انکو صاف نہ کیا جائے تو وہ بہت سے امراض کا باعث بنتے ہیں۔ ❷

مسواک کے فوائد اور جدید سائنسی تحقیقات

فطرت کبھی بھی انسان کے برعکس نہیں ، یہ بھٹکا ہوا انسان جب ہر طرف سے دنیا کی عیاشیوں میں پھرتا پھراتا واپس فطرت (Nature) کی طرف آتا ہے تو یہ پھرا سے

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲۴، ۲۵

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲٦

وہی لطف اور فائدہ دیتی ہے، جسے چھوڑ کر چمکنے والے دھوکے کی طرف بھا گا تھا۔ بالکل یہی کیفیت مسواک کی ہے، یہ اَزل سے ابد تک صحت انسانی کیلئے ممد ومعاون ہے۔

جب سے ہم نے اس نعمت کو ہاتھ سے جانے دیا ہے اسوقت سے اب تک لوگ مسلسل پریشان ہورہے ہیں، ہزاروں روپے برباد کرنے کے بعد بھی صحت جسمانی کے اصل مبداء اور مرکز کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

بلکہ ایک صاحب عقل نے بڑی حکیمانہ اور پر لطف بات کی ہے کہ جب سے ہم نے مسواک چھوڑی ہے اس دن سے ڈینٹل سرجن (Dental Surgeon) کی ابتداء ہوئی ہے۔

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ سنت عین فطرت ہے؟ کیا یہ سنت ہماری ترقی میں رکاوٹ ہے یا عروج؟ یہ سنت ہمیں پتھر کے زمانے کے طرف لے جاتی ہے؟ یا سائنس سے قریب کرتی ہے؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں!! ❶

واشنگٹن (امریکہ) کا ڈاکٹر مجھے کہنے لگا کہ سوتے ہوئے بھی مسواک کر کے سویا کریں، میں نے کہا وہ کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ اس لیے آج کی ریسرچ یہ ہے کہ انسان جو کھانا کھاتا ہے، چیزیں کھاتا ہے، تو منہ کے اندر پلازما عام کلی کرنے سے صاف نہیں ہوتا۔ کہنے لگا کہ (Maximum) جو دانت خراب ہوتے ہیں وہ سونے کے وقت ہوتے ہیں، میں نے کہا: وہ کیوں؟ کہنے لگا اسکی وجہ یہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کا منہ بالکل بند ہو جاتا ہے اور بند منہ کے اندر اسکا (Work) یعنی کام آسان ہو جاتا ہے، یوں نہ تو منہ متحرک ہوتا ہے اور پلازما (Plazma) اپنا پورا کام کر رہا ہے۔

کہنے لگا کہ آپ دیکھیں گے کہ دن کے وقت کبھی بندہ بول رہا ہے، کبھی زبان چل رہی

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۱

ہے، کبھی کھا رہا ہے، کبھی پی رہا ہے، دن کے وقت حرکت کرنے کی وجہ سے پلازمے کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا اور رات کے وقت جب منہ بند ہوتا ہے تو اسے کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے اس لیے دانت زیادہ خراب رات کے وقت ہوتے ہیں۔

پھر کہنے لگا کہ صبح ٹوتھ پیسٹ کریں یا نہ کریں مرضی ہے لیکن رات کو سوتے وقت مسواک ضرور کریں۔

میں نے الحمدللہ پڑھی کہ یہ ہمارے پیغمبر صلی علیہ وسلم کی سنت ہے کہ رات سوتے وقت مسواک کر کے سوتے تھے، جب بھی انسان کھانا کھا کر کلی کرے اور مسواک کرے تو نقصان سے بچا رہے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے تھے اور کھانے کے بعد کلی کرتے تھے اور آج لوگ کھانا کھا کر اسی طرح اٹھ کر چلے جاتے ہیں، حالانکہ ان کے منہ کے اندر میٹھے کے ذرات اور اثرات ہوتے ہیں، جو کافی دیر تک رہتے ہیں اور اگر اسی وقت کلی کرنے کی عادت پڑ جائے تو کتنا فائدہ ہو جائے اور پھر دن میں پانچ دفعہ وضو کر رہا ہے اور پھر مستقل منہ صاف ہو رہا ہے اور پانچ دفعہ پھر انسان کا یہ الیکٹرونک سسٹم (Electronic System) صاف ہو رہا ہے۔ [1]

مسواک سے منہ کی بدبو اور تعفن ختم ہو گیا

ایک صاحب منہ کی بدبو کیلئے اعلیٰ قسم کی ٹوتھ پیسٹ استعمال کر چکے تھے، ادویات منجن اور طرح طرح کی دافع تعفن اَدویہ (Medicine Antiseptic) استعمال کیں۔ مشورہ کیا تو پیلو کا مسواک استعمال کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی یہ احتیاط بتائی کہ روزانہ مسواک کے ریشے نئے ہوں یعنی روزانہ ان ریشوں کو کاٹتے رہیں اور نئے ریشے استعمال کرتے رہیں (یہ آدمی کے لیے ضروری ہے ورنہ مسواک کے فوائد

[1] سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۲

مطلوبہ سے محرومی ہوگی) تھوڑے عرصے کے بعدوہ تندرست ہوگیا۔ ❶

دل کی جھلیوں میں موجود پیپ سے افاقہ مسواک سے ہوا

حکیم ایس ایم اقبال اخبار جہاں میں لکھتے ہیں کہ میرے پاس ایک مریض آیا جس کے دل کی جھلیوں میں پیپ بھری ہوئی تھی اور دل کا علاج کرتے رہے، افاقہ نہ ہوا، آخر دل کا آپریشن کر کے پیپ نکال لی گئی، کچھ عرصے کے بعد پھر پیپ بھر گئی، تھک ہار کر میرے پاس آئے تو میں نے تشخیص کی تو پتہ چلا کہ اس کے مسوڑے خراب ہیں اوران میں پیپ پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ پیپ دل کو نقصان پہنچارہی ہے اس تشخیص کو ڈاکٹروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

اب اسکا علاج دانتوں اور مسوڑھوں کا کیا گیا، کھانے کیلئے کچھ ادویہ اور پیلو کا مسواک استعمال کرنے کیلئے دیا گیا، بہت جلد مریض نے افاقہ محسوس کیا۔ ❷

مسواک کے ذریعے منہ کا ذائقہ لوٹ آیا

ایک صاحب منہ کے ذائقے کی لذت سے محروم تھے، بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا حتیٰ کہ کسی نے بتایا کہ آپ زبان پر جونکیں لگوائیں، اسنے زبان کو جونکوں کے ذریعے زخمی کیا لیکن فائدہ پھر بھی نہ ہو، اسکو مشورہ دیا کہ آپ بالکل تازہ مسواک (پیلو) استعمال کریں۔ ایک ماہ کے بعد پھر آئیں، مریض کا کہنا ہے کہ یہ ایک روپے کی مسواک ہزاروں کی ادویات پر بھاری ہے اوراس کا ذائقہ واپس آ گیا۔ ❸

مریض کی عجیب حالت اور مسواک کی افادیت

ایک مریض کا المیہ یہ تھا کہ اس کی گردن میں درد، گلے میں درد اور سوجن آہستہ

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۴

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۵

❸ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۵

آہستہ آواز میں کمی اور پھر دماغی یا داشت میں کمی، سر کا چکرانا وغیرہ امراض میں مبتلا تھا۔ برین سپیشلسٹ (Brin Specialest) اور عام جنرل فریشن (Genralbhysician) کے بہت علاج کرائے لیکن حالت نہ بدلی۔ اس کے علاج کیلئے مسواک کاٹ کر اس کو ابال کر اسکے غرارے کرائے گئے، مسواک مستقل استعمال کرنے کا کہا گیا اور بیرونی طور پر گردن کے سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے ابھار پر ادویات کا لیپ کرایا گیا افاقہ بہت ہوا۔

دراصل اسکی تشخیص کی گئی تو اسکے تھائی رائیڈ گلینڈ متاثر (Infected) تھے، جس کی وجہ سے اس کا تمام جسم متاثر ہوا، اب اِس کا علاج کیا گیا تو مریض تندرست ہو گیا۔ ❶

ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دانتوں کی صفائی اور حفاظت کیلئے برش ضروری ہے یا مسواک؟ ہم پہلے برش کے محاسن یا مضرات پر بحث کرتے ہیں۔

ماہرین جراثیم کی برسہا برس کی تحقیق کے بعد یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے جس برش کو ایک دفعہ استعمال کیا جائے اس کا استعمال صحت اور تندرستی کیلئے اسوقت مضر ہے جب اسکو دوبارہ استعمال کیا جائے، کیونکہ اس کے اندر جراثیموں کی تہہ جم جاتی ہے، اگر اسکو پانی سے صاف کیا بھی جائے تو جراثیم مصروف نشو ونمار ہتے ہیں، دوسری بات برش دانتوں کے اوپر چمکیلی اور سفید تہہ کو اتار دیتا ہے جس کی وجہ سے دانتوں کے درمیان خلا پیدا ہوتا ہے اور دانت کو آہستہ آہستہ مسوڑوں کی جگہ چھوڑتے جاتے ہیں، اس غذا کے ذرات خلاؤں میں پھنس کر مسوڑوں اور دانتوں کیلئے نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ ❷

مسواک کرنے کے جسمانی وروحانی فوائد

ا......مسواک کرنے والوں کے بالوں میں سفیدی دیر سے آتی ہے۔

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ١٦

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲۰، ۲۱

۲......آنکھ کی بصارت تیز رہتی ہے۔

۳......موت کے علاوہ تمام بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

۴......پل صراط پر بخوبی گزرنے پر معاون ہے۔

۵......منہ کی پاکی وصفائی کا آلہ ہے۔

۶......پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے۔

۷......ملائکہ بھی خوش وراضی ہوتے ہیں۔

۸......دانتوں کو صاف کر کے بدبو وغیرہ کو دور کرتی ہے۔

۹......مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔

۱۰......باعث ہضم طعام ہے۔

۱۱......بلغم کو دور کرتی ہے۔

۱۲......فصاحت پیدا کرتی ہے۔

۱۳......شیطان کو ناراض کرتی ہے۔

۱۴......روح بآسانی نکلنے پر معین ہے۔

۱۵......نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۶......سب سے بڑی خوبی موت کے وقت شہادتین کا یاد دلانا ہے۔ (1)

وضو میں ناک میں پانی ڈالنے کے فوائد

ناک سانس لینے کا واحد راستہ ہے اور جس ہوا میں سانس لیتے ہیں اس کے اندر بے شمار امراض پھلتے پھولتے رہتے ہیں اور ناک کے راستے انسانی جسم میں باآسانی گزر جاتے ہیں، اب اگر یہی جراثیم دھول، گرد وغبار، جو ہر وقت ہماری ناک میں سانس

(1) رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطهارة، سنن الوضوء، ج ۱ ص ۱۱۵

کے ذریعے پہنچتی رہتی ہے، صبح سے شام تک پہنچتی ہی رہے تو جلد خطرناک امراض پھیلنے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں حتی کہ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لیے ناک میں پانی ڈالنا بہت مفید اور مجرب ہے۔

اب ہم وضو کی برکت سے ناک دن میں پانچ بار صاف کرتے ہیں اس لیے ممکن ہی نہیں کہ کسی قسم کا کوئی جراثیم ناک میں پرورش پا سکے۔ کیونکہ ناک انسانی جسم میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے۔ ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا کرتی ہے، ذرا انگلیوں سے ناک کے نتھنوں کو دبا کر بات کرنے کی کوشش کیجئے آپ کو فرق معلوم ہو جائے گا، ناک کے اندر پردے آواز کی خوبصورتی میں ایک مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔

ناک کے خاص فرائض میں صفائی کے کام کو بڑا دخل ہے پھیپھڑوں کے لیے ہوا کو صاف، مرطوب، گرم اور موزوں بناتی ہے۔ ہر آدمی کے اندر روزانہ تقریباً پانچ سو مکعب فٹ ہوا ناک کے ذریعے داخل ہوتی ہے۔

برف باری کے موسم میں منجمد اور خشک دن آپ برف پوش میدان میں اسکینگ (Skating) شروع کر دیں لیکن آپ کے پھیپھڑے خشک ہوا سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے اور اسکی ایک رمق قبول کرنے کو تیار نہیں، انہیں اس وقت بھی ایسی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے جو گرم اور مرطوب فضا میں ملتی ہے یعنی وہ ہوا جس میں اسی فیصد رطوبت ہو اور جس کا درجہ حرارت نوے درجہ فارن ہائٹ سے زیادہ ہو۔

پھیپھڑے جراثیم سے پاک دھوئیں یا گردوغبار اور آلودگیوں سے مصفی ہوا طلب کرتے ہیں، ایسی ہوا فراہم کرنے والا معمولی ائرکنڈیشنر ایک چھوٹے ٹرنک کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن ناک کے اندر قدرت نے اسکو اتنا مختصر اور جامع (Integraten) کر دیا

ہے کہ وہ صرف چندانچ چوڑا ہے۔

ناک ہوا کو مرطوب بنانے کے لیے تقریباً چوتھائی گیلن نمی روزانہ پیدا کرتی ہے، صفائی اور دوسرے سخت کام نتھنوں کے بال سرانجام دیتے ہیں، ناک کے اندر ایک خوردبینی (Microscopic) جھاڑو ہے، اس جھاڑو کے اندر غیر مرئی (Non Descreptive) روئیں ہوتے ہیں جو ہوا کے ذریعے معدہ کے اندر پہنچنے والے مضر جراثیموں کو ہلاک کردیتے ہیں۔ جراثیم کو اپنے مشینی انداز میں پکڑنے کے علاوہ ان غیر مرئی رووٗں کے پاس ایک اور دفاعی نظام ہے جسے انگریزی میں (Lysozium) کہتے ہیں، اس دفاعی نظام کے ذریعہ سے ناک آنکھوں کو خطرناک بیماری (Infection) سے بچاتی ہے۔

جو نمازی وضو کرتے وقت ناک کے اندر پانی ڈالتا ہے تو پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو ناک کے اندر غیر مرئی رووٗں کی کارکردگی کو تقویت پہنچاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ بے شمار پیچیدہ بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ❶

وضو میں چہرہ دھونے کے فوائد

ایک مریض کا چہرہ ہر وقت گرم رہتا تھا، ٹھنڈی دوائیں ہر قسم کی انٹی الرجی (Ant-Allergy) ادویات استعمال کیں لیکن افاقہ ندارد۔ اس کو نماز پڑھنے اور ہر نماز کے بعد نیا وضو کرنے کی تاکید کی گئی اور درود شریف پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر منہ پر پھیرنے کا کہا گیا، مریض حیرت انگیز طریقے سے جلد تندرست ہوگیا۔

چہرے کا دھونا بے شمار امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ ❷

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲۷، ۲۸

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲۸، ۲۹

وضو کی حکمتیں اور موتیا کا علاج

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح اٹھتے تو وضو کیا کرتے تھے۔آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ آنکھوں میں موتیا بند ہو جاتا ہے، اسکا بنیادی علاج یہ ہے کہ انسان صبح صبح آنکھوں کے اندر پانی کے چھینٹے مارے۔ جو آدمی تہجد کے لیے اٹھے گا تو وضو کرے گا پھر فجر کے لیے وضو کرے گا تو اس کی آنکھوں کا مرض رفع ہو جائے گا۔

الغرض چہرے کا دھونا جہاں دیگر اعضاء کو فوائد دیتا ہے وہاں پلکوں کے گرنے کے مرض کو بھی ختم کرتا ہے۔آنکھ کے پپوٹے کے ورم کو بھی ختم کرتا ہے۔ ❶

کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے فوائد

جسم کا یہ حصہ ہمیشہ ڈھکا رہتا ہے، اگر اس حصے کو پانی اور ہوا نہ لگے تو بے شمار دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہوتے ہیں۔

کہنی پر تین قسم کی بڑی رگیں (Veins) ہوتی ہیں جنکا تعلق بلواسطہ دل، دماغ اور جگر سے ہے، جب ہم کہنی تک دھوئیں گے تو مذکورہ بالا تینوں اعضاء کو تقویت پہنچے گی اور وہ امراض وعلل سے محفوظ رہیں گے۔

مزید یہ کہ کہنیوں تک ہاتھ دھونے میں یہ مصلحت پوشیدہ ہے کہ اس عمل سے آدمی کا تعلق براہ راست سینے کے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے قائم ہو جاتا ہے اور روشنیوں کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔ ❷

مسح کرنے کے فوائد

ہمارے ایک دوست فرانس گئے وہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں وضو کر رہا تھا کہ ایک آدمی

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۱

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۲

غور سے کھڑا دیکھ رہا تھا، میں نے محسوس تو کرلیا لیکن میں وضو کرتا رہا، جب میں نے وضو مکمل کرلیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ کہا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ بڑا عجیب سا سوال تھا۔ میں نے کہا کہ دو یا چار ہیں، بہر حال مجھے تو پتہ ہی نہیں وہ کہنے لگا: تم نہیں جانتے۔ کہنے لگا کہ یہ ابھی تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا وضو کیا۔ کہنے لگا کہ روزانہ کرتے ہو، میں نے کہا روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار کرتا ہوں، وہ حیران ہوا اور کہنے لگا:

یہاں مینٹل (Mental) دماغی امراض کے لیے ہسپتال ہے، میں اسمیں سرجن ہوں، سوچتا رہتا ہوں، تحقیق کرتا رہتا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں۔

پھر کہنے لگا میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ سے سگنل پورے جسم میں جاتے ہیں اور ہمارے جسم کے اعضاء کام کرتے ہیں۔ اور ہمارا دماغ ہر وقت (Fluid) کے اندر (Float) کررہا ہے، اس لیے ہم بھاگتے ہیں کودتے ہیں دوڑتے ہیں پھرتے ہیں اور دماغ کو کچھ نہیں ہوتا، اگر وہ کوئی (Rigid) چیز ہوتی تو اب تک ٹوٹ چکی ہوتی، اللہ تعالیٰ نے اس کو (Fluid) کے اندر رکھا ہے۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں (Conductor) بن کر آرہی ہیں اور رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جاتی ہیں۔

سرجن مزید کہنے لگا:

میں نے جو ریسرچ کی ہے اگر بال بہت بڑھا دیئے جائیں اور گردن کی پشت کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں کے اندر کئی دفعہ (Condensation) خشکی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کے جسم پر پھر اس کا اثر ہوتا ہے۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دے، اس لیے ڈاکٹر نے سوچا اس جگہ (یعنی مسح والی جگہ کو) دن میں دو چار بار ضرور تر رکھا جائے، کہنے لگا ابھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا ہے، اس لیے وہ ڈاکٹر کہنے لگا آپ لوگ پھر کیسے پاگل ہو سکتے ہیں، مزید یہ کہ مسح سے لولگنا (Sun Stroke) اور گردن توڑ بخار کا خاتمہ ہوتا ہے۔

ایک ڈاکٹر کی ساری عمر کی تحقیق ایک مستحب عمل کے فوائد وثمرات کی وضاحت پر ختم ہوئی۔ ❶

پاؤں دھونے کے فائدے

ایک سرجن شوگر (Diabetes) کے مریضوں کو کہتا ہے کہ!

آپ جس طرح اپنے چہرے کی حفاظت کرتے ہیں اسطرح پاؤں کی حفاظت کریں کیونکہ شوگر کے مریض کو پاؤں کی انفیکشن (Infection) زیادہ ہوتی ہے، اب اگر مریض بند جوتا استعمال کرتا ہے اور صرف صبح وشام جوتا کھولتا ہے، تو اگر یورپ کے ترقی یافتہ لوگ کئی کئی دنوں تک جوتا نہیں کھولتے بلکہ رات کو جوتوں سمیت سو جاتے ہیں، ایسے لوگ بہت جلد پاؤں کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

سب سے زیادہ دھول مٹی اور جراثیم سے ہمارے پاؤں آلودہ ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو انفیکشن شروع ہوتا ہے وہ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان شروع ہوتا ہے۔

اب اسلام نے دن میں پانچ دفعہ پاؤں دھونے اور انگلیوں کے خلال کا حکم دیا ہے تا کہ کسی قسم کا کوئی جرثومہ اٹکا نہ رہ جائے۔ پاؤں کو دھونے کی وجہ سے بے شمار امراض کا

❶ خطبات فقیر: سنت نبوی اور جدید سائنس، ج۱ص ۲۷۷،۲۷۸/ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص۳۳،۳۴

خاتمہ بھی ہوتا ہے۔ مثلا ڈپریشن (Depression) بے چینی، بے سکونی، دماغی خشکی اور نیند کی کمی جیسے مہلک امراض ختم ہوتے ہیں۔ ❶

وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے فوائد

اس ضمن میں (Q،M،C) کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ بیان کی جو وضو کا بچا ہوا پانی پیئے گا تو اس کا اثر مندرجہ اعضاء پر پڑتا ہے۔

ا......اس کا پہلا اثر مثانے پر پڑتا ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رکاوٹ کم ہوجاتی ہے۔

۲......ناجائز شہوت کو ختم کرنے کیلئے میرا آزمودہ ہے۔

۳......قطرات بعداز پیشاب کی مرض کیلئے شفا کا ذریعہ ہے۔

۴......جگر، معدے اور مثانے کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔ ❷

وضو کے ذریعے مایوسی اور ڈپریشن کا علاج

ڈاکٹر نور احمد نور صاحب فرماتے ہیں (نشتر میڈیکل کالج ملتان)

مغربی مما لک میں مایوسی یا ڈپریشن کا مرض جس تیزی سے عام ہو رہا ہے، ہر محلے میں پاگل خانے موجود ہیں اور نفسیاتی امراض کے ماہر سب سے زیادہ مصروف رہتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں میں یہ مرض بہت کم پایا جاتا ہے خاص طور پر جن کا تعلق دین سے زیادہ ہے۔

چنانچہ مغربی مما لک کے ڈاکٹروں نے اسکی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ چند سال قبل فیصل آباد گیا تو وہاں کے پنجاب میڈیکل کالج کے سامنے ایک فزیوتھراپسٹ نے

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۴، ۳۵

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۶

دکان کھولی، ان سے ملاقات ہوئی، اس نے ڈپلومہ مغربی جرمنی سے حاصل کیا تھا، مجھے بتایا اس کو دوران تعلیم جرمنی کے ڈاکٹروں نے بتایا کہ مایوسی کا علاج انہوں نے ادویات کے علاوہ اور طریقوں میں دریافت کیا ہے۔

چنانچہ مغربی جرمنی میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع تھا کہ مایوسی یا ڈپریشن (Depression) کا علاج دواؤں کے علاوہ اور کن کن طریقوں سے کیا جا سکتا ہے، ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے ڈپریشن کے چند مریضوں کے روزانہ پانچ بار منہ دھلائے اور کچھ ماہ کے بعد ان کی بیماری کم ہوگئی۔

اس ڈاکٹر نے مایوسی کے مریضوں کا دوسرا گروپ لیا جس کے ہاتھ منہ اور پاؤں روزانہ پانچ مرتبہ دھلوائے تو اس گروپ میں مایوسی کے مریضوں کو بہت افاقہ ہوا۔ اپنے مقالے کے آخر میں اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ مرض مسلمانوں میں کم اس لئے ہے کہ وہ دن میں کئی مرتبہ منہ ہاتھ اور پاؤں دھوتے ہیں یعنی وضو کرتے ہیں۔ (1)

جمائی کے وقت کے آداب اور بائیں ہاتھ سے روکنے کی حکمت

چھینک آنا، جمائی آنا اگرچہ معمولی اعمال ہیں مگر شارع علیہ السلام نے اس کے بھی آداب سکھائے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

ا...... جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہئے کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہے اور سننے والا جواب میں ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہے۔ تو پھر چھینکنے والا ''يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ'' کہے:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ

(1) سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۷

وَيُصْلِحُ بَالَكُم. ❶

۲......چھینکنے سے بعض اوقات منہ سے یا ناک سے رطوبت یا بلغم وغیرہ آتی ہے، لہذا چھینکتے وقت منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لینا چاہیے، مزید برآں چھینک کی آواز کو پست رکھنا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا:

إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. ❷

۳......انسان کی بعض حالتیں وقار کے خلاف ہوتی ہیں، جب کوئی اس حالت میں ''آہ آہ'' کرتا ہے تو شیطان کو اس کے پیٹ کے اندر کو دیکھ کرنا گواری ہوتی ہے مثلاً جمائی لینے میں انسان کا منہ کھل جاتا ہے، ''آہا'' یا ''ہاہا'' کی آواز نکلتی ہے، چہرے کی قدرتی ہیئت بدل کر ایک مضحکہ خیز شکل پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمائی شیطان کی جانب سے ہے اس لیے اس پر ہنستا ہے:

وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِذَا قَالَ: آهْ آهْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ. ❸

۴......بعض اوقات شیطان مکھی مچھر وغیرہ کو اس کے منہ میں داخل کر دیتا ہے، پہلا حکم تو یہی ہے کہ جمائی کو حتی المقدور روکیں، اگر یہ نہ ہو سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے:

فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ. ❹

جمائی آتے وقت تمام جبڑے کے جوڑ کھل جاتے ہیں اور ہاتھ دینے سے وہ مقدار

❶صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب إذا عطس كيف يشمت، رقم الحديث: ۶۲۲۴

❷سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في العطاس، رقم الحديث: ۵۰۲۹

❸سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء أن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب، رقم الحديث: ۲۷۴۶

❹سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء أن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب، رقم الحديث: ۲۷۴۶

سے زیادہ نہیں کھلتے ،اگر وہ زیادہ کھل جائیں تو جوڑ جدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔
جمائی لیتے ہوئے چونکہ انسان گہرا سانس لیتا ہے، اس لئے ہوا میں گردو غبار جراثیم بڑی تعداد میں موجود ہوتے ہیں اور ہاتھ رکھنے سے وہ جراثیم اور گردو غبار اٹک جاتے ہیں، اگر یہی جراثیم اندر چلے جائیں تو صحت اور توانائی کو نقصان دیتے ہیں۔
جمائی میں بایاں ہاتھ اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ وہ جراثیم بائیں ہاتھ کو لگ جائیں گے، اگر اسی کام کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کیا جاتا تو چونکہ دائیں ہاتھ کھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جمائی لیتے وقت اس کو جراثیم لگ جاتے اور یہی جراثیم کھانے کے ذریعے جسم میں مرض کا باعث بن جاتے۔
آپ نے جمائی کو ناپسند اس لئے فرمایا کہ یہ کسل مندی، سستی اور خمار کی علامت ہے اور سست آدمی نہ دین کا اور نہ ہی دنیا کا۔ ❶

نماز کے جسمانی فوائد

آدمی تمام رات سویا رہتا ہے جسکی وجہ سے اعضاء مضمحل اور سست ہو جاتے ہیں، جسم کا دوران خون سست ہو جاتا ہے، اب اس جسم کو ایسی ورزش کی ضرورت ہے جس سے خون پھر سے پورے جسم میں مکمل طور پر پہنچ سکے اور جسم از سر نو بالکل چست اور صحت مند ہو جائے تو اس کے لیے تہجد کی نماز ہے اور فجر کی نماز، پھر وقفہ پھر اشراق کی نماز، پھر وقفہ پھر چاشت کی نماز، اور پھر طویل وقفہ اور آدمی کام کاج کرتے کرتے پریشان ہو جاتا ہے، تو پھر ظہر کی نماز کے لیے ورزشی پروگرام تیار ہوتا ہے حتیٰ کہ سوتے وقت نماز عشاء کا ورزشی پروگرام کچھ طویل ہوتا ہے کہ آدمی کھانا کھاتا ہے کچھ پیتا ہے، نماز عشاء کی رکعتیں زیادہ ہیں تاکہ کھانا پینا ہضم ہو جائے اور غیر ہضم کھانا جسم اور صحت

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲۷۸، ۲۷۹

کے لیے پریشانی کا باعث نہ بنے۔❶

نماز کی ترتیب اور ایک غیر مسلم ڈاکٹر کی حیرانگی

ایک صاحب (اے ارقمر) اپنے یورپ کے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور ایک انگریز مجھے کچھ دیر کھڑا دیکھتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے کہنے لگا کہ یہ ورزش کا طریقہ تم نے میری کتاب سے سیکھا ہے، کیونکہ میں نے بھی اسی طریقے سے ورزش کرنے کا طریقہ بتایا ہے، جو شخص اسی طریقہ سے ورزش کرے گا وہ کبھی بھی طویل پیچیدہ اور سنسنی خیز امراض میں مبتلا نہ ہوگا۔

پھر اس ماہر نے وضاحت کی کہ اگر کھڑا آدمی فوراً سجدے کی ورزش میں چلائے جائے تو اس سے اعصاب اور دل پر برا اثر ہوتا ہے، اس لیے میں نے اپنی کتاب میں یہ بات خاص طور پر تحریر کی ہے کہ پہلے کھڑے ہو کر ورزش کی جائے جس میں ہاتھ بندھے ہوئے ہوں (یعنی قیام) پھر جھک کر ہاتھوں اور کمر کی ورزشیں کی جائیں یعنی (رکوع) اور پھر سر کو زمین سے لگا کر ورزش کی جائے (یعنی سجدہ) یہ ورزش صرف ماہرین ہی کرا سکتے ہیں۔

جب اس نے یہ بات کی تو نمازی صاحب فرمانے لگے میں مسلمان ہوں اور میرے اسلام نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے آپ کی کتاب ہرگز نہیں پڑھی اور ایسا عمل دن میں کم از کم پانچ بار کرتا ہوں۔

اس بات کے سنتے ہی وہ انگریز ماہر حیران رہ گیا اور ان صاحب سے مزید اسلامی معلومات لینے لگا۔❷

---

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۴۱

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۴۱، ۴۲

نماز میں خشوع دل کے امراض کے لئے افاقہ کا سبب ہے

ایک پاکستانی مریض دل کے مرض میں مبتلا علاج کراتے کراتے آخر کار جب آسٹریلیا میں علاج کے لیے پہنچا، وہاں کے ایک مشہور ماہر امراض قلب نے ان کے مکمل معائنہ کے بعد کچھ ادویات اور ایک ورزش تجویز کی کہ آپ میرے فزیو وارڈ میں ورزش میری نگرانی میں آٹھ یوم کریں، اسے جب ورزش کرائی گئی تو وہ مکمل خشوع و خضوع اور تسلی والی نماز ہی تھی، اب یہ پاکستانی مریض اس ورزش کو بالکل درست انداز سے کرنے لگے، ڈاکٹر صاحب نے پوچھا آپ پہلے مریض ہیں کہ اتنی جلدی میری ورزش سیکھ کر اچھی طرح کرنا شروع کر دیا ہے، حالانکہ یہاں تو مریض آٹھ یوم میں یہ طریقہ سیکھتا ہے، تو مریض نے بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور یہ طریقہ بالکل نماز کی طرح ہے، اس لئے مجھے اس کے سمجھنے میں بالکل پریشانی نہیں ہوئی، تو ڈاکٹر نے دوسرے روز اس مریض کو ادویات اور خاص ہدایت (اس ورزش کے بارے میں) دے کر رخصت کر دیا۔ ❶

نماز چہرے کی رونق اور خوبصورتی کا ذریعہ ہے

ایک دفعہ میری واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی، وہ کہتا تھا میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز لاگو کر دوں۔ میں نے پوچھا وہ کیوں بھئی؟ کہنے لگا اس کے اندر اتنی حکمت ہے کہ کوئی حد نہیں۔ وہ جلد سپیشلسٹ (Skin Specialist) تھا، کہنے لگا اس کی حکمت یہ ہے کہ آپ تو انجینئر ہیں آپ تو سمجھ لیں گے، میں نے کہا: فرمائیں۔ کہنے لگا اگر انسان کے جسم کی فزیالوجی (Physiology) کو دیکھا جائے تو انسان کا دل وہ پمپ ہے جو خون کو لے بھی رہا ہے وہ (Input) بھی ہے اور

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۴۳

(Output) بھی ہے۔سارے جسم میں تازہ (Fresh) خون جارہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آرہا ہوتا ہے۔اس نے کہا کہ جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جوجسم کے حصے نیچے ہیں ان میں پریشر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔

کہنے لگا سمجھنے کے لئے مثلاً تین منزلہ عمارت ہو اور نیچے پمپ لگا ہو تو نیچے تو پانی ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا اور تیسری منزل پر پانی بالکل نہیں پہنچے گا، حالانکہ وہی پمپ ہے جو نیچے مکمل پانی دے رہا ہے لیکن تیسری منزل کو بالکل پانی نہیں دے رہا، کہنے لگا کیونکہ پمپ پانی تو دے رہا ہے لیکن اس کا ہیڈ (Head) اتنا نہیں ہے کہ وہ پانی کو مطلوبہ جگہ پہنچا سکے۔

اگر اسی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سوچیں تو انسان کا دل خون پمپ کررہا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں بالکل پہنچ رہا ہے، ہر جگہ پر لیکن جو اوپر کے اعضاء ہیں ان میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا، جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی (Flooded) ہو کر پہنچتا ہے۔

مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ جیسے پورے چہرے میں گویا خون بھر گیا ہے۔آدمی سجدہ تھوڑا سا لمبا کرے تو محسوس کرتا ہے کہ چہرے کی باریک رگوں تک مکمل خون پہنچ گیا ہے۔

تو ڈاکٹر کہنے لگا عام طور پر انسان یا بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے یا لیٹنا ہوتا ہے۔بیٹھے کھڑے اور لیٹے انسان کا دل نیچے ہی ہوتا ہے اور سر اوپر ہوتا ہے۔کہنے لگا ایک ہی ایسی صورت ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے، خون (Flooded) ہو کر جاتا ہے یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ انسان الٹا سر کے بل کھڑا ہو اور یہ مشکل ہے۔نمازی آدمی کے چہرے پر تازگی

رہتی ہے کیونکہ نماز اور سجدے کی وجہ سے اسکی تمام شریانوں میں خون پہنچتا رہتا ہے اور جو نماز نہیں پڑھتے ان کے چہرے پر ایک افسردگی سی پھیلی رہتی ہے۔ ❶

ہاتھ سے کھانا کھانے کے فوائد

ایک دفعہ واشنگٹن میں میٹنگ تھی اور اس میں امریکہ کے تین بڑے کوالیفائڈ کمپنی کے ڈائریکٹرز اور جنرل منیجر موجود تھے، ہم نے ایک ہی میز پر کھانا کھایا۔ میں نے دیکھا ہم مہمان تو ہاتھوں سے شروع ہو ہی گئے تھے لیکن انہوں نے بھی ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ چھری کانٹے (Cutlery) ایک طرف دھری رہی، مجھے بڑی حیرت ہوئی۔

مطلب یہ کہ بڑے اہم لوگوں (VIPS) کی میٹنگ ہے وہ بھی کرسی پر بیٹھ کر ہاتھوں سے کھانا کھا رہے ہیں، بوٹی توڑ رہے ہیں اور بوٹی نوچ رہے ہیں۔ میں بہت حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ نے یہ چھری کانٹے استعمال نہیں کیے، تو انہوں نے کہا:

ہمیں ہاتھوں سے کھانا کھانا پسند ہے، دوسرے کو دیکھا وہ بھی ایسے کھا رہا ہے، تیسرے کو دیکھا وہ بھی اسی طرح کھا رہا ہے میں حیران ہوا۔ میرا تو اپنا کھانا بڑا مشکل ہو گیا۔ یہ آج پہلی دفعہ گوروں کو دیکھا کہ یہ چھری کانٹے چھوڑ کر اس طرح انگلیوں سے کھا رہے ہیں۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو ہمارے پاس پیپر پڑا ہوا تھا۔ میں نے انہیں ہاتھ صاف کرنے کے لئے پیپر دیا لیکن انہوں نے اس سے ہاتھ صاف نہیں کیے بلکہ باقاعدہ انگلیوں کو چاٹا۔

میں نے سوال کیا (Where You Learnt It) تو کہنے لگے کہ یہ امریکن ریسرچ میں ہے کہ جب کھانا انگلیوں سے کھایا جاتا ہے تو انگلیوں میں جو مسام ہیں، ان میں

❶ خطبات فقیر: سنت نبوی اور جدید سائنس، ج ا ص ۲۷۵، ۲۷۶/ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۷۷، ۷۸

پلازمہ خاص طور پر خارج ہوتا ہے جس کو اگر مائکروسکوپ (Microscope) کے ذریعے دیکھا جائے تو واضح نظر آتا ہے۔ کہنے لگے اب ہم چھری کانٹوں کے بجائے انگلیوں سے کھانا پسند کرتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی واقعہ اور تجربہ ہے۔ ❶

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے فوائد

انسانی زندگی کے معمولات میں ہے، یہ کبھی کہاں اور کبھی کہاں ہاتھ لگاتا ہے تو چونکہ ہاتھوں پر جراثیم چپکے ہوئے ہوتے ہیں، اس لئے حکم شرعی ہے کہ ہاتھوں کو پانی سے دھولو۔

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ اس کو کپڑے وغیرہ سے صاف نہ کرو اس لئے کہ اس کپڑے پر لگے ہوئے جراثیم پھر کہیں ہاتھوں کو نہ لگ جائیں۔

ایک ٹرک ڈرائیور نے کھانے کے لئے ایک ہوٹل کے قریب اپنا ٹرک کھڑا کیا، نیچے اتر کر اس نے ٹرک کے ٹائر چیک کیے اور پھر کھانا کھایا۔ واقعہ یہ ہوا کہ ڈرائیور کھانا کھاتے ہی مر گیا، حالانکہ اسی ہوٹل سے اور لوگوں نے بھی کھانا کھایا لیکن انہیں کچھ نہ ہوا، غور وخوض اور کھوج کے بعد معلوم ہوا کہ مرحوم نے ٹائروں کو چیک کرنے کے لئے ان پر ہاتھ لگایا تھا، وہاں ایک زہریلا سانپ کچلا ہوا تھا اور اسکی تازہ زہر ٹائر پر لگی ہوئی اور وہ زہر ہاتھوں پہ لگ گئی اور ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے زہر کھانے میں شامل ہو کر اس کی موت کا سبب بن گئی۔ ❷

مل کر کھانے کا فائدہ

پتھالوجی (Pathology) کے ایک پروفیسر نے انکشاف کیا ہے کہ جب مل کر کھانا کھایا جاتا ہے تو تمام کھانے والوں کے جراثیم کھانے میں مل جاتے ہیں جو دوسرے

❶ خطبات فقیر: سنت نبوی اور جدید سائنس، ج ا ص ۲۷۹/ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۸۸، ۸۹

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۸۹

تمام امراض کے جراثیموں کو ختم کردیتے ہیں اوراس طرح وہ کھانا بے ضرر بن جاتا ہے اور کھانے میں بعض اوقات شفاء کے جراثیم مل کر تمام کھانے کو شفاء بنادیتے ہیں جو کہ معدہ کے امراض کے لئے مفید ہیں۔

بندہ کوایک صاحب ملے، بہت اچھی گفتگو اوراعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔فرمانے لگے کہ میں پہلے پاگل تھا اوراتنا عرصہ پاگل خانے میں داخل رہا اور پاگل خانے کا داخلہ فارم دکھایا، میں بہت حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ پھر تندرست کیسے ہوئے؟ کہنے لگے کہ جب میرا علاج کراکرا کر گھر والے تھک گئے تو مجھے پاگل خانے میں داخل کرادیا، وہاں ایک دفعہ بالکل ہوش میں بیٹھا تھا تو ایک صاحب نے کہا کہ مسلمان کے جھوٹے میں شفاء ہے،تو اس دن سے میں نے لوگوں کا جھوٹا سنت سمجھ کر کھانا شروع کردیا اور صرف سات (۷) ماہ میں تندرست ہوگیا۔

ایک اور صاحب گوجرانوالہ کے ملے، دل کے پرانے مریض تھے کہنے لگے جب سے میں نے جھوٹا کھانا سنت سمجھ کر کھانا شروع کیا ہے اس وقت سے اب تک مجھے دل کی تکلیف پھر نہیں ہوئی۔

ایک صاحب فرمانے لگے میرا ایک دوست تھا، اسے 1970ء میں آخری سٹیج کی ٹی بی ہوگئی، وہ دوائیاں استعمال کرکر کے تنگ آگیا لیکن افاقہ نہ ہوا۔آخر کسی سے سنا تو دوائیاں چھوڑ کر مسلمانوں کا بچا ہوا کھانا شروع کردیا اور صرف چار (۴) ماہ کے علاج میں بہترین افاقہ ہوگیا۔❶

صرف ہاتھوں سے کھانا اور انگلیاں چاٹنے کے فوائد

بندہ کے ایک قریبی جاننے والے جب ایک سفر سے واپس لوٹے تو مجھے کہنے لگے کہ

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۹۱

آپ کے کام کی ایک بات ہے، میں نے پوچھا کیا؟ کہنے لگے جس کے لئے تم عرصے سے کوشاں ہو سنت نبوی اور جدید سائنس میں ان کی بات سمجھ گیا، میں نے کہا فرمائیں؟ فرمانے لگے کہ کنیڈا کے شہر ٹورنٹو میں میری ضیافت ایک پادری نے کی، جب میں نے کھانا شروع کیا اور ہاتھوں سے کھانا کھایا تو وہ دیکھتا رہا، جب کھانا کھا چکا تو کہنے لگا کہ آپ کی انگلیاں میں چاٹوں گا۔

میں حیران ہو گیا کہ کیسی عجیب بات ہے کہنے لگا کہ تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ آدمی جو کھانے کا خیال لاتا ہے تو غدہ نخامیہ (Pituatry Glands) سے فوراً اعصابی اثرات سے رطوبت ہاضم انگلیوں کے ذریعے نکلتی ہے اور وہ شخص جب کھانا کھاتا ہے تو یہ رطوبت کھانے میں شامل ہو کر کھانے کو ہضم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

اور مندرجہ ذیل رطوبات کا ذریعہ بنتی ہے۔

ہاضم رطوبت (Digestive Secretion) کا اثر نشاستہ دار (Carbohydratetes) پر پڑتا ہے۔ مزید اس رطوبت کا اثر لبلبہ (Pancreas) پر پڑتا ہے جس سے شوگر کے مریضوں کو فائدہ ہوتا ہے اور جسم میں انسولین (Insulin) کی کمی واقع نہیں ہوتی۔

مزید انگلیوں کا چاٹنا بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ رطوبت ہاضم (Digestive Secretion) انگلیوں پر لگی رہتی ہے کچھ تو کھانے کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اور باقی انگلیوں پر لگی ہوئی کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنے سے منہ میں چلی جاتی ہے۔

عجیب فزیالوجی (Physiology) یہ ہے کہ جوں جوں کھانے میں مزہ آتا ہے

بھوک بڑھتی اور اِسی رفتار سے وہ رطوبت زیادہ نکل کر کھانے میں شامل ہو جاتی ہے۔
اگر انگلیوں کو چاٹا جائے تو اِس کے مفید اثرات آنکھوں، دماغ اور معدے پر پڑتے ہیں۔
ایک فزیشن نے بتایا کہ میری تحقیق ہے کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا واقعتاً دل کے امراض، معدے کے امراض اور دماغی امراض کے لئے مفید اور بطور علاج ہے، تجربہ شرط ہے۔❶

پانی دیکھ کر پینے کے فوائد

ایک صاحب آرمی میں آڈٹ انسپکٹر تھے، میں ان کے ساتھ سفر میں تھا۔ انہوں نے سفید کاٹن کا بالکل باریک کپڑا رکھا ہوا تھا، رات کو جب پیاس لگتی تو وہی کپڑا اس گلاس پر رکھ کر اور اس کپڑے کے اوپر سے پانی پیتے اور فرماتے اگر پانی میں کوئی کیڑا وغیرہ ہو تو وہ اٹک جائے گا اندر نہیں جائے گا۔

پانی میں ایسے کیڑے ہوتے ہیں جو اندر چلے جائیں تو جگر، معدے اور تلی کو نقصان پہنچاتے ہیں، بعض طفیلی کیڑے (Parasites) ایسے ہوتے ہیں، اگر پانی کو دیکھ کر نہ پیا جائے تو وہ پانی کے ذریعے اندر چلے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ پانی میں بچھو کا چھوٹا سا بچہ تھا اب اگر وہ اندر چلا جاتا تو کیا کیفیت ہوتی۔
ملتان نشتر ہسپتال میں ایک نوجوان کا آپریشن ہوا، اس کے معدے سے ایک کچھوا نما کیڑا نکلا، ڈاکٹر نے کہا کہ یہ پانی کے ذریعے اندر گیا تھا اور اس سے مریض کا انتقال ہو گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کامیابی کی دلیل ہے۔❷

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۱۱، ۱۱۲

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۳۰

بیٹھ کر پانی پینے کا فائدہ

اگر پانی بیٹھ کر پیا جائے تو جسم کی حاجت کے مطابق پانی جسم میں جاتا ہے، اور اگر زیادہ پانی جسم میں چلا جائے جو جسم کی ضرورت سے زائد ہو تو اس کی وجہ سے ایک خطرناک مرض ہوتا ہے جسے استسقاء (Oekema) کہتے ہیں اور مریض کا تمام بدن پھول جاتا ہے، (یہ عموماً کھڑے ہو کر پانی پینے کی عادت سے ہوتا ہے۔) ❶

تین سانس میں پانی پینے کے فوائد

تین سانس میں پانی پینا مسنون عمل ہے، اگر پانی کو تین سانس میں نہ پیا جائے تو درج ذیل امراض پیدا ہو سکتے ہیں:

۱...... پانی سانس کی نالی میں جا کر نظام تنفس (Respiratory System) میں اٹک جاتا ہے جس سے بعض اوقات موت واقع ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

۲...... اس کا زیادہ نقصان دماغ کے پردوں (Medicaland) پر پڑتا ہے۔ کیونکہ پانی کی لہریں دماغ کے پردوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں، دماغ میں فلوئڈ ہے اور اس کی نسبت پانی سے ہے۔ اگر آہستہ آہستہ پانی پیا جائے تو مضر اثرات کبھی بھی دماغ پر نہیں پڑیں گے۔

۳...... معدے میں فوراً زیادہ مقدار میں پانی چلا جائے تو اس کی سطحی اندرونی کیفیت میں انبساط یعنی پھیلاؤ ہوتا ہے، اگر یہ پھیلاؤ اوپر کی سطح سے ہو تو دل (Heart) اور پھیپھڑوں (Lungs) کے نقصان کا خطرہ رہتا ہے، اگر یہ دائیں طرف ہو تو جگر (Liver) کو نقصان پہنچتا ہے، اور اگر یہ بائیں طرف ہو تو تلی (Spleen) کو نقصان پہنچتا ہے، اگر یہ نیچے کی طرف ہو تو آنتوں (Lntestines) پر دباؤ پڑتا ہے۔ ❷

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۳۱

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۳۲

دائیں کروٹ پر لیٹنے کے فوائد

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی آدمی بھی کبھی بے خوابی کا شکار نہیں ہوا، اس کی وجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مبارک طریقہ ہے جس سے آپ آرام فرماتے تھے۔

آیئے اس مبارک طریقہ کو میڈیکل اور سائنس (Medical And Science) کی رو سے دیکھیں۔ کیا یہ طریقہ موجودہ انسانی زندگی کے لئے مفید اور موثر ہے؟

مسنون عمل یہ ہے کہ انسان دائیں کروٹ پر سوئے، اِس لئے کہ دل بائیں طرف ہے، اگر بائیں طرف لیٹیں تو مندرجہ ذیل عوارضات کا قوی اندیشہ ہے:

ا......دل کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں کیوں کہ بائیں کروٹ لیٹنے سے معدہ اور آنتوں کا بوجھ دل پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے دوران خون (Blood circulation) اور دل کی حرکات میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔

نیند کے بارے میں بمبئی ہسپتال کے تجربات (بمبئی آڈیٹوریم) ڈاکٹر کرشن لال شرمانے کئے ہیں۔

ڈاکٹر موصوف کا کہنا ہے کہ جن مریضوں کو مسلسل دائیں کروٹ سلایا گیا وہ مریض بہت جلد صحت یاب ہو گئے اور جن مریضوں کو بائیں کروٹ سونے دیا گیا وہ مریض بے چین ہی رہے۔

جدید تحقیق سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دائیں طرف سونا دل (Heart) اور معدے (Stomach) کے امراض سے بچاتا ہے، حتی کہ بے ہوشی اور مسلسل بے ہوشی (Coma) سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ چونکہ بائیں جانب دل ہوتا ہے، اگر اس کروٹ کے بل سویا جائے تو نیند بہت گہری آتی ہے (حتی کہ آدمی اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہو جاتا

ہے، ہلکی آہٹ پر بھی آنکھ نہیں کھلتی، ظاہر ہے کہ ایسی نیند محمود نہیں) اور اگر دائیں کروٹ سویا جائے تو دل معلق رہتا ہے اور شدید گہری نیند نہیں آتی (یعنی ذرا سی آہٹ پر آنکھ کھل جاتی ہے، اس طرح خدانخواستہ کسی بھی ناگہانی صورت میں انسان اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرسکتا ہے) اور صبح کی نماز کے لئے آسانی سے آنکھ کھل جاتی ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر اگر صبح کے وقت کبھی آرام فرماتے تو دائیاں بازو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ کر آرام فرماتے تا کہ نیند زیادہ گہری نہ آئے اور نماز فجر قضا نہ ہو جائے، اس طرح آپ نے زندگی گزاری۔ ❶

بستر کو جھاڑنے کا فائدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے سے قبل بستر کو جھاڑنے کی ہدایت فرمائی ہے، ایسی احتیاطی تدبیر جو شاید کسی بھی مذہب میں نہ ملے۔

ایک صاحب کا واقعہ ہے کہ سردی کے موسم میں ان کے بستر میں رضائی کی گرمائش کی وجہ سے سانپ چھپ گیا، جب وہ سونے کے لئے لیٹے تو اس سانپ نے انہیں ڈس لیا، جسکی وجہ سے وہ صاحب فوت ہو گئے۔

اس طرح کے بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں جو جسم و جان کے لئے خطرہ ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر لحاظ سے محفوظ رہنے کے لئے بستر کو جھاڑنے کی ہدایت کی تا کہ کسی قسم کے حشرات الارض مثلاً کیڑا، سانپ، بچھو وغیرہ نقصان نہ دے سکیں۔ ❷

نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہاتھ دھونے کا فائدہ

حدیث میں نیند سے بیدار ہونے پر ہاتھ دھونے کا حکم ہے، سوتے ہوئے ہاتھ نا معلوم

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۳۵، ۱۳۶

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۴۰

کہاں کہاں لگتے رہتے ہیں اوران پر قسم قسم کے جراثیم لگے رہتے ہیں،اب اگر وہی جراثیم آلودہ ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈالیں گے تو پانی بھی آلودہ ہوجائے گا۔

اس خطرناک کیفیت سے بچنے کے لئے اسلام نے اٹھنے کے فوراًبعد ہاتھ دھونے کا حکم فرمایا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کے بعض مریضوں کے ناخنوں میں کیڑوں کے انڈے پوشیدہ ہوتے ہیں،اگر یہی ہاتھ بغیر دھوئے پانی میں ڈالیں تو یہی انڈے پانی میں مل کر دوسرے انسان کے لئے ضرر کا باعث بن سکتے ہیں۔❶

سخت زمین پر سونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں زمین پر آرام فرمانا ثابت ہے۔ کمر کے درد کے مریضوں کو سخت زمین یا تختے پر سونے کا مشورہ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ جدید تحقیق (Modern Research) کے مطابق جو آدمی سخت زمین یا تختے پر سوئے گا وہ کبھی بھی ریڑھ کی ہڈی ڈرد (Sciatica) حرام مغز کے ورم (Lntiammmation of Spinal Cord) اور کمر کے درد میں مبتلا نہیں ہوگا۔

اسلام نے صدیوں پہلے اس کی تعلیم دی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کر کے دکھایا ہے۔❷

پگڑی باندھنے کے فوائد

پگڑی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کے بے شمار فوائد ہیں:

۱......جو آدمی پگڑی باندھے گا وہ لو لگنے (Sun Stroke) سے بچ جائے گا۔

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۴۲

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۴۲

۲......پگڑی باندھنے سے دائمی نزلہ نہیں ہوتا، اگر ہو بھی تو اس کے اثرات کم ہو جاتے ہیں۔

۳......سر درد کے لئے پگڑی بہت مفید ہے، جو پگڑی باندھے اسے درد سر (Headache) کا خطرہ کم ہو جائے گا۔

۴......پگڑی دماغی تقویت اور یاداشت بڑھانے کے لئے عجیب الاثر ہے۔

۵......پگڑی کا شملہ ریڑھ کی ہڈی کے ورم (Inmflammation Of Vertebral Column) سے بچاتا ہے۔

۶......پگڑی کا شملہ نچلے دھڑ (Lowerhalf Of Theboby) کے فالج سے بچاتا ہے، کیونکہ پگڑی کا شملہ حرام مغز (Spinal Cord) کو سردی گرمی اور موسمی تغیرات سے محفوظ رکھتا ہے، اس لئے ایسے آدمی کو سرسام (Meningitis) کے خطرات کم رہتے ہیں۔

۷......فزیالوجی کی تحقیق اور ریسرچ کے مطابق جب حرام مغز (Spinal Cord) محفوظ رہے گا تو جسم کا اعصابی نظام (Nervous Systm) اور عضلاتی نظام (Muscles System) درست اور منتظم رہے گا، اور ایسا کپڑے کے شملے میں ممکن ہے۔

۸......سفید پگڑی کی وجہ سے دماغ اور دماغی اعصاب (Brain Nerves) گرمی کی تمازت اور لو کے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔

ایسے آدمی کو لو لگنا (Sun Stroke)، سرسام، دماغی فالج جیسے امراض بہت ہوتے ہیں۔

فیصل آباد کے ایک صاحب نے بتایا کہ مجھے دائمی نزلہ اور درد سر تھا، کسی نے پگڑی

باندھنے کا مشورہ دیا، میں نے مستقل پگڑی استعمال کی، مجھے بہترین افاقہ ہوا۔ پگڑی باندھنے سے انسان زیادہ معزز اور بارعب نظر آتا ہے۔ ❶

ڈاکٹر عزیز احمد ماہر نفسیات ہیں، فرمانے لگے کہ میں جب اعلیٰ ڈگری کے لئے بیرون ملک گیا تو وہاں نفسیاتی امراض سے بچنے کے لئے پگڑی نما ایک کپڑا سا سر پر باندھا جاتا تھا۔ میں نے جب دیکھا تو فوراً بولا یہ تو پگڑی ہے اور جس انداز سے آپ باندھ رہے ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل اسی طرح باندھی تھی۔ ماہرین وہ پگڑی نما کپڑا اس لئے باندھتے تھے کہ اس سے آدمی کے اندر مسائل و مصائب کی برداشت اور قوت پیدا ہوتی ہے، اور آدمی بے شمار نفسیاتی امراض سے بچ جاتا ہے۔ (حلم نام ہے قوت برداشت اور تدبر کا)

صدیوں قبل آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمات دیں اور موجودہ سائنس اب تحقیق کر رہی ہے۔ ❷

روزہ رکھنے کے جسمانی فوائد

مجھے ایک صاحب ملے، کہنے لگے میں روزے رکھتا ہوں، امریکن تھا، میں نے کہا وہ کیوں تم تو غیر مسلم ہو؟ کہنے لگا وہ ایسے کہ سال میں کچھ وقت انسان پر ایسا گزرنا چاہیے کہ وہ ڈائٹنگ کر کے اپنے نظام ہضم (Digestive System) کو کچھ عرصہ فارغ رکھے۔ اس طرح اس کے اندر موجود رطوبتیں جو وقت کے ساتھ ساتھ زہر (Poison) میں تبدیل ہو جاتی ہیں، روزے سے ختم ہو جاتی ہیں۔ ان خطرناک رطوبتوں کے ختم ہونے سے بہت سے پیچیدہ امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس طرح

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۵۰، ۱۵۱

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۱۵۲

نظام ہضم پہلے سے مضبوط ہو جاتا ہے۔

اس لیے میں نے اور میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مہینے میں اس طرح روزہ رکھ کر ڈائٹنگ (Dieting) کریں گے۔ میں نے کہا ہمیں یہ سنت دین میں بتائی گئی ہے کہ ہر مہینے ایام بیض کے تین روزے رکھیں، بالخصوص وہ لوگ جو غیر شادی شدہ ہوں ان کے اندر ایک ڈسپلن (Discipline) صبر اور ضبطِ نفس پیدا ہوتا ہے۔ ❶

خوشبو اور جدید سائنسی تحقیق

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو رَد نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں کو رَد نہ کیا جائے:

(۱) تکیہ (۲) تیل۔ (۳) دودھ۔ یعنی اِن تینوں چیزوں کو قبول کرنا چاہیے۔ ❷

جرمنی کے ڈاکٹر ایف نے اس طریقہ علاج کو عام کیا اور ہزاروں لوگ اس سے صحت یاب ہوئے، ڈاکٹر ایف کے مطابق چونکہ خوشبو ایک جزءِ لطیف ہے اور روح بھی لطیف ہے، اس لئے جب کوئی شخص خوشبو لگاتا ہے تو اس کے اثرات فوراً روح پر پڑیں گے اور روح کی وجہ سے جسم صحت اور تازگی کی طرف مائل ہوگا۔

بادشاہوں کے محلات میں بعض خوشبودار لکڑیوں کی دھونی دی جاتی تھی اور جب محل میں کوئی بیمار ہوتا تو بھی خوشبودار لکڑیوں کی دھونی دی جاتی، یہ اس بات کی علامت ہوتی کہ اس خوشبو کے اثر سے مریض جلد صحت یاب ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو پسند تھی۔ ریحان کی خوشبو پرانے ملیریا کا قطعی علاج

❶ خطبات فقیر: سنت نبوی اور جدید سائنس، ج۱ص۲۷۰/ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص۱۶۳، ۱۶۴

❷ سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء في كراهية رد الطيب، رقم الحديث: ۲۷۸۹، ۲۷۹۰

ہے، ایسے مریض جن کا بلڈ پریشر ہمیشہ ہائی رہتا ہو، ان کے لئے بہت مفید ہے۔ جذبات کی تیزی کو نارمل کرتی ہے جن لوگوں کو معدے کا السر اور تیزابیت ہو ان کے لئے اس کا لگانا فائدہ مند ہے۔

یادرکھیں خوشبو زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے آپ ایک ایسی جگہ جائیں جہاں ہر طرف خوشبو اور مہک ہو تو آپ کی طبعیت اور مزاج کی کیفیات کیا ہوں گی، وہ آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک ایسی جگہ جائیں جہاں بدبو ہو تو انسان کی طبعیت میں تکدر، بے چینی، نفرت حتی کہ بعض حضرات کو قے آ جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ خوشبو اور بدبو کا اثر تمام زندگی پر پڑتا ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خاص طور پر خوشبو لگانے کی ہدایت کی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے دور دور سے لوگ اکھٹے ہوتے ہیں اور خوشبو اِن حاضرین کی طبعیت میں خوشگواری اور مسرت پیدا کر دیتی ہے۔

اس طرح عود اور مشک کی خوشبو بھی اعصاب میں نشاط اور تحریک پیدا کرتی ہیں، ان خوشبوؤں کو لگانے والا ہمیشہ چست اور حاضر دماغ رہے گا۔ ❶

آنکھوں میں سرمہ لگانے کی حکمتیں اور فوائد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں ہر رات تین تین سلائی سرمہ دونوں آنکھوں میں لگایا کرتے تھے۔ ❷

سرمہ جہاں سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہاں اس کے فوائد دنیوی لحاظ سے بھی

❶ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۳۲، ۳۳۳

❷ سنن الترمذی: أبواب اللباس، باب ماجاء في الإكتحال، رقم الحديث: ١٧٥٧

بالاتر ہیں۔

۱......سرمہ اعلیٰ درجہ کا واقع تعفن یعنی انٹی سپٹک (Anti Septic) ہے۔

۲......جدید تحقیق کے مطابق جب آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے تو سورج کی تیز شعائیں (الٹراوئیلٹ) آنکھوں کی چکی (Retina) کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ اس کے برعکس الٹراوئیلٹ ریز ان آنکھوں کی پتلیوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں جن آنکھوں میں سرمہ نہ ہو۔

۳......سرمہ سے آنکھوں کے اوپر پھنسی لینڈ انفکشن (Lead Lnfection) (Lead Infection) اور ککرے بالکل نہیں ہوتے۔

۴......آشوب چشم کے مریض کے لئے سرمہ بہت مفید ہے، حتی کہ جو آدمی سرمہ مستقل استعمال کرتا ہے اِسے آشوب چشم کا مرض کم ہوگا۔

۵......ماہرین چشم کے مطابق آنکھوں کے ان امراض سے بچاتا ہے جن امراض کا جدید سائنس میں علاج ناممکن ہے۔

۶......آنکھوں کے زخم، خراش اور سوزش کے لئے سرمہ بہت مفید ہے، یہ ہر قسم کے چھوتی جراثیم (Contagious Germs) ختم کردیتا ہے۔[1]

تیل لگانے کے فوائد اور حکمتیں

سر جیمز ساگم کینیڈا کے عظیم فزیوتھراپسٹ ہیں، سر میں تیل لگانے کے بارے میں ان کے تجربات شائع ہوئے جو نذر قارئین ہیں۔

میں نے سر پر تیل لگانا جہاں وقت کو ضائع کرنا گردانا تھا، وہاں سرمایہ کی قلت کا بھی خطرہ تھا لیکن ایک واقعہ میرے لئے نشان راہ بن گیا۔

[1] سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۳۴۵

میں کیوٹر (ایک دیہات کا نام) کے روڈ پر موٹر دوڑائے جارہا تھا۔ ایک جگہ ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ دوسرے بیٹھے ہوئے بوڑھے آدمی کے سر پر مساج کررہے تھے، میں نے سمجھا شاید یہ کوئی تشویش ناک کیس ہے، میں نے گاڑی روکی ان سے احوال پوچھا، کہنے لگا میرا باپ پاگل ہوگیا تھا، گھر سے دور تک نکل جاتا تھا، بہت علاج کئے حتی کہ ڈاکٹر مور کے پاس بھی گئے لیکن افاقہ نہ ہوا، تو مجھے کسی نے بتایا کہ تم اپنے والد کے سر پر آئل کی مالش کرو، تو میں نے ایسا کرنا شروع کردیا، مجھے ۲۷ یوم ہوگئے ایسا کرتے ہوئے میرا والد اب بالکل تندرست ہے۔

اس کی بات سن کر میں حیران ہوا، میں نے مریض کا بغور تجزیہ کیا، واقعی مریض تندرست تھا، اس کی سابقہ رپورٹیں پڑھیں، ان رپورٹوں کے مطابق وہ شخص واقعی ذہنی مریض تھا۔ اس کے بعد میں اس جیسے اور اس کے علاوہ دوسری امراض میں مبتلا کئی مریضوں کو یہ طریقہ استعمال کرایا تو اس کے فوائد میری توقع سے بڑھ کر حاصل ہوئے۔

کیونکہ میں نے اسے ذہنی دباؤ اعصابی کھچاؤ دردسر کے پرانے مریض، گردن پٹھوں کے درد، شانوں کے درد اور کھچاؤ، نگاہ کی کمزوری، چہرے کی سرجری کے لئے بہت مفید پایا۔

کنگھی کرنے سے ایک حرارت اور انرجی پیدا ہوتی ہے جو بالوں کے ذریعے جسم کے اعصابی نظام کو جاندار اور قوی کرتی ہے، حتی کہ مسلسل کنگھی کرنا بالوں کو بڑھاتا ہے اور انہیں گھٹا کرتا ہے۔

کنگھی کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر بالوں میں کنگھی نہ کی جائے تو ان میں جراثیم اٹک جاتے ہیں جو اندر ہی اندر بڑھتے رہتے ہیں، ایک وقت میں خطرناک کیفیت اختیار کر لیتے ہیں، کنگھی نہ کرنا جوؤں کے خطرات کو بڑھا دیتا ہے۔ (۱)

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۴۳۹، ۴۴۰

ناخن کاٹنے کے فوائد وثمرات

ناخن کاٹنا مسنون عمل ہے۔ حدیث میں ہے کہ فطرت سے ہے کہ زیر ناف بال کاٹیں، ناخن کاٹیں اور مونچھیں کتروائیں۔ ❶

میڈیکل کے اصول اور قانون کے مطابق پیٹ کے کیڑوں کے انڈے انسانی ناخن میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسان جب کھانا کھاتا ہے تو یہ انڈے کھانے میں شامل ہو کر پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اندر ہی اندر پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔

میڈیکل کے قانون کے مطابق آنتوں کے کیڑوں کی گولی ہاتھ سے نہ اٹھائی جائے بلکہ کسی خشک کاغذ سے اٹھا کر منہ میں ڈالی جائے، دھوپ میں خشک کئے ہوئے کپڑے پہنیں۔ بستر کو دھوئیں، بستر کی چادر کو دھو کر دھوپ میں خشک کریں اور پھر استری کر کے پہنیں، صبح اٹھ کر غسل کریں، بستر بدلیں، چادر بدلیں، لباس بدلیں، اور نیم گرم پانی سے نہائیں کیونکہ بعض اوقات کیڑوں کے انڈے ہاتھوں، بدن اور کپڑوں پر لگنے کی وجہ سے جسم کے اندر چلے جاتے ہیں اور اگر اس لباس کو صاف کریں گے اور ناخن کاٹیں گے تو انڈے دفع ہو کر صحت اور تندرستی کا باعث بنیں گے۔

تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں، ایسی خواتین نفسیاتی امراض کا زیادہ شکار ہوں گی، حتی کہ ایک ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان کو اتنا نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے کہ انسان خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار، رقم الحدیث: ۵۸۹۰

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۴۵۰

برتن ڈھانپ کر رکھنا

احادیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن (کھانے پینے کی چیزوں کے) کو ڈھانپ کر رکھنے کی ہدایت کی، آپ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ لو، مشکیزوں کا منہ بن کردو، دروازے بند کردو اور چراغ بجھادو۔ ❶

اگر اس بات کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق کتنی بڑی احتیاط ہے، کیونکہ اگر برتن ڈھانپ کر نہ رکھے جائیں تو مندرجہ ذیل نقصانات کا مستقل خطرہ ہے۔

کوئی زہریلہ جانور مثلاً سانپ، چھپکلی وغیرہ اسمیں منہ ڈال کر اپنی زہر ڈال دے۔ بے شمار واقعات کتب تاریخ میں اور عام معاشرتی زندگی میں ملتے ہیں۔

اگر کھلے برتن میں کوئی کھانے پینے کی چیز موجود ہو اور اس میں کتا منہ ڈال جائے تو اس کتے کے خطرناک جراثیم (Germs) جسم میں چلے جانے کا خطرہ ہے۔

گرد اور فضا میں آلودگی کی وجہ سے بے شمار جراثیم ہوتے ہیں، اگر برتن کھلا ہوا اور خالی ہو تو یہ جراثیم اور گرد وغبار اس میں پڑیں گے اور اگر اس برتن میں کوئی غذا خوراک اور مشروب ہو تو جراثیم ان میں پڑیں گے اور یہ غذا جسم کے لئے زہر بن جائے گی۔

اگر برتن کھلا ہوا اور کوئی ایسا آدمی جو صاحب نظر بد ہے اور اس کی نگاہ پڑ گی تو اس کی منفی لہریں (Negative Rays) اس میں پڑ جائیں گئیں اور کھانا مرض بن جائے گا۔ ❷

بہر حال ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمہ وقت مسنون اعمال کو اختیار کریں، مسنون اعمال

❶ صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب الأمه بتخطية الإناء......الخ، رقم الحديث: ۲۰۱۲

❷ سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۴۵۹

اختیار کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت نصیب ہوتی ہے، آپ کا قرب نصیب ہوتا ہے، مسنون اعمال کی برکت سے انسان بہت سے شرور وآفات سے محفوظ رہتا ہے، ہر قدم پر نصرتِ خداوندی اِس کے ساتھ ہوتی ہے، اعمال میں برکت ہوتی ہے، یہ دنیا میں آپ کی اطاعت اور آخرت میں آپ کی شفاعت کا سبب ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو مسنون اعمال پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

۵۴......عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت وضرورت اور اسلافِ امت کی قربانیاں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَاأُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَاأُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾(البقرة:۴)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾(الأحزاب:۴۰)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ،إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ،فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ،وَيَعْجَبُونَ لَهُ،وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟قَالَ:فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ.❶

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ،

❶صحیح البخاری: کتاب الماقب،باب خاتم النبیین صلی اللّٰه علیه وسلم ،رقم الحدیث:۳۵۳۵

دَعْـوَاهُـمَا وَاحِدَةٌ،وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ،قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں ایک بہت ہی اہم عقیدہ "ختم نبوت" کا تذکرہ ہے، مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جہاں میں بھیج کر بعثتِ انبیاء کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کا آخری پیغمبر ہونا، آپ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعی نبوت کا کاذب و کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع واتفاق رہا ہے۔

قرآنِ مجید کے تقریباً سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث وآثار میں اس عقیدے کو بیان کیا گیا ہے۔

ختم نبوت کا معنی ومفہوم

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبوت اور پیغمبری حضور کی ذات بابرکت پر ختم ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم (بالکسر) ہیں یعنی سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء کے خاتم (بالفتح) یعنی مہر ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا، مہر کسی چیز کا منہ بند کرنے کے لیے لگاتے ہیں، اسی طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء پر مہر ہیں، اب آپ

❶صحیح البخاری: کتاب المناقب،باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم الحدیث: ۳۶۰۹

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، اور قیامت تک کوئی شخص اب اس عہدہ پر فائز نہ ہوگا۔ مہر ہمیشہ ختم کرنے اور بند کرنے کے لیے ہوتی ہے ''کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿یُسْقَوْنَ مِنْ رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُہٗ مِسْکٌ﴾ (المطففین: ۲۵، ۲۶) ترجمہ: انہیں ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی۔ اس کی مہر بھی مشک ہی ہوگی۔'' یعنی سربمہر بوتلیں ہوں گی اور شراب ان کے اندر بند ہوگی۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ'' اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے، یعنی کفر اندر بند کردیا ہے۔ ❶

عقیدہ ختم نبوت قطعی، بدیہی اور متواتر ہے

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ ختم نبوت کامل کی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ورسول ہونا اسلام کے ان بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے، جن کو تمام عام وخاص، عالم وجاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں، بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں، تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اس عقیدہ پر ہیں، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا، کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کی تشریعی غیر تشریعی یا ظلی وبروزی یا مجازی وغیرہ اقسام ہیں، قرآن وحدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں، پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی یہ قسم نہ دیکھی اور نہ سنی، بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک

❶ احتساب قادیانیت: ج۲ص۵۱۴

پوری امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ورسالت ختم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے پہلے پیدا ہوکر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، ان کا اخیر زمانہ میں آنا اس کے قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مرادف معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے ”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ“ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے، لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت و جہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کر کے ظاہر کیا ہے وہیں یہ مسئلہ بھی تختہ مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ وار جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب و بہا کی جماعت فرقہ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلاف واختلاف کا دروازہ کھولا اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہوسکے کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ اور ان کا دعویٰ کیا ہے؟ کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا اقرار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا

گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہونے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے: ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے، دوسرا فرقہ ان کو باصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیرو ہے، تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں، بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ مسٹر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے اس قطعی اور اجماعی مسئلہ میں خلاف وشقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر، دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی ناواقفیت سے ناجائز فائدے اٹھائے اور اس مسئلہ میں طرح طرح کے اوہام وشکوک ان کے دلوں میں پیدا کر دیے، اور ان کی نظر میں بدیہی مسئلہ کو نظری بنا دیا، اس لیے اہل علم اور اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا کہ ان کے شبہات دور کیے جائیں اور قرآن وحدیث کی صحیح روشنی ان کے سامنے لائی جائے۔ ❶

قرآنِ کریم کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت

قرآنِ کریم کے آغاز میں عقیدہ ختم نبوت کا ذکر

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ

❶ ختم نبوت: ص ۱۱ تا ۱۳

يُوقِنُونَ﴾ (البقرة: ۴)

ترجمہ: اور جو اس (وحی) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی اور آخرت پر وہ مکمل یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کردیا گیا کہ وحی کا سلسلہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جس پر وحی آئے یا اسے پیغمبر بنایا جائے، کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی اور آپ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر فرمایا ہے آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں فرمایا۔ اگر آپ کے بعد بھی کوئی نیا پیغمبر آنے والا ہوتا یا اس کی وحی پر ایمان لانا ضروری ہوتا تو اس کو بھی یہاں بیان فرمایا جاتا جیسا کہ پچھلے پیغمبروں سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ آپ حضرات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں آپ کو ان پر بھی ایمان رکھنا ہوگا۔ (دیکھئے قرآنِ کریم: سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۱) ❶

وحی کی دو قسموں پر ایمان لانے کا حکم ہے

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾

(البقرة: ۱۳۶)

ترجمہ: (مسلمانو) کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا

---

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۴۲

گیا اور اس پر بھی جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا۔ ہم ان پیغمبروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے، اور ہم اسی (ایک خدا) کے تابع فرمان ہیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو صرف نزولِ وحی کی دو قسموں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، ایک اس وحی پر جو ان کی طرف بھیجی گئی یعنی قرآن حکیم اور دوسری وہ جو پہلے انبیاء کی طرف بھیجی گئی، جن میں سے چند جلیل القدر انبیاء کے اسمائے گرامی بطورِ مثال درج کیے گئے۔ اس جگہ ''وَمَا أُوتِيَ'' صیغہ ماضی اور ''النَّبِيُّوْنَ'' پر لامِ استغراق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء پر آسمانی وحی کا نزول تمام ہو چکا ہے، اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوگی۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾ (البقرة: ۲۸۶)

ترجمہ: یہ رسول (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔

اس آیت میں دو چیزیں بطورِ خاص قابلِ توجہ مذکور ہیں۔

۱۔ صرف اس وحی پر ایمان لانا کافی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی آنے کا کوئی امکان ہوتا

تو آیت میں اس پر ایمان لانے کو بھی لازم قرار دیا جاتا۔

۲۔تمام انبیاء پر ایمان لانا واجب ہے،اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی بھی رنگ میں (خواہ بقول مرزا قادیانی ظلی یا بروزی صورت میں) آنے والا تھا تو آیت میں ضرور بالضرور اس کی اطلاع دی جاتی اور اس پر ایمان لانے کا حکم دیا جاتا، عدم ذکر اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا وجود خارج اَز امکان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾(الأحزاب: ۴۰)

ترجمہ: (مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں صاف طور پر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جن میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا گیا ہے، احادیث مبارکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس عقیدے کو بڑی اہمیت وتاکید کے ساتھ بیان کیا، اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی پیشن گوئی بھی کی جو ہو بہو روزِ روشن کی طرح واضح ہوئی۔

قرآن کریم نے مسئلہ ختم نبوت کو تقریباً سو مقامات پر ذکر کیا ہے، کہیں صراحتاً، کہیں کنایتاً، کہیں عبارت النص سے، کہیں اقتضاء النص سے، کہیں اشارۃ النص سے تو کہیں

دلالت النص سے، اسی طرح دوسو سے زائد احادیث، آثاراوراسلافِ امت کے اقوال کوتفصیل کے ساتھ حضرتِ اقدس مولانامفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے اپنی تصنیف ''ختم نبوت'' میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کوامت کی جانب سے اِس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت

رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم قصرنبوت کی آخری اینٹ ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ. (1)

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر تعمیر کیا اور اس کوخوب آراستہ وپیراستہ کیا، لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آکراس مکان کودیکھنے لگے اور خوش ہونے لگے اور کہنے لگے! یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس میں وہی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کوایک بلیغ مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک اعلیٰ اور خوبصورت محل نما عمارت تعمیر کی، جس کی تزئین وآرائش میں کوئی کسر نہ اٹھارکھی گئی لیکن کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔

(1) صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۵۳۵

لوگ اس قصرِ رفیع الشان کو دیکھنے آتے اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے، لیکن کونے میں اینٹ کی خالی جگہ دیکھ کر کہتے کہ کتنا اچھا ہوتا کہ اینٹ رکھ کر اس کو بھی مکمل کر دیا جاتا، آگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت کے اس عالیشان محل کی تکمیل میری بعثت سے ہوگئی اور قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ اس تصریح کے بعد اس روایت سے کسی نئے نبی کے حوالے سے کوئی اور معنی نکالنے کی مطلقاً گنجائش نہیں رہی۔

ختم نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَّمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ. ❶

ترجمہ: مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے باعث فضیلت دی گئی ہے۔ میں جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کیے گئے ہیں اور میرے لیے (ساری) زمین پاک کر دی گئی اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

میں آخری نبی ہوں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جعلت لی الأرض مسجدا وطهورا، رقم الحدیث: ۵۲۳

أَنَـا قَـائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ،وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ،وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ. ❶

ترجمہ: میں رسولوں کا قائد ہوں اور (مجھے اس بات پر) فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور (مجھے اس بات پر) کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میں ہی وہ پہلا (شخص) ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی اور (مجھے اس بات پر) کوئی فخر نہیں ہے۔

میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا

حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ،وَأَنَا أَحْمَدُ،وَأَنَا الْمَاحِي،الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ،وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي،وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ. ❷

ترجمہ: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ کفر کو مٹا دیا جائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آ جائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔

میرے بعد جھوٹے دجال نبوت کا دعوی کریں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ المعجم الأوسط: باب الألف، ج ۱ ص ۶۱، رقم الحديث: ۱۷۰

❷ صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب في أسمائه صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۲۳۵۴

لَاتَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ،وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ،قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو گروہ آپس میں لڑیں گے ان کے درمیان جنگ عظیم ہوگی اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور اس وقت تک قیامت نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹ بولنے والے دجال پیدا نہ ہوں گے اور وہ سب یہی دعویٰ کریں گے کہ ہم اللہ کے رسول اور پیغمبر ہیں۔

میری امت میں تیس جھوٹے نبوت کا دعوی کریں گے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ،وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي. ❷

ترجمہ: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبائل مشرکوں کے ساتھ نہ جاملیں گے اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبائل بتوں کو پوجنے لگیں گے، اور حقیقت یہ ہے کہ میری امت میں سے تیس جھوٹے (یعنی نبوت کا دعویٰ کرنے والے) ظاہر ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے جب کہ واقعہ یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

❶صحيح البخاري: كتاب المناقب،باب علامات النبوة في الإسلام، رقم الحديث: ٣٦٠٩

❷سنن الترمذي:أبواب الفتن،باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون،رقم الحديث: ٢٢١٩

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں

اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے تھے:

وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. ❶

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے زندہ رہتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ.

نبوت کا کوئی جز وسوائے مبشرات کے باقی نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. ❷

اچھے خواب۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب من سمى بأسماء الأنبياء، رقم الحديث: ٦١٩٤

❷ صحيح البخاري: كتاب التعبير، باب المبشرات، رقم الحديث: ٦٩٩٠

احادیثِ مذکورہ سے ختم نبوت کا ثبوت اور جھوٹے دجالوں کا قلع قمع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وشفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے، اور پھر یہ بھی مسلّم ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل کے جتنے علوم وحالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن ورات برابر ہوں، اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ رہے، اس میں جتنے خطرات کے مواقع ہوں گے، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلا دیئے، نیز اس راستہ کے ایسے ایسے نشانات ان کو بتلا دیئے جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے رہیں۔ چنانچہ جب ہم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہوجاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے قابل اقتداء رہنما پیدا ہونے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کے نام لے لے کر بتلا دیے، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے مشتے نمونہ از خروارے چند احادیث اوپر ذکر کی گئیں، آنحضرت کی انتہائی شفقت ومربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان، بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہوسکتا ورنہ لازم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے کیوں کہ ان سب کی اتباع پر امت کی نجات کا مدار ہے۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتداء

کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیر، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لے کر انہیں واجب التکریم اور قابلِ اقتداء فرماتے ہیں، حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددینِ امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور اُن کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیثِ سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دوسو دس احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے۔

جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے: ”اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ کَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ۔ ❶

بہر حال ان تمام احادیث اور بے شمار احادیث متواترہ سے صراحتاً یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، جس سلسلہ نبوت کا حضرت آدم علیہ السلام

❶ ختم نبوت: ص ۳۶۴، ۳۶۵

سے آغاز ہوا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ سلسلہ ختم ہوگیا، آپ کے بعد کسی بھی انداز میں دعوی نبوت کی گنجائش نہیں۔ جس مسلمان کے قلب میں یہ بات آجائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ورسالت میں سے کسی کی گنجائش ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور اس ارتداد کی بنا پر واجب القتل قرار دیا جائے گا تاوقتیکہ توبہ کرے۔ اس بناء پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والے کیلئے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوی صادر فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری زمانے میں جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کا حکم صادر فرما کر اس بات کی وضاحت کردی تھی کہ شریعت اسلامیہ میں جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکار واجب القتل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد امت میں جس مسئلہ پر سب سے پہلا اجماع ہوا وہ صحابہ کرام کے درمیان مسئلہ ختم نبوت پر تھا۔ خلیفہ اول و جانشین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعوی نبوت کو مسترد کرتے ہوئے جہاد کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ عملی طور پر اس جہاد میں شرکت کی۔

عقیدہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع

اسلام میں سب سے پہلا اجماع اس پر منعقد ہوا تھا کہ دعوی نبوت بغیر اس تحقیق کے کہ اس کی تاویل کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعوی ہے؟ کفر اور ارتداد ہے، اور مدعیِ نبوت کی سزا قتل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے جہاد کیا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں اور عہد نبوی سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النّبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم میں صریح آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی۔ ❶

یہاں ایک امر قابل غور ہے وہ یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی امت سے جہاد وقتال کو یہود و نصاری اور مشرکین سے جہاد وقتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعیِ نبوت اور اس کی امت کا کفر یہود ونصاری اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہوسکتی ہے ان سے جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے، مگر مدعی نبوت سے نہ تو کوئی صلح ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرقہ مناسب نہیں۔ مسیلمہ کذاب اور اس کی امت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے، اس لیے کہ فرعون مدعی الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں، ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھاتا، پیتا، سوتا اور جاگتا اور ضروریاتِ انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہوسکتا ہے؟ مسیلمہ مدعی نبوت تھا ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور جھوٹے نبی میں التباس ہوسکتا ہے، اس لیے مدعیِ نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور عظیم ہے

---

❶ احتساب قادیانیت: ج ۲ ص ۱۰

اور ہر زمانے میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعوی کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔

اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو سعی اور جد و جہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد بالسیف والسنان تو ارباب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سوالحمد للہ علماء نے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی، تقریر اور تحریر سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔ ❶

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ رحمہ اللہ "**ختم النبوة فی الآثار**" کے آغاز میں ختم نبوت پر اجماع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اُس کے منکر کے مرتد اور واجب القتل ہونے پر ہوا ہے۔ ❷

جھوٹے مدعی نبوت کا آغاز

جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کا آغاز اس وقت ہی ہو گیا تھا جب مسیلمہ کذاب نے اپنے قبیلہ بنو حنیفہ کے ساتھ آستانہ نبوی پر حاضر ہو کر بیعت اسلام کی مگر ساتھ ہی یہ درخواست بھی کر دی کہ مجھے اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر کر دیں، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی، آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم امر خلافت میں اگر مجھ سے یہ شاخ بھی طلب کرو تو میں تمہیں دینے کو تیار نہیں۔

---

❶ احتساب قادیانیت: ج۲ ص۱۱ تا ۱۲

❷ ختم نبوت: حصہ سوم، ص۲۷۲

یہاں پر مؤرخین کے مطابق اصل صورتحال یہ تھی کہ مسیلمہ کذاب نے بیعت کے لئے خلافت یا نبوت میں شراکت کی شرط رکھی تھی، جب آپ نے قبول نہیں فرمائی تو اس نے بیعت اسلام ہی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اس نے نبوت میں شراکت کا اعلان کر دیا، اس فتنہ کو خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے ذریعہ ختم کیا اور مسیلمہ کذاب اپنے تیس ہزار لشکر سمیت جہنم رسید ہوا۔

جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کا قتل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے تشریف لے جانے سے چند دن قبل اسود عنسی نے جھوٹا دعوی نبوت کیا اور اہلِ نجران کو شعبدہ بازی اور کہانت کے چکروں میں ڈال کر اپنا پیروکار بنالیا، بعد ازاں اس نے یمن پر چڑھائی کر کے پورے یمن پر قبضہ کرلیا۔ حضرت عمرو بن حزم اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچائی، جس پر آپ نے اہلِ یمن کے بعض سرداروں کو اہلِ نجران ویمن کے خلاف جہاد کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور اسود عنسی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسود عنسی نے ان کے شہر صنعاء پر فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم شہر بن باذان کو شہید کر کے ان کی اہلیہ آزاد کو جبری طور پر اپنا محکوم بنالیا تھا۔ اس مسلمان عورت کے عم زاد حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو جو شاہِ حبشہ کے بھانجے تھے، ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ اپنی بہن کی مدد کو پہنچے اور ابھی بہن کی نجات کے لئے فکر مند تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جہاد اور اسود عنسی کے قتل کا حکم ملا۔ اس پر انہوں نے اپنی بہن کے ساتھ مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کا منصوبہ بنایا اور اپنی بہن سے مل کر اسود عنسی کو اس کے محل کے اندر ہی قتل کرنے کی مہم تیار کی اور ایک رات موقع پا کر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ

محل کے عقب سے نقب لگا کر اسود عنسی کے کمرے میں پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے اسود عنسی جاگ گیا۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے فوری طور پر جست لگا کر اسود عنسی کو پکڑ لیا اور اس کی گردن مروڑ دی۔ شور سن کر پہرہ دار آئے تو آزاد نے کہا کہ خاموش رہو! تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اسود کے مرتے ہی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا اعلان کیا اور مؤذن نے فجر کی اذان میں "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ" کے بعد "أَشْهَدُ أَنَّ عَيْهَلَةَ كَذَّابٌ" کے الفاظ کے ساتھ اہلِ یمن کو اس سے نجات حاصل کرنے کی خوشخبری سنائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آ کر خبر دی، تو آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان الفاظ کے ساتھ خوشخبری سنائی:

فَازَ فَيْرُوْز.

ترجمہ: فیروز کامیاب ہو گیا۔

آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس پہلے جھوٹے مدعی نبوت کے جہنم رسید ہونے کی اطلاع تفصیل کے ساتھ آئی، اس طرح آپ کی یہ سنت جاری ہوئی کہ جھوٹا مدعی نبوت واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق قیامت تک تیس کذاب و دجال پیدا ہوں گے۔ ہم چودہ سو سالہ تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو اب تک ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے، جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں دعوی نبوت کیا، مگر بڑے جھوٹے مدعیانِ نبوت جن کی جھوٹی نبوت کو کسی نہ کسی حد تک کوئی حیثیت حاصل ہوئی یا جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی شمار میں ہوئے ان کی تعداد ابھی تک تیس کو نہیں پہنچی۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ابھی قیامت تک ایسے کچھ اور فتنے بھی رونما ہوں گے

جوملتِ اسلامیہ کے لئے ناسور بنیں گے اور ان میں سب سے آخری دجال اعظم یعنی کانا دجال ہوگا جس کے قتل کے لئے حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے۔ چودہ سو سالہ تاریخ میں جتنے بھی جھوٹے مدعیانِ نبوت کے فتنوں کا ظہور ہوا، امت مسلمہ نے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے بھر پور کردار ادا کیا۔ ❶

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سبب جسم کے اعضاء کاٹ دیئے گئے

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے گئے، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب سے پوچھا کہ کیا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کا رسول مانتے ہیں؟ جواب دیا: جی ہاں مانتا ہوں، مسیلمہ نے دوسرا سوال کیا کہ کیا تم مجھے رسول مانتے ہو؟ جواب میں اس صحابی رسول نے ارشاد فرمایا: ”أَنَا أَصَمُّ لَا أَسْمَعُ“ میں بہرا ہوں، میں اس بات (دعوی نبوت) کو نہیں سنتا۔

مسیلمہ نے اس صحابی رسول کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا، جو کاٹ دیا گیا، مسیلمہ نے اپنا سوال دہرایا مگر جواب وہی ملا، پھر دوسرا ہاتھ کاٹا گیا، مگر سوال دہرانے پر جواب حسب سابق تھا، حتی کہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بعد کسی اور کے لئے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لئے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں پایا۔ ❷

---

❶ آئینہ قادیانیت: ص۲۱ تا ۲۳/ تاریخ ابن خلدون: الطبقة الثالثة، ج ۲ ص ۴۸۳/ تاریخ الطبری: سنة احدی عشر، ج۳ ص ۲۳۶

❷ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص۳۱/ الإستيعاب في معرفة الأصحاب: باب حرف الحاء، ج ۱ ص ۳۲۰، رقم الترجمة: ۴۷۲

ختم نبوت کی خاطر سب سے پہلے گرفتار ہونے والا

حضرت عبداللہ بن وہب اسلمی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عمان میں تھے، خبر سن کر روانہ ہوئے، راستے میں مسیلمہ کذاب نے ان کو گرفتار کرلیا، اس نے اپنی نبوت آپ پر پیش کی تو آپ نے تسلیم کرنے سے انکار کردیا، مسیلمہ کذاب نے انکو ختم نبوت پر ثابت قدمی میں انکو جیل میں ڈال دیا۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو حضرت عبداللہ بن وہب اسلمی رضی اللہ عنہ جیل سے نکل کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے اس حصے میں جا کر شامل جہاد ہوئے جو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی کمان میں جنگ کررہا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن وہب اسلمی رضی اللہ عنہ ختم نبوت کی خاطر سب سے پہلے گرفتار ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ (1)

تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے سبب آگ کا اثر نہ کرنا

حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ جن کا نام ''عبداللہ بن ثوب'' رحمہ اللہ ہے اور یہ امت محمدیہ کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا، یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا، جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا

(1) تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۱، ۳۲/ الطبقات الکبری: ترجمة: ج ۴ ص ۲۳۷، رقم الترجمة: ۵۰۲

کرتا تھا، اسی دوران اس نے حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابومسلم رحمہ اللہ نے انکار کیا، پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ ابومسلم رحمہ اللہ نے فرمایا جی ہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوف ناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلم رحمہ اللہ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو بے اثر فرمادیا اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے، یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اُسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروکار تم سے بدظن ہوجائیں گے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا، یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم روپوش ہوچکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی، وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت ابومسلم رحمہ اللہ نے جواب دیا یمن سے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابومسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اِن کی حفاظت فرمائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا: عبداللہ بن ثوب، اتنی دیر

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اپنا کام کرچکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرطِ مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا:

وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی لَمْ یُمِتْنِی حَتَّی أَرَانِی فِی أُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَنْ فُعِلَ بِهِ مَا فُعِلَ بِإِبْرَاهِیمَ خَلِیلِ اللَّهِ . ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔

عدالت میں پانچ پانچ گھنٹے ختم نبوت پر بیان

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے عشق رسالت کا اس سے اندازہ کریں کہ آپ نے انتہائی کمزوری اور نقاہت کے باوجود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور اس کے ضمن میں پیش آنے والے مسائل پر کئی دن مسلسل پانچ پانچ گھنٹے عدالت میں بیان دے کر علم وعرفان کے دریا بہائے اور مرزائیوں کو ہر مسئلہ میں لاجواب کیا، آپ کے بیانات نے مقدمہ کی کایا پلٹ دی، آپ نے وفات سے کچھ دن پہلے خدام کو فرمایا کہ میری چار پائی اٹھا کر مدرسہ میں لے چلو، وہاں پہنچ کر آپ

❶ آئینہ قادیانیت: ص۳۰، ۳۱/ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص۲۹، ۳۰/ حلیة الأولیاء: أبومسلم الخولانی، ج۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹ / تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰه بن ثوب، ج۲۷ ص ۲۰۱ /أسد الغابة فی معرفة الصحابة: ترجمة أبومسلم الخولانی، ج۶ ص ۲۸۲ رقم الترجمة ۶۲۵۴

نے سب علماء کو جمع کیا اور فرمایا ''میں بہت کمزور ہوں، اٹھ نہیں سکتا، ایک بات کہنے آیا ہوں، جس کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی آرزو ہو وہ آپ کی عزت و حرمت کی حفاظت کرے اور فتنہ مرزائیت کے مٹانے اور اس سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرتا رہے۔'' ❶

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اگر مقدمہ بہاولپور کے فیصلہ سے پہلے میری زندگی پوری ہو جائے تو میری قبر پر فیصلہ سنا دیا جائے۔ ۱۹۳۳ء میں آپ کا انتقال ہوا اور ۱۹۳۵ء میں اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ ہوا، جس میں مدعی علیہ کے ارتداد کی تاریخ سے نکاح کو منسوخ اور مرزائیوں کو کافر قرار دیا گیا۔ ❷

تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کرسکیں تو گلی کا کتا بھی بہتر ہے

بہاولپور پہنچنے کے بعد جمعہ آپ نے بہاولپور کی جامع مسجد میں پڑھا اور نماز کے بعد ہزار ہا مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کیلئے پا بہ رکاب بھی، اچانک شیخ الجامعہ کا مکتوب مجھے ملا جس میں بہاولپور آ کر مقدمہ میں شہادت دینے کیلئے لکھا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانب دار بن کر یہاں آیا ہوں، پھر فرمایا: اگر ہم تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کرسکیں تو گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے۔ ❸

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۱۸۱

❷ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۱۸۱، ۱۸۲

❸ نقش دوام: مقدمہ بہاولپور، ص ۱۹۰، ۱۹۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر سے فرمایا عطاء اللہ کے سر پر دستار باندھو

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رسول خان رحمہ اللہ نے جو بہت بڑے محدث تھے، فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک سنہری طشت میں آسمان سے) ایک دستار مبارک لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اٹھو اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھ دو، میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لیے بہت سارا کام کیا ہے۔ ❶

امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا دردِ دل اور قربانیاں

امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی تقریر جاری تھی، سب لوگ دم بخود سن رہے تھے، شہر میں مکمل ہڑتال تھی، ہر طرف سناٹا طاری تھا، لوگ جانیں دینے کے لیے تیار تھے، ایسے میں کسی نے مجمعے میں خبر سنائی، خواجہ ناظم الدین لاہور پہنچ گئے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے یہ خبر سنی، تو ان کی تقریر نے نیا رخ لیا، اپنی ٹوپی سر پر سے اتارتے ہوئے بولے، کوئی ہے جو میری ٹوپی خواجہ ناظم الدین کے پاس لے جائے، میری ٹوپی کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکی، اس کو خواجہ ناظم الدین کے قدموں میں ڈال دو، ان سے کہو ہم تمہارے سیاسی مخالف نہیں ہیں، الیکشن بھی نہیں لڑیں گے، تم سے اقتدار نہیں چھینیں گے، ہاں ہاں جاؤ میری ٹوپی ان کے قدموں میں ڈال کر کہو......

اگر پاکستان کے بیت المال میں کوئی خنزیر ہے تو عطاء اللہ شاہ بخاری تیرے خنزیروں کا ریوڑ چرانے کے لیے بھی تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے

❶ تقاریر مجاہد ملت: ص ۷/ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان: ص ۱۸۲

ماں باپ آپ پر قربان کی رسالت کی حفاظت کا قانون بنا دو، کوئی آقا کی توہین نہ کرے، آپ کی ختم نبوت پر آنچ نہ آنے پائے، شاہ جی بول رہے تھے، مجمع بے قابو ہو رہا تھا، لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، ایسے نظارے چشم فلک نے بہت کم دیکھے ہوں گے، عوام وخواص سبھی رو رہے تھے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ پر وجد کی کیفیت طاری تھی۔❶

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی زندگی میں صرف دو چیزوں سے نفرت ہے، ایک قادیانی، دوسرے انگریز، باقی کسی سے ایسی نفرت نہیں، اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ان سوروں کے ریوڑ کو چرانے کے لیے تیار ہوں جو انگریز کی کھیتی کو نقصان پہنچائے اور 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں فرماتے تھے کہ خواجہ ناظم الدین صاحب مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیجیے! میں اس کی شکر گزاری میں ہر خدمت اور ہر نوکری بجالانے کو تیار ہوں، یہ قادیانیوں اور انگریزوں کے ساتھ انتہائی نفرت کا اظہار تھا، اب اس سے زیادہ نفرت کا اظہار کیسے کریں؟ اور پھر اس کا صلہ بھی دیکھا؟ جو حضرت امیر شریعت کو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عطاء ہوا؟

حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ فوت ہو گئے ہیں، ان کے صاحبزادے موجود ہیں ان سے پوچھ لو، حضرت درخواستی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور وہاں پہنچ کر ہجرت کا ارادہ کر لیا کہ باقی زندگی بس یہیں رہنا ہے، پاکستان واپس نہیں جانا، خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حکم فرمایا کہ یہاں رہنے کی اجازت نہیں،

❶ یادگار واقعات: ص ۳۱۹/ ہمارے اسلاف: ص ۷۵،۷۶

واپس پاکستان جاؤ، وہاں تمہاری ضرورت ہے، وہاں رہ کر دین کا کام کرو اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا سلام کہنا۔ ❶

یوں تو ہزاروں ماؤں نے اپنے بچوں کو تحریک ختم نبوت کے لیے اپنے ہاتھوں کفن بردوش روانہ کیا لیکن بورسٹل جیل لاہور میں ملاقات کے دوران جب ایک ماں اپنے بچے کو تسلی دے کر اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جو ملاقات کے وقت پاس کھڑے تھے، انہوں نے بچے کی ماں سے کہا:

بچے سے پوچھو اسے کوئی تکلیف تو نہیں؟

ماں نے آبدیدہ نگاہوں سے قدرے مسکراتے ہوئے پنجابی زبان میں کہا:

''سیدا! میں تے اپنا گودی دا پتر وی تیرے حوالے کرن آئی آں''

اس سے تکلیف کا کیا پوچھنا؟ ''شاہ جی! میں تو (اس سے بھی چھوٹا) اپنی گود کا بچہ آپ کے سپرد کرنے آئی ہوں''

جواب میں امیر شریعت نے اس ماں کے ان نیک جذبات کو اسلام کے لیے تاحیات زندہ رہنے کی دعا فرمائی اور بہت خوش ہوئے۔ ❷

تحفظِ ختم نبوت کے لیے اکابر علماء کی قربانیاں

مولانا مجاہد الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء میں مجھے چند دنوں کے بعد لاہور کے سیاست خانے سے نکال کر ''بم کیس وارڈ'' میں منتقل کر دیا گیا تھا، ایک روز اخبارات میں خبر پڑھی کہ ملتان سینٹرل جیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، مولانا قاضی احسان شجاع آبادی رحمہما اللہ اور انکے دیگر ساتھیوں کی حالت یکا یک سخت خراب ہوگئی۔

❶ ہمارے اسلاف: ص ۲۶۷/ واقعات و مشاہدات حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ: ص ۱۳۱

❷ ہر واقعہ بے مثال: ج ۲ ص ۱۰۸/ حیات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، از جانباز مرزا، ص ۱۵۲

تحریک تحفظ ختم نبوت میں حصہ لینے والے ان ممتاز راہ نماؤں کو مسلسل قے اور اسہال کی تکلیف تھی، ڈاکٹر ان حضرات کی جان بچانے کی کوشش کر رہے تھے، چھ روز بعد اطلاع ملی کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ علیہ کو لاہور جیل میں منتقل کیا جا رہا ہے، چنانچہ ایک روز اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل نے (جو حضرت لاہوری کے مرید تھے) مجھے یہ خوش خبری دی کہ حضرت شیخ التفسیر کو بغرض علاج لاہور سینٹرل جیل منتقل کیا جا رہا ہے، میں نے اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ جیل مہر محمد حیات سے درخواست کی کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو ہمارے وارڈ ''بم کیس احاطہ'' میں رونق افروز کیا جائے۔

چنانچہ حسب پروگرام جب حضرت لاہوری رحمہ اللہ سینٹرل جیل میں منتقل ہوئے تو ''بم کیس وارڈ'' کو آپ کی ذات سے شرف بخشا گیا، یہ وارڈ تاریخی نوعیت کا حامل تھا، بھگت سنگھ اور دت وغیرہ تحریک آزادی کے جن نوجوانوں نے اسمبلی میں بم پھینک کر انگریزوں کو نقصان پہنچایا تھا، یہ وارڈ اِن کے لئے تعمیر کیا گیا تھا، اور ''بم کیس'' کے عنوان سے انہی کے نام موسوم ہوا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ جب سینٹرل جیل میں تشریف لائے تو کڑکڑاتی گرمی کا سخت موسم تھا، گرمی کی شدت کے باعث پورا ماحول آتش فشاں تھا، ''بم کیس وارڈ'' حضرت کے معتقدین اور مریدوں کی نگاہ شوق وعقیدت کا مرکز بن گیا۔

نمازِ عصر کے بعد میں نے جیل کے ذمہ دار افسروں سے رابطہ قائم کر کے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے لئے چارپائی کا انتظام کرنے کو کہا، کیونکہ تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار ہونے والے تمام نظر بندوں کے بستر ے تپتی زمین کے فرش پر ہی دراز کئے جاتے تھے، ان بستروں کے درمیان جب میں نے حضرت شیخ کی چارپائی

بچھائی، تو آپ نے اسے دیکھتے ہی دریافت کیا: یہاں صرف ایک چارپائی کیوں بچھائی گئی ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ حضرت کے لئے ہے، آپ نے فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جاں نثارانِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تپتے فرش پر ہوں اور احمد علی ان کے درمیان چارپائی پر آرام کرے؟

آپ نے یہ چند جملے کچھ اس انداز میں فرمائے کہ حاضرین کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں، تعمیل ارشاد میں آپ کا بستر خصوصی اہتمام کے ساتھ زمین پر ہی بچھا دیا گیا اور پائینتی کی جانب اپنا بستر رکھا تو حضرت نے اسے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر سرہانے کی جانب کردیا۔

نمازِ مغرب کے بعد راقم الحروف نے علیحدگی میں ملتان جیل میں یکایک صحت خراب ہونے کے اسباب معلوم کئے، تو حضرت لاہوری نے فرمایا: ایک روز شام کے کھانے کے بعد سب کی حالت غیر ہوگئی، قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ اور ان کے دیگر ساتھیوں نے جیل کے حکام سے جب پُرزور مطالبہ کیا کہ ہمارا طبی معائنہ ہونا چاہیے اور جیل کی خوراک بند کردینے کا فیصلہ کیا، تو ان سب کو مختلف بارکوں میں تبدیل کردیا گیا اور مجھے یہاں سینٹرل جیل لاہور پہنچا دیا گیا ہے۔ جیل کے ارباب اختیار کے بقول اگر ہماری صحت کا بگاڑ غذائی سمیّت (فوڈ پوائزن) کے باعث تھا، تو طبی معائنہ کرانے میں کیا قباحت تھی؟ اور پھر چند روز کے بعد مختلف جیلوں کے دوسرے نظر بندوں نے بھی قے اور اسہال کی تکلیف کا شکوہ کیا۔

وسیع پیمانے پر ایک ہی شکایت کا اظہار درحقیقت تحریک تحفظ ختم نبوت کے نظر بندوں خصوصاً ممتاز رہنماؤں کے خلاف کسی سازش کا غماز تھا، حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا: ملتان کی تکلیف کے بعد میرے اعصاب میں کچھ کھچاؤ پیدا ہوگیا ہے، اور

گھٹنے میں مسلسل درد نے اگر چہ سخت پریشان کررکھا ہے، لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے خطرناک صعوبتیں وجہ سکون قلب اور باعث راحت جاں ہیں۔ مولانا ظفر علی خان نے ہمارے انہی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

شیخ التفسیر حضرت لاہوری قریبا ایک ماہ ''بم کیس وارڈ'' میں رونق افروز رہے، بعد ازاں وزیر اعلی پنجاب ملک فیروز خاں نے خرابی صحت کی بنا پر حضرت کی رہائی کے احکام جاری کردیئے، اور پھر زندگی بھر آپ کو صحت وتندرستی کی وہ پہلی حالت نصیب نہ ہوسکی، اسی طرح قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ بھی مسلسل بیمار رہ کر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ❶

حضرت بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا میں کفن ساتھ لے کر جارہا ہوں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ راوی ہیں:

تحریک ختم نبوت کے دنوں میں حضرت بنوری رحمہ اللہ پر سوز وگداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی، وہ الفاظ کے جامہ تنگ میں نہیں سما سکتی۔ تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرت نے کراچی سے ملتان، لاہور، راولپنڈی، پشاور تک کیا، اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ کراچی سے روانہ ہوئے تو حضرت رحمہ اللہ پر بے حد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ سے فرما رہے تھے، مفتی صاحب! دعا کیجیے حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے، میں کفن ساتھ لے جارہا ہوں، مسئلہ حل ہوگیا تو الحمد للہ ورنہ شاید

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۴۵ تا ۴۸

بنوری زندہ واپس نہ آئے گا۔

حق تعالیٰ نے آپ کے سوزِ قلب کی لاج رکھی اور قادیانی ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر جدا کر دیا گیا۔ ❶

بالآخر حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ کی جدوجہد، جذبہ، ولولہ، تڑپ اور عمل پیہم کی برکت سے قادیانیت کا قلعہ مسمار ہو گیا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

قادیانیت کے خلاف ۱۹۷۲ء کو چلائی گئی تحریک کے قائد اوّل اور اس کاروانِ عزیمت کے سپہ سالار حضرت بنوری رحمہ اللہ ہی تھے اور وہ ساری زندگی اس فتنے کے خلاف سینہ سپر رہے:

ہم کو مٹا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے، زمانہ سے ہم نہیں ❷

ختم نبوت کیلئے باپ اور بیٹے کی قربانی

حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے تحریک آزادی وطن اور تحریک ختم نبوت کے لئے باپ اور بیٹے دونوں کی قربانی دی، جب ان کا اکلوتا بیٹا فوت ہوا تو وہ کلکتہ میں تھے، بیٹے کا منہ بھی نہ دیکھ سکے، جب ان کے والد قاضی محمد امین کا انتقال ہوا تو وہ ختم نبوت کی تحریک میں نظر بند تھے، اور ان کے جنازے کو کندھا تک نہ دے سکے۔ ایک انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے، اس کی عزیز ترین متاع اس کی اولاد ہوتی ہے، اور اہم ترین پونجی بزرگوں اور والدین کی شفقت، قاضی صاحب نے یہ دونوں اسلام اور قوم کے نام پر قربان کر دیں۔

---

❶ بینات: ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

❷ جمال یوسف: ص ۲۵۳

ان کے غیر متزلزل عزم و ہمت کا ایک واقعہ ۱۹۵۴ء میں پیش آیا، مولانا تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں ملتان جیل میں نظر بند تھے، اس دوران ان کے والد ماجد انتقال کر گئے، جیل کے حکام نے مولانا سے کہا کہ اگر آپ اعلیٰ حکام سے معافی مانگ لیں تو آپ کو رہا کیا جا سکتا ہے اور آپ اپنے والد ماجد بزرگوار کی نماز جنازہ میں شرکت کر سکتے ہیں۔ مولانا نے خشمگیں انداز میں کہا کہ میں نے یہ جیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے تحفظ کی خاطر قبول کی ہے، آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاؤں اور والد کی محبت سے متأثر ہو کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دے جاؤں؟ میں عاشق رسول ہوں، مجھ پر اس جیسی ہزار مصیبتیں بھی اگر نازل ہو جائیں تو بھی میں اف نہ کروں گا۔ جیل کے حکام مولانا کے اس دلیرانہ جواب کو سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ ❶

ختم نبوت پر ایک ماں کا دودھ پیتے بچے کو قربان کرنے کا عزم

کہا جاتا ہے کہ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کی زندگی ایسے واقعات سے پُر نظر آتی ہے، اسی طرح کا ایک واقعہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کا بھی ہے۔ جب مولانا جامع مسجد کچہری بازار (فیصل آباد) لائل پور میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک عظیم مجمع سے خطاب کر رہے تھے، وہ قادیانی گروہ اور اس سے تحفظ کے لیے حکومت وقت کے کیے گئے اقدامات کے خلاف بھپرے ہوئے اس مجمع سے خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو سِوَل نافرمانی کی ترغیب دے رہے تھے۔ مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی یہ آواز مسجد کی گیلری میں کھڑی ایک خاتون بھی ہمہ تن گوش ہو کر سن رہی تھی کہ مولانا کے شدت جذبات سے مغلوب ہو کر

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۵۲، ۵۳

اپنی گود کے بچے کومنبر کی طرف اوپر سے (جہاں مولانا کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے) مولانا کی طرف اچھال دیا، اور پنجابی میں کہا کہ مولوی صاحب! میرے پاس یہی ایک سرمایہ ہے، اسے سب سے پہلے حضور کی آبرو پر قربان کردو، یہ کہہ کر وہ عورت الٹے پاؤں باہر کی طرف چل پڑی۔

اس وقت سارا مجمع دہاڑیں مار کر رو رہا تھا، خود مولانا کی آواز کو گلوگیر اور رندھی ہوئی تھی، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ لوگو! اس بی بی کو جانے نہ دینا، اسے بلاؤ! چنانچہ اس خاتون کو بلایا گیا اور مولانا نے اپنے قدموں میں بیٹھے اپنے اکلوتے بیٹے طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ بی بی! سب سے پہلے گولی تاج محمود کے سینے سے گزرے گی، پھر میرے اس بچے کے سینے سے، پھر اس مجمع کے تمام افراد گولیاں کھائیں گے، اور جب یہ سب قربان ہو جائیں تو اپنے بچے کو لے کر آنا اور اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دینا۔ یہ کہا اور وہ بچہ اس عورت کے حوالے کر دیا۔ ❶

ناموس رسالت پر ہزاروں فرزند قربان

جناب مولانا خلیل احمد قادری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جب میں جیل میں تھا، تو مجھے پھانسی کی سزا سنائی گئی اور بعد میں مجھے غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا، لیکن میرے بارے میں مشہور ہو گیا کہ مجھے پھانسی دے دی گئی ہے، اور کراچی جیل میں میرے والد محترم حضرت علامہ ابوالحسنات شاہ قادری صاحب جو اس وقت تحریک کی کمان فرما رہے تھے اِن کو یہ خبر دی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی شمسی کا بیان ہے کہ چند روز تک ہم نے یہ خبر علامہ ابوالحسنات سے چھپائے رکھی

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۱۲۴، ۱۲۵

اور پھر آخر کار ایک روز ہم نے انہیں بتادی کہ آپ کے صاحب زادے کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ علامہ ابوالحسنات یہ سنتے ہی سجدے میں گر گئے اور انہوں نے فرمایا: میرے آقا! گنبد خضری کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اکلوتے بیٹے خلیل کی قربانی قبول ہے، تو میں بارگاہِ ربی میں سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں، ناموس رسالت پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں۔

مولانا خلیل احمد قادری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے سکھر جیل کے پتے پر والد محترم حضرت ابوالحسنات شاہ قادری کو اپنی خیریت کا خط لکھا۔

جس کا جواب مجھے پندرہ روز کے بعد موصول ہو گیا، والد صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا: مجھے یہ جان کر بے حد افسوس ہوا کہ تم رتبہ شہادت حاصل نہیں کر سکے، لیکن بہر حال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر لڑ رہے ہو، اور خط کے آخر میں لکھا تھا: کاش! اللہ تعالی میرے بیٹے کی قربانی قبول کر لیتا۔ ❶

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی کی والدہ کی حضور سے عقیدت وجذبات

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی رحمہ اللہ اپنی جیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ کو دفتر میں سپر نٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں، میں دفتر میں پہنچا تو دیکھا کہ میری والدہ صاحبہ مع میری اہلیہ اور بیٹے سلمان گیلانی کے جس کی عمر اس وقت سوا ڈیڑھ سال کی تھی، بیٹھے ہوئے تھے، والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اٹھیں اور سینے سے لگایا، ماتھا چومنے لگیں، حال احوال پوچھا، ان کی آواز گلو گیر تھی، سپر نٹنڈنٹ نے محسوس کر لیا کہ وہ رو رہی ہیں، میرا بھی جی بھر آیا، آنکھوں میں آنسو تیر نے

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۱۵۳، ۱۵۴

لگے، یہ دیکھ کر سپرنڈنٹ نے کہا اماجی! آپ رو رہی ہیں، بیٹے سے کہیں (ایک فارم بڑھاتے ہوئے) کہ اس پر دستخط کردے تو اسے ساتھ لے جائیں، ابھی معافی ہو جائے گی، میں ابھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اسے جواب دے سکوں، والدہ صاحبہ تڑپ کر بولیں کیسے دستخط، کہاں کی معافی، میں ایسے دس بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کردوں، میرا رونا شفقت مادری ہے، یہ سن کر سپرنڈنٹ شرمندہ ہوگیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہوگیا۔ ❶

ناموسِ رسالت کی خاطر ماں کا اپنے بیٹے کو شہادت کے لئے بھیجنا

مظفر علی شمسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی بارات لے کر دہلی دروازہ (لاہور) کی جانب آرہی تھی، سامنے سے تڑتڑ کی آواز آئی، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لئے لوگ سینہ تانے بٹن کھول کر گولیاں کھارہے ہیں، تو مہمانوں کو معذرت کرکے رخصت کردیا۔ بیٹے کو بلا کر کہا: بیٹا! آج کے دن کے لئے تو میں نے تمہیں جنا تھا، جاؤ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہوکر دودھ بخشوا جاؤ، میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری بارات میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کروں گی، جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تاکہ میں فخر کرسکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں۔ بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ فوراً اماں کے حکم پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لئے شہید ہوگیا، جب اس کی لاش اٹھائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا، بلکہ سب گولیاں سینہ پر کھائیں:

اِدھر آ ستم گر ہنر آزمائیں | تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں ❷

❶ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء: ص۵۳۲، ۵۳۳

❷ عشق رسول کے ایمان افروز واقعات: ص ۱۰۸

تحفظ ناموس رسالت کی خاطر ہتھکڑی پہننا زیور ہے

مولانا خلیل احمد قادری صاحب فرماتے ہیں کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں میرے ہاتھوں کو ہتھکڑی لگی ہوئی تھی، جب مجھے حوالات میں بند کرنے کیلئے پولیس کی بارک کے سامنے سے گزارا گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ سب مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے، میں نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور پھر ہتھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگالیا، میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں کہا: خدا کا شکر ہے کہ میں نے یہ ہتھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی پاداش میں نہیں پہنیں، اور مجھے فخر ہے کہ میں نے اللہ کے پیارے حبیب، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر یہ زیور پہنا ہے۔ یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متأثر ہوئے، انہوں نے کہا: دل تو ہمارے آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے، ملازمت کا معاملہ ہے۔ میں نے ان سے کہا: یزیدی فوج بھی یہی کہتی تھی، یہ سن کر وہ شرمندہ ہوگئے۔

مولانا خلیل احمد قادری صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سلسلے میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن (نیلا گنبد) کے پاس گیا، اوران سے تحریک میں باقاعدہ شمولیت کے لئے درخواست کی، تو انہوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور پھر کہنے لگے کہ میں ٹانگوں سے معذور ہوں، مگر آپ مجھے جب چاہیں گرفتار کروادیں، اگر آپ ابھی چاہیں تو میں اسی وقت آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔ ❶

ہر رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوتا ہوں

ضلع سکھر سندھ میں حاجی غلام مصطفیٰ مانک صاحب تھے۔ حاجی صاحب کے ہاں ایک قادیانی عبدالحق نامی آیا، اس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۱۵۴

کیا، آپ کو طیش آ گیا، چھری لی، وار کیا، اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی زبان نکالی ٹکڑے بھی کرتے جاتے تھے اور کہتے بھی جاتے تھے کہ بدبخت! اس زبان سے تو نے میرے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تھا۔

جس دن ان کو گرفتار کر کے گھر سے تھانہ کرونڈی لے جا رہے تھے، اس سے پہلی رات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سید زادی کو خواب میں زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی! کل تمہارے شہر کی جیل میں میرا مہمان آ رہا ہے، جس کا خیال رکھنا، چنانچہ معلوم کر کے اس بی بی نے کھانا و دیگر ضروریات کا اہتمام کیا۔

جب کیس چلا، کیس کی پیروی چونکہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کر رہی تھی، صفائی کے لئے حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت افغانی اور حضرت درخواستی رحمہم اللہ کو بلا رکھا تھا۔ سید غوث علی شاہ جو بعد میں صوبہ سندھ کے وزیر اعلی بنے، یہ اس کیس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے وکیل تھے، انہوں نے حضرت مولانا کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ جان بچانا فرض ہے، اگر حاجی مانک انکار کر دے، موقع کا گواہ کوئی نہیں، تو اس کی جان بچ جائے گی۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے فرمایا: آپ کا موقف ہے جان بچائی جائے، مگر میرا موقف ہے کہ حاجی صاحب عدالت میں اقرار کریں کہ واقعتاً میں نے اس قادیانی کو قتل کیا ہے، تاکہ عدالت کے ریکارڈ میں یہ بات آئے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنے پیغمبر کی توہین برداشت نہیں کر سکتا، تاہم آپ کا پیغام میں اسے دیتا ہوں۔ مولانا نے حاجی صاحب کو بلا کر وکیل کی بات کہی، تو حاجی صاحب کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، اس نے کہا مولانا! میں چھوٹا سا تھا، مجھے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کرنے کا شوق پیدا ہو گیا، کسی نے کہا کہ فلاں آیت کریمہ کا وظیفہ کرو،

میں نے اس پر عمل شروع کر دیا، پھر بھی زیارت نصیب نہ ہوئی، میری درود شریف پڑھتے، وظیفے کرتے عمر بیت گئی، خیرات، سات حج، نوافل، ذکر وفکر کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا، جس دن سے اس گستاخ رسول کو قتل کیا ہے، شاید و بائد کوئی رات خالی جاتی ہو، ورنہ ہر رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوتا ہوں۔ ❶

مسئلہ ختم نبوت کی جدوجہد نجات کا سبب بنی

مفکر اسلام قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک عقیدت مند نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ فرمائیے کیسے گزری؟ اس پر آپ نے فرمایا، ساری زندگی قرآن پاک اور حدیث کی تعلیم میں گزری، اسلامی نظام کے لیے کوشش و کاوش کی، وہ سب اللہ رب العزت کے ہاں بحمدہٖ تعالیٰ قبول ہوئیں، مگر نجات اس محنت کی وجہ سے ہوئی جو قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کے لیے تھی۔ ختم نبوت کی خدمت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی۔ ❷

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر بیٹے کے جنازے میں شرکت نہ کر سکے

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کا اکلوتا بیٹا زین العابدین تھا، جو بیمار ہوا، مولانا گھر پر تھے، اس کی بیماری شدت اختیار کرتی گئی حتی کہ اس کی زندگی سے مایوسی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اس دن مولانا نے مشہور قادیانی مبلغ اللہ دتہ جالندھری سے ہزارہ کے علاقے میں مناظرے کے لئے جانا تھا، مولانا اپنے اکلوتے جواں سال صاحب زادے کو اس حالت میں چھوڑ کر روانہ ہو گئے، ابھی اڈے پر پہنچے تھے کہ پیچھے

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۷۶، ۳۷۷

❷ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۷۲

سے آدمی دوڑتا ہوا آیا اور پیغام دیا کہ بچے کا انتقال ہوگیا۔آپ نے ٹھنڈا سانس لیا،''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' پڑھا،اوراس آدمی کوکہا کہ گھر جا کرغسل دیں،کفن پہنائیں، جنازہ پڑھیں اور دفن کردیں،میرا اس مناظرے کے لئے جانا ضروری ہے، جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے،اور مقررشدہ مناظرہ کرنا میرے لئے فرض عین ہے،ورنہ کئی آدمیوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے، میں جارہا ہوں۔یہ کہہ کر استقامت وایثار کا بے تاج بادشاہ غلام غوث ہزاروی بس پرسوار ہوکر مناظرے کے لئے مقررہ مقام کی طرف روانہ ہوگئے۔راقم الحروف اپنے تمام مبلغین بھائیوں سے درخواست گزار ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آیا ہم میں سے کوئی آدمی ایسی مثال قائم کرسکتا ہے؟ اللہ رب العزت ان پر کروڑ ہا رحمتیں برسائے۔آمین۔ ❶

تحریک ختم نبوت میں ایک کالج کے طالب علم کا جذبہ

تحریک ختم نبوت میں ایک طالب کتابیں ہاتھ میں لئے کالج جارہا تھا،سامنے تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں، کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا۔کسی نے پوچھا: یہ کیا؟ جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں، آج عمل کرنے جارہا ہوں؟ جاتے ہی ران پر گولی لگی، گر گیا، پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرج دار آواز میں کہا کہ ظالم! گولی ران پر کیوں ماری ہے؟عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو دل میں ہے، یہاں دل پر گولی مارو تا کہ قلب وجگر کو سکون ملے۔ ❷

اذان پوری کرتے کرتے نومسلمان شہید ہوگئے

مولانا عبدالستار نیازی راوی ہیں کہ اس تحریک میں جو آدمی بھی شریک ہوتا تھا، یہ طے

---

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۲۳۳، ۲۳۴

❷ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۷۹

کر کے آتا تھا کہ وہ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان دے دے گا۔
پولیس نے لاٹھی چارج کیا، لوگ لاٹھیاں کھاتے رہے، ایک نوجوان کے پاس شمائل شریف تھی، فردوس شاہ ''ڈی ایس پی'' نے ٹھوکر ماری، نوجوان گر گیا، شمائل شریف دور جاگری اور پھٹ گئی، فردوس شاہ کو لوگوں نے موقع پر قتل کر دیا، حدیث کی بے حرمتی کرنے والا اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔

نیازی صاحب فرماتے ہیں کہ دہلی دروازے کے باہر چار نوجوانوں کی ڈیوٹی تھی، پولیس نے چاروں کو باری باری گولی کا نشانہ بنایا۔

نیازی صاحب کے بقول: ہمارا ایک جلوس مال روڈ سے آ رہا تھا، ''لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا ورد، نعرہ تکبیر، ختم نبوت زندہ باد کے نعرے وردِ زبان تھے، وہاں پر زبردست فائرنگ ہوئی، لیکن نوجوان سینہ کھول کھول کر سامنے آتے رہے اور جام شہادت نوش کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا، اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے آگے بڑھا، مسجد میں پہنچ کر اذان دی، ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا، دوسرا مسلمان آگے بڑھا، اس نے ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـهُ'' کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا، تیسرا مسلمان آگے بڑھا، ان کی لاشوں پر کھڑا ہو کر ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ'' کہا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا، چوتھا آدمی بڑھا، تین کی لاشوں پر کھڑے ہو کر کہا: ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاة'' کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا، پانچواں مسلمان بڑھا، غرضیکہ باری باری نو مسلمان شہید ہو گئے، مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔ [1]

ظلم وستم اور سزا سن کر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے والا مردِ قلندر

جن دنوں ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی، ختم نبوت کے پروانے گولیوں، لاٹھیوں،

[1] تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۷۹، ۳۸۰

جیلوں اور حوالاتوں کے مزے لے رہے تھے، ایک مسلمان نے سڑک کے درمیان آ کر بلند آواز میں نعرہ لگایا ''ختم نبوت زندہ باد'' جونہی اس نے نعرہ لگایا، پولیس والا آگے بڑھا اور اس کے گال پر زوردار تھپڑ امارا، تھپڑ کھاتے ہی اس نے پھر کہا ''ختم نبوت زندہ باد'' اس بار پولیس والے نے اسے بندوق کا بٹ مارا، بٹ کھا کر وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں گرجا ''ختم نبوت زندہ باد'' اب تو پولیس والے اس پر جھپٹ پڑے، ادھر وہ ہر تھپڑ، ہر لات اور ہر بٹ پر ''ختم نبوت زندہ باد'' کا نعرہ لگا تا چلا گیا، وہ مارتے رہے، یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور چور ہو گیا، اسی حالت میں اٹھا کر فوجی عدالت میں پیش کیا گیا، اس نے عدالت میں داخل ہوتے ہی نعرہ لگایا ''ختم نبوت زندہ باد'' فوجی نے فوراً کہا: ایک سال کی سزا، ایک سال کی سزا کا سن کر اس نے پھر نعرہ لگایا ''ختم نبوت زندہ باد'' فوجی نے فوراً کہا: دو سال کی سزا، اس نے پھر نعرہ لگایا ''ختم نبوت زندہ باد'' فوجی نے پھر کہا: تین سال کی سزا، اس نے پھر ''ختم نبوت زندہ باد'' کا نعرہ لگایا۔

غرض وہ ایک ایک سال کر کے سزا بڑھا تا چلا گیا، یہ ''ختم نبوت'' کا نعرہ لگا تا چلا گیا یہاں تک کہ سزا بیس سال تک پہنچ گئی، بیس سال کی سزا سن کر بھی اس نے کہا ''ختم نبوت زندہ باد'' اس پر فوجی نے چلاّ کر کہا: باہر لے جا کر گولی مار دو، اس نے گولی کا حکم سن کر کہا ''ختم نبوت زندہ باد'' ساتھ ہی خوشی کے عالم میں ناچنے لگا، ناچتے ہوئے بھی برابر نعرے لگا رہا تھا ''ختم نبوت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد''

عدالت میں وجد کی حالت طاری ہو گئی، یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا: یہ دیوانہ ہے، دیوانے کو سزا نہیں دی جا سکتی، رہا کر دو۔ رہائی کا حکم سنتے ہی اس نے پھر کہا ''ختم نبوت زندہ باد'' (میں بھی کہتا ہوں ''ختم نبوت زندہ باد'' آپ سب بھی کہیں ''ختم

نبوت زندہ باد‘‘)❶

تحریک ختم نبوت میں اسّی سالہ بوڑھا اور پانچ سالہ معصوم بچے کی شہادت

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے اور دیوانہ وار سینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے، عصر کے بعد جب جلوس نکلنے بند ہو گئے تو ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے معصوم پانچ سالہ بچے کو اپنے کندھے پر اٹھا کر لایا، باپ نے ختم نبوت کا نعرہ لگایا، معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا، اس کے مطابق زندہ باد کہا، دو گولیاں آئیں، اسی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینے سے شائیں کر کے گزر گئیں، دونوں شہید ہو گئے، مگر تاریخ میں اس نئے باب کا اضافہ کر گئے کہ اگر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مشکل وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے خمیدہ کمر سے لے کر پانچ سالہ معصوم بچے تک سب جان دے کر اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔❷

جھوٹے اور سچے پیروکاروں کے ایمان کی کیفیت

کنری ضلع تھرپارکر موجودہ عمر کوٹ، سندھ میں مجلس کے بزرگ راہنما مستری برکت علی مغل جو لوہار کا کام کرتے ہیں، اِس کے پاس ایک دفعہ ایک مرزائی آیا اور بینچ پر بیٹھ کر اپنی ارتدادی تبلیغ شروع کر دی۔ مستری صاحب دستے والی کلہاڑی کی دھار تیز کر رہے تھے، مرزائی گفتگو کرتا رہا، یہ دھار تیز کرتے رہے، جب خوب دھار تیز ہو گئی تو کلہاڑی مرزائی کی گردن پر رکھ کر کہا کہ کہو کہ مرزا بے ایمان تھا، ایسا تھا، ویسا تھا، خوب

❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۸۱

❷ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۸۱، ۳۸۲

بے نقط سنائیں، مرزائی مستری صاحب کے ساتھ ہی ساتھ مرزا کو گالیاں سناتا گیا، جب تھک گیا، تو مستری صاحب نے وہی کلہاڑی مرزائی کے ہاتھوں میں دے دی اور خود نیچے بیٹھ گئے، اور کہا کہ اب تم کلہاڑی میری گردن پر رکھ کر کہو کہ میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کروں، میں ٹکڑے ہوجاؤں گا، مگر توہین کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہ آپ کے پیغمبر اور آپ کے جھوٹے ہونے کی اور ہمارے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ ❶

دو سگے بھائیوں کا نعرہ ختم نبوت لگا کر جانوں کا نذرانہ

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ راوی ہیں:

1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران بطورِ ڈاکٹر میری تعیناتی میو ہسپتال میں تھی۔ ہم چند دوست ہسپتال کی چھت پر کھڑے تھے، اچانک دیکھا کہ نسبت روڈ چوک کی جانب سے ختم نبوت کے پروانوں کا ایک جلوس بڑھتا ہوا آرہا ہے، جسے روکنے کے لیے فوج نے ہسپتال کے گیٹ کے آگے ریڈ لائن لگا دی اور انتباہ کر دیا کہ جو بھی اسے پار کرے گا، اُسے گولی مار دی جائے گی۔ یہ ایک ایسا انتباہ اور ایسی وارننگ تھی، لیکن عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اِس کی کوئی حیثیت نہ تھی، یہاں بھی یہی ہوا، جلوس نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے ترانے بلند کرتا ہوا اُسی آن سے آگے بڑھتا رہا۔ ریڈ لائن پہ اک لمحے کو رُکا۔ دوسرے ہی لمحے چشمِ فلک نے دیکھا کہ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ ناز کرنے والا ایک خوبرو نوجوان آگے بڑھا، اس نے اپنا سینہ کھولا اور نعرہ لگایا: ''ختم نبوت زندہ باد'' اور سرخ لائن کراس کر گیا۔ دوسری طرف سے قادیانیت نواز کی بندوق سے گولی نکلی اور سرخ سرحد عبور کرنے والا جوان، عشقِ مصطفیٰ

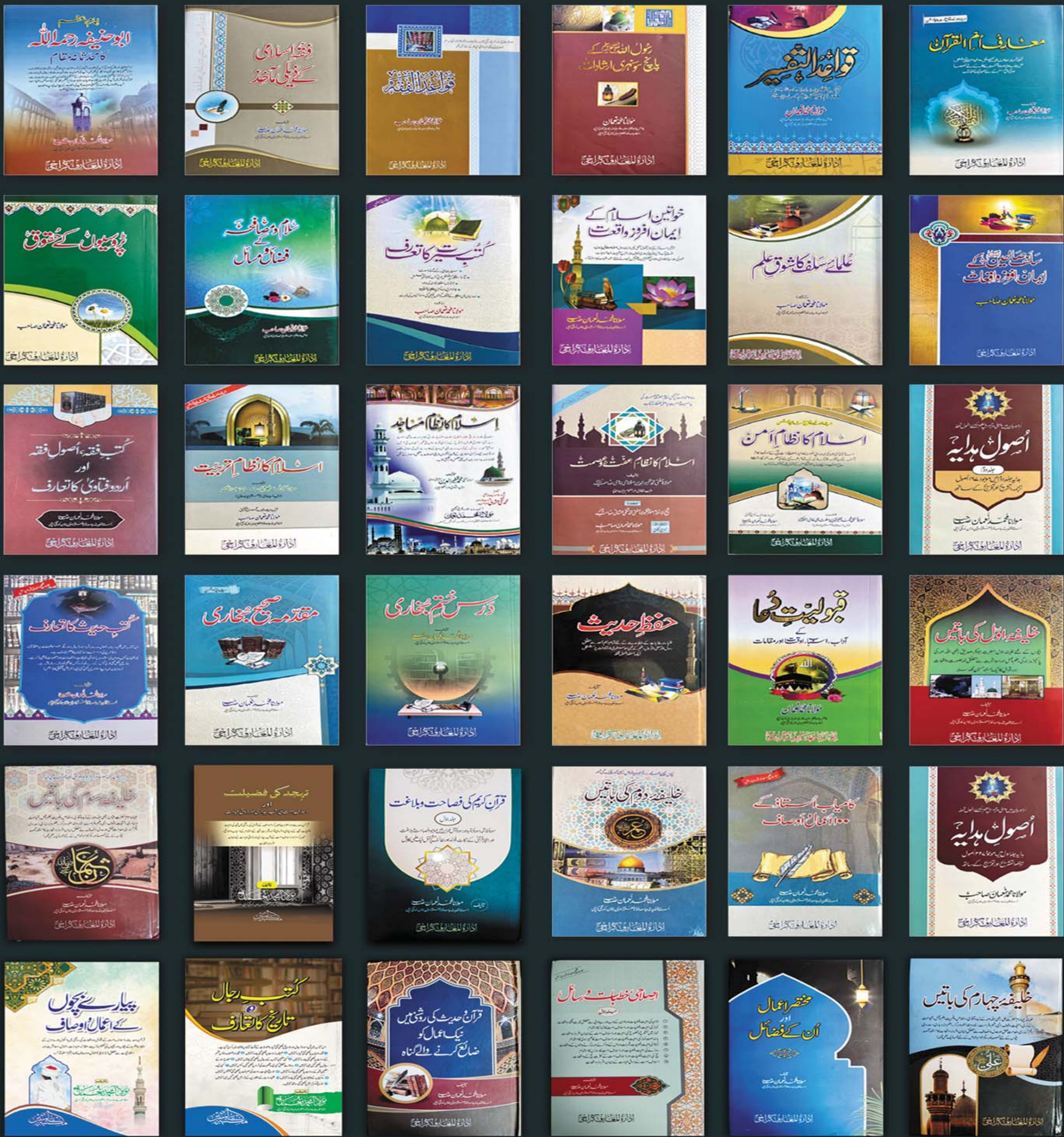
❶ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۸۷

صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں اتنا تیز نکلا کہ ایک ہی جست میں زندگی کی سرحد عبور کر کے قدم بوسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روانہ ہوگیا، چنانچہ ہم نے دیکھا کہ اسی رفتار سے دوسرا جوان آگے بڑھا، اس نے بھی گریبان چاک کیا اور پوری قوت سے نعرہ زن ہوا، ''ختم نبوت زندہ باد''، ظلم وتشدد کی روایت کے مطابق اُدھر سے گولی آئی اور عشق ومحبت کی تاریخ کا اک اور صفحہ رنگین کرتے ہوئے گزر گئی، وہ جوان لڑکھڑایا اور لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ لیے راہی فردوسِ بریں ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ تیسرا نوجوان آگے بڑھتا، ہم چھت سے نیچے آ چکے تھے اور اِدھر خبر ملی کہ ان دونوں جوانوں کے لاشے بھی ہسپتال پہنچ چکے ہیں، دورانِ زیارت معلوم ہوا کہ دونوں جوان سگے بھائی تھے۔ اِس وقت ضرورت ہے کہ ہر ایک کو اس عقیدے کا مطلب سمجھائیں اور بتلائیں کہ یہ ہمارے ایمان کا اہم جز ہے، جو اس کا قائل نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر جان، مال، اولاد قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



Designed By Uk Printers : 0315-2245330

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی وتحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس ومحاضرات اور تحریری بیانات جمعہ کیلئے ان واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

03112645500 - 03191982676